صدائے حسن وجمال

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

فی سبیل اللہ
NOT FOR SALE

Marfat.com

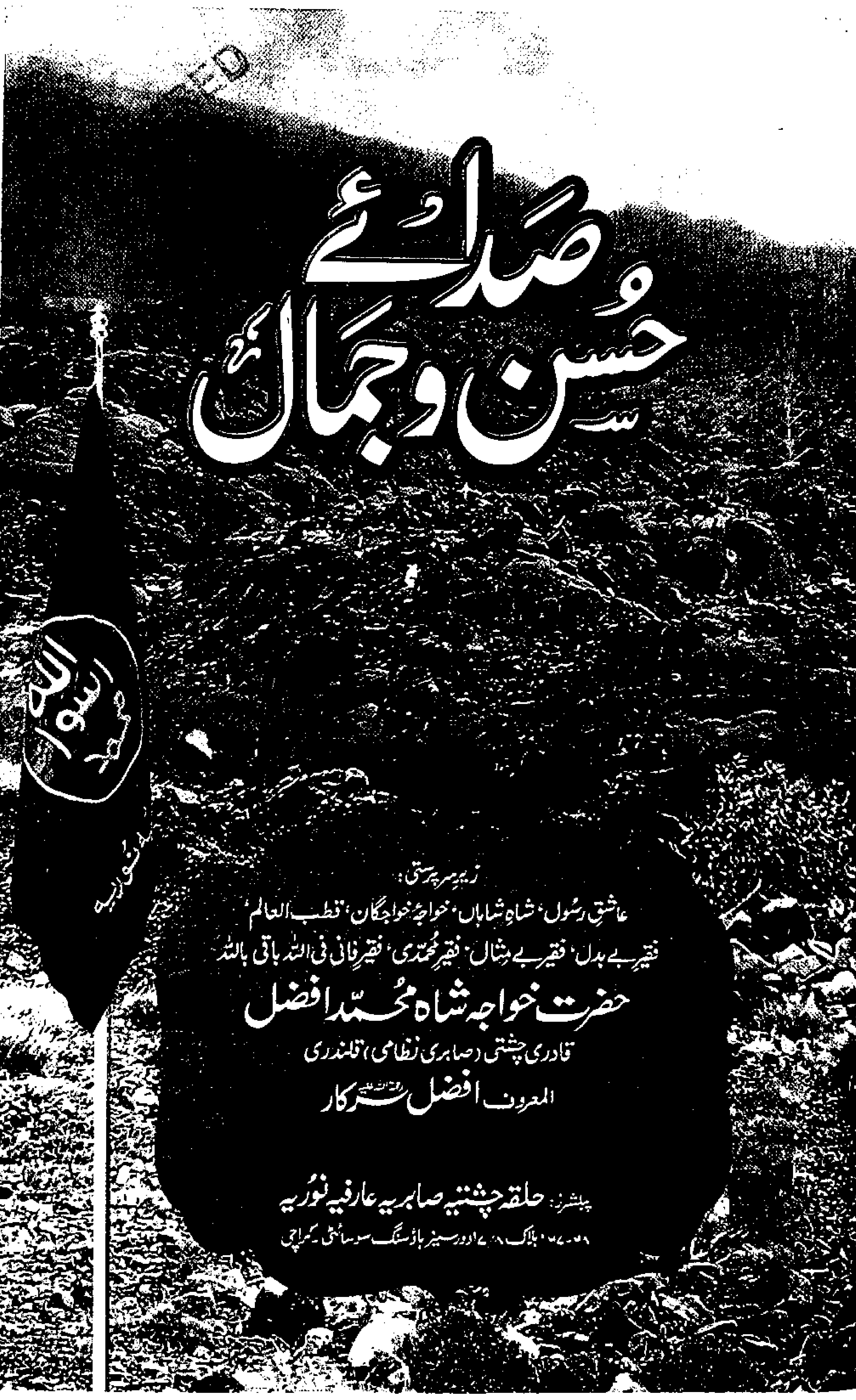

صدائے حسن و جمالؒ

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوریہ

۱۰۶-۱۰۷، بلاک ۷/۸، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی

Marfat.com

نام کتاب ——————— صدائے حسن وجمال

ترتیب و پیشکش ——————— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ——————— حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخ اشاعت	تعداد
ذیقعد ۱۴۳۱ھ اکتوبر ۲۰۱۰ء	۳۵۰۰

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، توُ نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ توُ کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "صدائے حُسن وجمال" کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مُرشد شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی)، قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سرپرستی یہ کتاب پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری، اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہوجائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلائے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہو گی۔

دُعا گو اور دُعا جو

رابعہ ثانی

Marfat.com

فہرست

باب (۸۴) ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء ______ 9
باب (۸۵) ۶ نومبر ۲۰۰۹ء ______ 23
باب (۸۶) ۱۳ نومبر ۲۰۰۹ء ______ 38
باب (۸۷) ۲۰ نومبر ۲۰۰۹ء ______ 51
باب (۸۸) ۲۷ نومبر ۲۰۰۹ء ______ 64
باب (۸۹) ۴ دسمبر ۲۰۰۹ء ______ 79
باب (۹۰) ۱۱ دسمبر ۲۰۰۹ء ______ 98
باب (۹۱) ۱۸ دسمبر ۲۰۰۹ء ______ 118
باب (۹۲) ۲۵ دسمبر ۲۰۰۹ء ______ 136
باب (۹۳) ۲۸ دسمبر ۲۰۰۹ء ______ 157
باب (۹۴) ۱ جنوری ۲۰۱۰ء ______ 176
باب (۹۵) ۸ جنوری ۲۰۱۰ء ______ 190
باب (۹۶) ۱۵ جنوری ۲۰۱۰ء ______ 205
باب (۹۷) ۲۲ جنوری ۲۰۱۰ء ______ 220

Marfat.com

باب (۹۸) ۲۹ جنوری ۲۰۱۰ء ______ 237
باب (۹۹) ۵ فروری ۲۰۱۰ء ______ 254
باب (۱۰۰) ۱۲ فروری ۲۰۱۰ء ______ 271
باب (۱۰۱) ۱۹ فروری ۲۰۱۰ء ______ 288
باب (۱۰۲) ۲۶ فروری ۲۰۱۰ء ______ 308
باب (۱۰۳) ۲۷ فروری ۲۰۱۰ء ______ 325
باب (۱۰۴) ۵ مارچ ۲۰۱۰ء ______ 342
باب (۱۰۵) ۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء ______ 363
باب (۱۰۶) ۱۹ مارچ ۲۰۱۰ء ______ 395
باب (۱۰۷) ۲۶ مارچ ۲۰۱۰ء ______ 417

Marfat.com

۳۰ ر اکتوبر ۲۰۰۹ء

باب (۸۴)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو خالق دوجہاں ہے، رب العالمین ہے، سب سے زیادہ دانا اور انصاف کرنے والا ہے۔ وہ جو سب جانتا ہے اور عالمِ ظاہر اور عالمِ غیب کا مالک ہے۔

درود و سلام اس رونق پر، اس حسن پر جو قلبِ الٰہی کا سرور ہیں۔ رحمتیں ہوں وقت کے خاتمہ کے اعلیٰ ترین کماندار پر، جو اپنے اللہ کے حضور ہمہ وقت سر بہ سجود ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو ادب کے معنی سمجھتے ہیں، جو اس روحانی راہ میں پہلا سبق ہے۔ وہ راہ جو اللہ کی راہ ہے۔

آج کا دن اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے لئے ایک خوشی کا دن ہے۔ آج جشن کا دن ہے ، خوشی منانے کا دن ہے۔ وہ دن جس کے لئے اللہ کا کیا ہوا وعدہ پورا ہوا۔ وہ وعدہ جو اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ یعنی وہ وعدہ کہ زمان کا خاتمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہوگا۔

یہ وعدہ اس وقت کیا گیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کائنات کو بنتے ہوئے دیکھا تھا یعنی سُورجوں، چاندوں، سیّاروں اور زمین کو بنتے دیکھا تھا۔ اور معصومیت سے اپنی خوبصورت کالی آنکھوں کو جھپکاتے ہوئے پوچھا تھا کہ " اے میرے رب! تُو کس کے لئے یہ سب کچھ بنا رہا ہے"؟

کاش آپ اُن کے رخساروں پر پھیلنے والی حیا کی سُرخی کو دیکھ پاتے جب اللہ نے جواب میں فرمایا تھا کہ: " آپ کے لئے، اے میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)"!

پھر اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کتاب کھول کے رکھ دی، یعنی "لوح" کو آگے رکھ دیا، جس میں ساری تفصیلات درج تھیں۔ یعنی اس دنیا کی

Marfat.com

تفصیلات، اس کائنات کی اور دوسرے سارے جہانوں کی۔

کاش آپ اس موقع پر ان کی آنکھوں میں آنے والے مختلف رنگوں کو دیکھتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہوگیا کہ دنیا میں آپ کی طرح، آپ کے بھائی آپ کی بہنیں، آپ کے بیٹے، اور آپ کی بیٹیاں بھی ہوں گی۔ تو آپ کی آنکھوں میں محبت کا رنگ غالب آگیا۔

لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ان میں سے اکثر لوگ گمراہ ہوجائیں گے تو آپ کی آنکھیں اُداس ہوگئیں۔ اس وقت آپ کی آنکھوں میں عزم کا رنگ نمایاں ہوا جب آپ کو بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دیگر اولیاء اللہ اور اللہ کے عاشقین کی کوششوں کی برکت سے ان میں سے بہت سارے لوگ راہِ راست پر آجائیں گے۔

ایک اور بھی خوبصورت رنگ اس وقت ظاہر ہوا، یعنی بہادری اور جرأت کا رنگ، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ شیطان اس دنیا پر قبضہ کرنے کی

Marfat.com

کوشش کرے گا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے عرض کیا کہ اس وقت آپ کو حق کا پرچم، اللہ کا پرچم عطا کرنا جب تاریکی دنیا پر حکمرانی شروع کرے جب ہر طرف انتشار ہو، جب ایک بھائی دوسرے بھائی کا گلا کاٹے، جب سچائی شرمندہ ہو اور دنیا جھوٹ پر چل رہی ہو، جب انسانیت رو رہی ہو، جب لوگ اس بات کو چھپانے کی کوشش کریں کہ ان کی نسبت اللہ سے ہے۔ جب مسلمان ہونے کو ایک جرم سمجھا جائے، ایک بے عزتی سمجھا جائے۔

اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے درخواست کی کہ وہ آپ کو ایسے لوگ عطا کرے جو اللہ کے سچے عاشق ہوں اور خود انہیں اللہ کا پرچم عطا کیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ دیکھے کہ اس کا رسول کس طرح اللہ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور کس طرح وہ اور ان کی فوج شیطان کا مقابلہ کریں گے، اور کس طرح وہ اور ان کی اولاد ہر ایک کے سامنے حق کو ظاہر کریں گے۔ کس طرح تاریکی کے پھیلائے ہوئے جھوٹ اور فریب کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کریں گے۔

Marfat.com

تو اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن گفتگو فرمائی تھی ۔ اس دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے بارے میں بتایا گیا تھا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی اور سیاہ آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے اور آپ کا سینۂ مبارک عشقِ الٰہی سے بھر گیا تھا ۔

اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ منظور کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا ۔ پھر اس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ کیا ۔ یعنی یہ دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنائی گئی ہے ۔ یہ جہاں آپ کا ہے ، نہ فقط یہ جہاں بلکہ وہ تمام جہانیں جو ازل سے پیدا کی گئیں ہیں یا پیدا کی جائیں گی ۔

مورخہ ۲ نومبر ۲۰۰۷ء وہ دن تھا جب اللہ کا پرچم ، یعنی الم الفتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ساقیٔ کوثر رحمتہ اللعالمین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں دیا گیا ۔ یہ وہ مبارک دن تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ ، یعنی سلسلۂ نظامیہ ، نوریہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے دربارِ عالیہ میں شروع ہوا ۔

Marfat.com

یہ بیعت حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور پنجتن پاک کی موجودگی میں ہوئی جب کہ لاکھوں نگاہیں آسمانوں سے اس کا نظارہ کر رہی تھیں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے تھے اور اللہ کے تمام محبوبین اس بیعت کے گواہ تھے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر نُورُ اللہ کی بیعت کے۔

منصوبہ سازوں میں اللہ تعالیٰ اعلیٰ ترین منصوبہ ساز ہے۔ قطع نظر اس کے کہ منصوبہ کے عمل درآمد میں کتنا وقت لگتا ہے، اور اس کے عمل درآمد میں کتنے لوگ درکار ہوتے ہیں، اللہ اس کے چھوٹے چھوٹے جزئیات طے کرتا ہے۔ چنانچہ منصوبہ کا کوئی جُز خارج نہیں ہوتا۔ یعنی اس میں سُوئی برابر فرق نہیں آتا۔

یہ ہے اللہ کا طریقہ کار۔ یہ ہے اس کی شان اور یہ ہے اس کی شوکت۔ ہے کوئی ایسا! جو اس کا کبھی مقابلہ کر سکے۔ یا اس کی طرح کام کر سکے؟

اس سلسلہ کے لئے اللہ نے کسی خاص درجے کے لوگوں کی تخصیص نہیں فرمائی ہے۔ اس نے اُن لوگوں کا انتخاب کیا جو اس سلسلہ کے لئے بنائے گئے تھے۔

Marfat.com

یعنی جنہیں خاص طور سے اس کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔

ہمارے مرشد حضرت افضل سرکار علیہ الرحمتہ

ہمارا حلقۂ نُوری بی اور اُن کا گھرانہ، اُن کے مریدین یا کارکنان جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں، یہ سب خاص طور سے اس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہم سب کہ جن کا زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق ہے، کس طرح آپس میں آن ملے ہیں، نہ فقط ملے ہیں، بلکہ ہم میں سے اکثر کو اپنی زندگیوں میں °180 کا ٹرن لینا پڑا ہے۔

جی ہاں، ہر ایک کو تربیت کے ایک سخت ترین دور سے گزارا گیا ہے، جس سے آپ کو مستقبل کی ذمہ داریوں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ جن لوگوں کو خاص کردار ادا کرنے کے لئے چُنا گیا ہے، وہ اپنا کردار ادا کرنے کے لئے ہر وقت مکمل تربیت یافتہ اور تیار ہیں۔

اُن کے ظاہری حُلیہ سے کوئی دھوکا کھا سکتا ہے، لیکن وہ اسٹیل کے بنے لوگ ہیں۔ وہ چٹان کی طرح تاریکی کے آگے سینہ سپر ہیں اور خوف کے بغیر اس کی

Marfat.com

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُسے دیکھ رہے ہیں زمان کے خاتمہ کا ڈیزائن (موزائک) اپنی تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ ابلیس روزانہ سازشیں تیار کرتا ہے اور شطرنج کی بساط پر اپنی چالیں بدلتا ہے۔ کبھی وہ اپنے آدمیوں کو ایک جگہ حرکت دیتا ہے، اور پھر اچانک اس کی جگہیں بدل دیتا ہے اور ایک دوسرے پر حملے کی تیاری کرتا ہے۔

ایسا کرتے وقت شیطان سوچتا ہے کہ وہ حق کو شکست دے سکتا ہے۔ لیکن کیا حق کو کبھی شکست دی جا سکتی ہے؟ انہیں منصوبہ بنانے دیں۔ اُسے کام کے لئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو لانے دیں۔ اُسے نئی چالیں چلنے دیں۔ اُسے فریب اور جھوٹ میں اضافہ کرنے دیں، اُسے وہ سب کچھ کرنے دیں جو اس کے بس میں ہے۔ رب سے بچنے کے لئے یہ اس کی آخری کوششیں ہیں۔ یعنی اللہ کے غصّے (خشیّت) اور اس انجام سے بچنے کے لئے جو اللہ نے اس کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ وہ انجام جو ابدی عذاب ہے۔ وہ عذاب جو بڑے اشتیاق سے اس کا اور اس کے ان چیلوں کا منتظر

Marfat.com

ہے۔جنہوں نے اپنی روحیں ابلیس کو فروخت کر رکھی ہیں۔

کتنے احمق ہیں وہ! کتنے بدنصیب ہیں وہ سب! کیسی حماقت ہے یہ! کتنے شرم کی بات ہے سب کے لئے! اللہ نے اپنی فوج تیار کر رکھی ہے۔ سلسلہ نظامیہ نوریہ کا آغاز اسی فوج کی تشکیل کا پہلا مرحلہ ہے۔

حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ، نوریہ کا وجود میں آنا اس کا دوسرا قدم تھا، آگے چل کر اس میں مزید سلسلے شامل ہوں گے۔ شروع میں اس کی رفتار دھیمی ہوگی، اتنی دھیمی کہ لوگ شاید یہ سمجھیں گے کہ اللہ شاید اپنا وعدہ بھول گیا ہے۔

لیکن پھر اس میں شامل ہونے کا عمل تیز ہو جائے گا۔ اس میں ایک سال، دو سال، یا ہو سکتا ہے کچھ زیادہ وقت لگے، لیکن یہ یاد رکھیئے کہ اللہ اپنا وعدہ کبھی نہیں توڑتا، اور نہ ہی وہ کھوکھلے دعوے کرتا ہے۔

بڑی تباہیاں آئیں گی، کچھ متوقع اور غیر متوقع، کچھ تاریکی کی قوتوں کے ہاتھوں سے اور کچھ قدرتی آفات

Marfat.com

کے باعث ۔ یہ اس قدر شدید ہوں گی کہ آپ سوچنے لگیں گے کہ شاید تاریکی نے ہمیشہ کے لئے غلبہ پالیا ہے۔

یہ وہ وقت ہوگا جب سلسلہ اپنے شہر سے نکل کر ہر جگہ جائے گا۔ مذہب کو باعثِ شرم سمجھا جائے گا۔ مسلمانوں کی اکثریت جب تاریکی کی حکمرانی کو دیکھیں گے، تو وہ اس حکومت کے تحت رہنے کا فیصلہ کریں گے۔ چونکہ تاریکی ان کو کم از کم کھانے پینے اور ایک خوشحال زندگی تو دیتی ہوگی۔

جنگل کا قانون سچے لوگوں کی زندگیوں کو مشکل سے مشکل بنائے گا۔ ایسے لوگ یا تو خاموشی اختیار کریں گے، یا پھر مضافات میں چلے جائیں گے، یعنی بڑے شہروں سے باہر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اکثر لوگ روپوشی اختیار کریں گے۔

پھر ایک شخص نمودار ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج سے ہوگا۔ اس کی آنکھیں عقاب کی طرح روشن و تیز ہوں گی۔ اور اس کا دل خالص سونے جیسا ہوگا۔ یہ ایک نوجوان، بہادر اور نوری شخص ہوگا۔ یہ کربلا ثانی کے موقع پر آئے گا، جو اسلام کے سب سے بڑے

Marfat.com

شہر میں برپا ہوگا۔

اس نوجوان کے ہمراہ سفید کپڑوں میں ملبوس ایک فوج ہوگی جن کے ہاتھوں میں علم الفتح ہوگا۔ وہ فوج ہندوستان پر ایک طوفان کی طرح غالب ہوگی۔ لیکن اس کے یہ دن ایک مختصر عرصہ کے لئے ہوں گے۔ جس کے لئے مسجد اقصیٰ کی مسماری دجّال کی آمد کا پیش خیمہ ہوگی۔

دجّال ابلیس کا چہیتا، جس کے پاس جادوئی طاقتیں ہیں، اس کے آگے تمام شیاطین، چاہے جن ہوں یا انس، سب سجدہ ریز ہوں گے۔ یعنی ابلیس کو سجدہ کرنے کے بعد، وہ صدیوں سے بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا، اس کی پہلی زنجیر اس دن ٹوٹی جس دن سلسلۂ نظامیہ نوریہ وجود میں آیا۔

ہر ایک قدرتی آفت اور دنیا کا ہر بڑا واقعہ دجّال کی ایک زنجیر توڑنے کا باعث بنتی ہے۔ اس سے اس کی حتمی آزادی قریب تر ہوتی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس وقت کے متعلق بڑی تفصیل سے بتایا ہے۔ جنہیں آپ متعدد حدیثوں میں پڑھ سکتے ہیں، وقت کے اس دورانیہ کے بارے میں تفصیلات

Marfat.com

جو آپ کو یوم حساب کے قریب لے جائے گا۔

اگر آپ آج کے زمانے کا اور ان احادیث کا موازنہ کریں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ آپ کا زمانہ چودہ سو سال پہلے کے زمانے کے مماثل ہے جس کے بارے میں آپ کو بتایا گیا تھا۔

اگر آپ یہ ارشادات نہ سنتے اور ان میں دی گئی وارننگز آپ تک نہ بھی پہنچتیں، تب بھی کیا آپ کے خیال میں دنیا کی موجودہ صورت حال یہ بتانے کے لئے کافی نہیں کہ آپ واقعی اس دور میں ہیں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبّہ کیا تھا۔

اعلانِ جنگ ہو چکا ہے۔ دونوں فریق، یعنی حق اور تاریکی میدانِ جنگ میں اتر چکے ہیں۔ وقت کے خاتمہ کی ڈوری ۲ نومبر ۲۰۰۰ء کو ٹوٹ چکی ہے۔ دانے بکھرنا شروع ہو چکے ہیں۔ اگرچہ بکھرنے کا عمل شروع میں سست تھا، لیکن اب اس کی رفتار میں تیزی آ گئی ہے۔

اب ان دانوں کو بکھرنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ کوئی بھی اس ہونی کو نہیں روک سکتا، جس کے ہونے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ اب فتح کا دن بہت قریب

Marfat.com

ہے۔ ہر مہینہ ہر دن، ہر گھنٹہ اور ہر لمحہ آپ کو اس کے قریب تر لے جا رہا ہے۔

جاگ جائیے! اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامیئے، اپنی پوری قوت سے۔ ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر۔ تاریکی کے خلاف ایک دیوار بن جائیے۔

تمام نوری، چاہے ان کا تعلق سلسلہ نظامیہ نوریہ سے ہو یا سلسلۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ سے ہو، یا دوسرے کسی سلسلہ سے ہو، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیئے ہیں، وہ سب ایک ہیں۔ آپ کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے آپ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو تھامے رہیئے۔ پھر آپ سب اللہ کی امان میں ہیں۔

تاریکی آپ سب سے خوف زدہ ہے۔ اُسے آپ کو چھُونے کی ہمت نہیں ہے۔ جو کوئی بھی اس سلسلہ سے وابستہ ہے، وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جُڑا ہوا ہے۔ اس زنجیر کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیے۔ بے شک یوم الفتح آپ کا مقدر ہے۔

Marfat.com

یہ وعدہ اللہ کا ہے آپ سب کے ساتھ ۔ اور یاد رکھیئے کہ اللہ اپنے وعدے کبھی نہیں توڑتا ۔

میری دُعا ہے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سلامتی آپ سب پر برستی رہے ، ابدالآباد تک ۔

آمین !

 ۹۱۹۷۵

Marfat.com

۶ نومبر ۲۰۰۹ء

باب (۸۵)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو معشوقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس نے کائنات کو عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا کیا۔ وہ جو احد ہے اور واحد رب العظیم ہے۔ جس کے آگے وہ سب جھکتے ہیں جو سچے ہیں۔

درود وسلام عاشقِ اللہ پر، جنہوں نے کائنات کو عشقِ الٰہی سے نوازا، جو اللہ کے واحد محبوب العظیم ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے گھر والوں کے لئے۔ سلامتی ہو ان سب کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبین ہیں اور جو عشق کا مفہوم بڑی تیزی سے سیکھ رہے ہیں۔

ہواؤں میں محبت کی خوشبو ہے۔ محبت یہاں سے کبھی گئی نہیں، وہ کبھی جا ہی نہیں سکتی۔ یہ وہ بنیادی

Marfat.com

عنصر ہے جو اللہ کی جملہ مخلوقات میں پائی جاتی ہے آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ محبت کس طرح اللہ کی تمام مخلوقات میں موجود ہو سکتی ہے، جب کہ شیطان بھی اللہ کی مخلوقات میں سے ایک ہے۔

بے شک شیطان بھی اللہ کا تخلیق کردہ ہے، اور اُسے بھی محبت دی گئی ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ سالہا سال تک اللہ کے حضور سر بسجود رہا۔ لیکن اُس نے اس محبت کو غلط استعمال کرنا شروع کیا اور باقی تمام مخلوقات سے محبت کرنے کی بجائے خود اپنے آپ سے محبت کرنے لگا۔

شیطان اللہ کی مخلوقات میں پہلا شخص تھا جس نے لفظ ''میں'' استعمال کیا۔ وہ لفظ جو فقط اللہ کے لئے مخصوص تھا اور ہے۔ اللہ جب یہ لفظ استعمال کرتا ہے، تو یہ اس کی عظمت، اس کی بڑائی اور اس کی شان کے لئے ہے۔ اللہ کو تعریف کروانے کے لئے کسی کی ضرورت نہیں ہے وہ تو خود ثنائے کامل ہے۔ اس کی بڑائی اس کی عظمت اور اس کی شان کسی کی محتاج نہیں ہے۔ وہ سب کا اعلیٰ ترین

Marfat.com

رب ہے۔

توجس وقت اللہ فرماتا ہے ''میں'' تو وہ دراصل سب کو اپنی عظمت، اپنی بڑائی اور اپنی شان یاد دلاتا ہے۔ یہ یاد دہانی سب کے لئے ضروری ہے، تاکہ وہ لوگ اپنے بارے میں غلط تصورات قائم کرنا شروع نہ کردیں۔

اللہ کی تمام مخلوقات اس کے آگے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں، سوائے ان جنوں اور انسانوں کے جن کی یادداشت کمزور لگتی ہے۔ جو بڑی آسانی سے شیطان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ جال نہایت ہی پُرفریب ہے، یعنی وہ جال جو شیطان نے اس دُنیا کے گرد بُن رکھا ہے۔

یہ جال کئی رنگوں میں ہے۔ یہ زندگی کے رنگ ہیں، بڑے توانا رنگ، جو خوشی کا تاثر دیتے ہیں۔ جو آرام و آسائش، لازوال سکون و امن کا درس دیتے ہیں۔ جب بھی انسانوں میں سے کوئی انسان کسی جالے میں الجھتا ہے، تو شروع میں اُسے مشکل سے اس کا احساس ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جالا بڑی خاموشی اور

Marfat.com

پوشیدہ طور سے بنایا گیا ہے۔

جس وقت یہ جالا اس شخص کے گرد بُنا جا رہا ہو' تو اس میں سے ایک لیس دار مادہ نکلتا ہے' جسے فریب کہتے ہیں۔ یہ لیس دار مادہ جالے کو اس شخص پر چپکائے رکھتا ہے اور اُسے اس سے آزاد نہیں ہونے دیتا۔

یہ فریب خالص جھوٹی باتوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً ''جب آپ اس دُنیا میں موجود ہیں، تو کیوں نہ اس کا زیادہ سے زیادہ مزہ لوٹا جائے۔'' یا ''اللہ میرے تمام گناہ معاف فرمائے گا، کیوں کہ میں حج یا عُمرہ کے لئے جاتا ہوں تو پھر کل کی کیا فکر۔'' یا ''جب میں بُوڑھا ہو جاؤں گا، تب اپنی سب عبادتیں کر سکوں گا۔ اس لئے موجودہ وقت کو کیوں ضائع کروں جب اس سے بہت عیش کیا جا سکتا ہے۔'' یا ''مذہب ماضی کے لوگوں کی چیز ہے۔ آج کی دنیا جو اس قدر تیز رفتار اور ترقی یافتہ ہے، مذہب کی پابندیوں کے باعث اس کی رفتار دھیمی پڑ جائے گی۔''

ایک اور جھوٹ بھی ہے جو ہمیشہ کارآمد ہوتا ہے

Marfat.com

یعنی یہ کہ: "واہ کیا بات ہے! مغرب کے لوگ کس قدر ترقی یافتہ، خوش اور مطمئن ہیں۔ وہ واقعی زندگی کا لطف اٹھانا جانتے ہیں۔ آخر یہاں رکھا ہی کیا ہے۔ ارے! جینا ہے تو ان کی طرح جیو۔ اسلام میں تو ویسے بھی ہر چیز میں انتہا پسندی ہے۔"

تو جب اس طرح کی فریب کاریاں کسی کے جسم سے چپک جائیں تو وہ جالے کی قطعاً پرواہ نہیں کرے گا۔ جالا بُننے کا عمل پہلے دل سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جب دل جال میں پھنس جاتا ہے اور اس کے فریب کو جذب کر لیتا ہے، تو دنیا کی کشش کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ دل ایک گہرے سیاہ رنگ میں تر بہ تر ہو جاتا ہے جو جال کے تاروں میں بہہ نکلتا ہے۔

یہ گہرا سیاہ رنگ تباہی کا رنگ ہے۔ جب یہ رنگ بہتا ہے تو نا امیدی، عدم تحفظ اور اداسی کے احساسات جنم لیتے ہیں۔ اس شخص میں مضمحل ہونے کا احساس پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے، ناکامی کا احساس پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اُسے لگتا ہے کہ جیسے

Marfat.com

کوئی اس کی مدد نہیں کرسکتا، یا اس اداسی سے نجات نہیں دلا سکتا۔

ان تلخ احساسات کو زائل کرنے کی خاطر وہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ ملوث ہوجاتا ہے۔ اس کی جھوٹی ہنسی اور مسکراہٹوں میں، اس کی رنگ رلیوں میں۔ اُسے کل کے اندیشے بھی بہت ستاتے ہیں مثلاً کل کیا ہونے جارہا ہے۔ میرے اور میرے بچّوں کا خیال کون رکھے گا۔ اگر خدانخواستہ مجھے کچھ ہوگیا، تو میں اور میرے بچّے کھائیں گے کہاں سے، اُن کی دیکھ بھال کون کرے گا؟

اگرچہ وہ زبان سے تو کہتا ہے کہ اللہ بہترین رازق ہے مگر باطن میں اس کا دل اس کے اپنے کہے ہوئے الفاظ کی نفی کرتا ہے۔ اور اس طرح وہ ہر وقت ایک خوف کے عالم میں رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی اُسے کسی مال پر ہاتھ صاف کرنے کا موقع ملتا ہے، وہ اُسے جھپٹ لیتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھے بغیر کہ وہ مال حلال ذرائع سے آرہا ہے یا حرام ذرائع سے۔ یہ اس لئے ہے کہ اُسے اپنی ذات کے علاوہ کسی اور کی پرواہ نہیں۔

Marfat.com

دنیا کا جال بہت خوبصورت ہے۔ یہ وہ شے ہے
کہ جس نے جگہ کی اس خوبصورتی کو بدنما کر دیا ہے اور
اس کو ناخوشی اور تباہی والی جگہ بنا دیا ہے۔ کاش کہ لوگ
اس فریب اور چالاکی کو دیکھ سکتے۔ کاش کہ انسان اپنے
نفس پر قابو پا لیتے، جو اُسے مسلسل دنیا کی مصنوعیت کی
ترغیب دیتا ہے۔ کاش کہ انسان اپنے ایمان کو سب
سے زیادہ قیمتی اثاثہ سمجھتا اور بڑے جوش و جذبے سے
اس کی حفاظت کرتا۔

ایک اور قسم کے لوگ بھی ہیں جن کا دل مختلف
نوعیت کا ہوتا ہے۔ یہ اللہ کے عاشقین ہیں۔ یہ وہ
خاص لوگ ہیں جن کے دل ہر وقت اللہ اور اس کے
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جل رہے ہیں۔
ان کے دلوں کا درجہ حرارت اس قدر بلند ہے کہ شیطان
جب کبھی بھی ان کے دلوں پر دنیا کا جالا بُننے کی کوشش
کرتا ہے تو جالا اس گرمی سے پگھل جاتا ہے۔

عشقِ اللہ کی یہ شدید اور جھلسا دینے والی گرمی جالے
کو اُن دلوں پر ایک لمحہ کے لئے بھی ٹھہرنے نہیں دیتی۔
یہ دل دنیا کی لذتوں سے بالکل بے خبر اور بے نیاز ہیں۔

Marfat.com

یہ چیزیں اللہ کے عاشقین پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ اصل لذت جن کی انہیں تلاش ہے، وہ وہی ہے جو صرف اللہ ان کے لئے پسند کرتا ہے۔

وہ اس لذّت کی ہر ایک بُوند کے لئے ترستے ہیں اور ان جگہوں کو تلاش کرتے ہیں جہاں انہیں یہ مل سکتی ہے۔ نوری محفلیں انہیں اس شراب سے تر بہ تر کرتی ہیں اور انہیں اس کی شدت سے مدہوش کرتی ہیں۔

جب ان عاشقین کی راہ قطعی مختلف ہے جب ان کی لذّت کا ذریعہ مختلف ہے، جب وہ شراب مختلف ہے جس کی انہیں طلب ہے، تو پھر دُنیا کا جال اُن پر کیسے اثر انداز ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ دُنیا کا لُطف اُٹھاتے ہیں، لیکن مختلف انداز میں۔

وہ اپنے اطراف پھیلی ہوئی تمام تر خوبصورتی میں اپنے معشوق کا عکس تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے خصوصی دل کبھی بھی مایوسی کے قطرے نہیں چکھتے حالانکہ وہ دنیا کے مصائب سے اداس ہوتے ہیں اور ان کی آنکھیں دوسروں کے دُکھ میں اشکبار ہوتی ہیں۔

Marfat.com

لیکن وہ کبھی نا امید نہیں ہوتے۔

اللہ پر توکل اُن کا مضبوط ترین ہتھیار ہے، جسے وہ کسی بھی نا امیدی کے خلاف استعمال کرتے ہیں :۔

" حَسْبُنَا اللّٰہَ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ " ان کا ذکر ہے جو ان کے ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور دُنیا کی سختیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمت اور حوصلہ دیتا ہے۔

کچھ تھوڑے سے ایسے دل بھی ہیں، جو خاص الخاص ہیں، جو اللہ کے عاشقین کے دلوں سے بھی مختلف ہیں۔ یہ ان عاشقین کے دل ہیں جو عشق کے لئے بنائے گئے ہیں، سچّے عشق کے لئے، ان کے اللہ کے عشق کے لئے۔

اللہ نے اُن کو خاص طور سے اپنے لئے بنایا ہے، اور اُن کے دل اللہ کی مُٹھی میں ہیں۔ وہ اسی دُنیا میں رہے، لیکن اس کے باوجود وہ اس دنیا میں کبھی بھی نہیں تھے۔ اُن کے مادی وجود بے شک اس دنیا میں رہے ہیں، لیکن ان کی روحیں اپنے اللہ کی تلاش میں رہی ہیں۔ ان خاص الخاص عاشقین کا سربراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، عاشقِ عُلاء، حضرت محمد

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ جن کے لیئے کائنات کو وجود میں لایا گیا تھا، لیکن وہ جنہیں فقط ان کے رب کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اوّلین طالب عشق اللہ ہیں، نہایت ہی پُرجوش طالب، جنہوں نے ہر اُس رنگ کو جذب کر لیا تھا جو اُن کے رب نے اُن پر نچھاور کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نُور ہیں، اللہ کا نُور۔ اور اسی طرح ان کے اہلِ بیت بھی۔ اُن کی جان کے ٹکڑے، یعنی حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین، جنہوں نے نُور اللہ کو سب سے زیادہ جذب کیا تھا۔ اللہ کی برکتیں اور تجلّیاں ہر وقت اس پاک گھرانے پر برسائی گئی ہیں۔

یہ بھی وہ اعلیٰ ترین عاشقین ہیں جنہیں خاص طور سے عشق کے لئے پیدا کیا گیا تھا، یعنی ان کے رب کے عشق کے لیئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علم کے لئے چُنا گیا تھا۔ انہیں شہرِ علم کا دروازہ قرار دیا گیا تھا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی اسی شہرِ علم کا دروازہ ہیں۔

Marfat.com

لیکن ان دونوں دروازوں کے درمیان ایک فرق ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس زمین پر زیادہ عرصہ تک رہے، اور انہوں نے بصیرت اور طریقت کے موتی ان سب کو عطا کئے جو ان کے اطراف موجود تھے۔ حتیٰ کہ اس دنیا سے پردہ فرمانے کے باوجود بھی وہ شاہِ ولایت ہیں اور روحانی دنیا کی نگرانی فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دانا اور مشفقانہ رہنمائی میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی اس مخفی دنیا کے بارے میں اپنی حیاتِ مبارکہ میں بہت کچھ جانتی تھیں۔ ان کے قابل ترین رہنما اور رہبر ان کے والد گرامی تھے جو اپنی صاحبزادی اور ان کے خاوند کو راز و نیاز کی باتیں بتایا کرتے تھے۔

روحانیت کی یہ کلاسیں رات کو اس وقت منعقد ہوتیں جب ساری دنیا سو جاتی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دنیاوی عرصۂ حیات نہایت مختصر تھا۔ اللہ تعالیٰ اُس بے پناہ محبت سے آگاہ تھا جو انہیں اپنے والدِ محترم سے تھی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جونہی والدِ گرامی اس دنیا سے پردہ فرمائیں گے، اُن کی

Marfat.com

پیاری شہزادی کا دل اس طرح ٹوٹے گا کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اُسے دوبارہ جوڑ سکے۔

یہی وجہ ہے کہ والدِ محترم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد انہیں بھی آسمان پر بلا لیا گیا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راحت قلب کو اُن کے رب نے اس وقت تک ایک بہت ہی خوبصورت نام عطا کیا تھا جب وہ ابھی اپنے خاندان کے ساتھ اس دنیا میں رہتی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا شہزادیٔ کونین تھیں اور تاج ولایت بھی آپ کے سرِ مبارک پر سجا ہوا تھا۔ یہ ایک نہایت ہی خاص قسم کا تاج ہے جو آپ کو اس وقت پہنایا گیا جب آپ اپنے رب کے پاس گئیں۔ اس تاج کا مطلب یہ ہے کہ آپ اُن تمام ولیاؤں کی سردار ہیں جو اس دنیا میں آئیں اور جو آئندہ آئیں گی۔

آپ رضی اللہ عنہا ان سب ولیاؤں کی نگرانی اور رہنمائی فرماتی ہیں اور اُن سب کے لئے دست بہ دُعا رہتی ہیں۔ آپ یہ سب کچھ کبھی براہ راست کرتی ہیں اور

Marfat.com

کبھی بالواسطہ طریقہ سے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس ولیہ کے معاملات کو خاموشی سے سُلجھا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آخر کیوں یہ "تاجِ ولایت اس نُوری جوڑے کو بخشا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح ان دونوں نے اس دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ خوبصورتی سے زندگی بسر کی ہے، اسی طرح یہ جنّتی زندگی بھی "تا ابد ایک ساتھ گزاریں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ خاص روحانی علم یا روحانیت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کو عطا فرمایا جنہوں نے اسے صدیوں تک اپنے سینوں میں محفوظ رکھا اور اس کا نُور ان سب لوگوں میں تقسیم کیا جو اُسے جذب کرنے کے لئے مشتاق تھے۔ یہ نُور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے دلوں میں اس دُنیا کے خاتمہ تک اور اس کے بعد تک بھی محفوظ رہے گا۔

اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور ہیں، اُن کا سکونِ قلب ہیں، ان کا قیمتی اور انمول خزانہ ہیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جو اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی ہر وقت اپنے اللہ کے ساتھ تھیں۔ ان نگینوں کے بارے

Marfat.com

میں لوگ تو بہت کم جانتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روحانی دنیا کے راہنما تھے، یعنی غیب کی دنیا کے۔ اس لئے ان کی زندگیوں کا ایک حصّہ لوگوں کی نظروں میں تھا اور دوسرا حصّہ دنیا سے پوشیدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفرِ معراج کے دوران آسمانوں کے راستے دکھائے گئے تھے۔ اس لئے کیا یہ ممکن ہے کہ اب جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف جانے والا راستہ جان لیا ہے اور معشوق کی طرف سے عشق کی طلب بھی موجود ہے۔ تو کیا عشق دوبارہ اسی راستے پر سفر نہیں کر سکتا، اور بار بار معراج تک نہیں پہنچ سکتا؟

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور پنج تن پاک کی صورت میں موجود ہو، تو اس پر حیرت کیوں ہو کہ یہ پانچ نُوری ہستیاں بھی کئی بار اس سفر میں شریک تھیں۔ اپنے رب کی طرف جانے والے سفر میں، یعنی اس مقام تک رسائی میں، جہاں حضرت جبریل علیہ السلام کے پر جلتے ہوں، اور پھر اس مقام میں داخل ہونا جہاں

Marfat.com

زماں و مکاں دونوں کا وجود نہیں ہے۔

وہ مقام جہاں صرف عشق ہے، عاشقین کے لئے عشق، نُوریوں کے لئے نُور اور محبوبین کے لئے جلوۂ محبوب۔ وہ مقام جہاں کی زبان صرف محبت ہے' اور یہ زبان صرف دل کے ذریعے سے بولی جاتی ہے۔ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مقامِ عشق صرف دلوں کا مسکن ہے، سچے دلوں کا جو شراب میں تر بہ تر اور اس کے انتہائی نشہ میں آتش بہ جان ہیں۔

یہ اُن کا مقام تھا جو جانِ الٰہی ہیں، جو جانِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور جو اُن کی بھی جگہ ہوگی، جو اللہ کے عاشقین ہیں۔ جو وصالِ یار کے انتظار میں ایک ایک لمحہ گِن رہے ہیں۔ یقیناً جو لوگ اپنے اللہ کی طلب کرتے ہیں، انہیں پیاسا نہیں چھوڑا جائے گا۔ آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ کے دل میں الگ الگ جگہ ہے۔

اے اُمتِ محمدی! ایک جگہ ایسی ہے جو بڑی بے چینی سے آپ سب کی منتظر ہے۔ اللہ تبارک و تعالٰی کے عشق و محبت کی بارش ہر وقت آپ پر برستی رہے۔ ابد الآباد تک۔ آمین!

Marfat.com

۱۳ نومبر ۲۰۰۹ء

باب (۸۶)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ جو صناع ہے، جو پیدا کرنے والا خالق ہے۔ جو عرش و کرسی کا مالک ہے، لوح و قلم کا مالک ہے، وہ ہر اس چیز کا مالک ہے، جو ہے، تھی اور ہوگی۔

درود و سلام ہوں اللہ کے نورِ عین، اللہ کے نورِ قلب پر، جو اپنے رب کی آنکھ کا تارا ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانے کے لئے، سلامتی ہو اللہ کے محبوب کے محبوبین کے لئے، جو ہر ہفتے یہاں آکر اللہ کے محبوب، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوریٔ پاک سے مشرف ہوتے ہیں، جو اُمت کے ہر فرد کے لئے

Marfat.com

دستیاب ہے۔

محبت ایک عجیب جذبہ ہے۔ اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے، اس کی تشریح نہیں کی جاسکتی۔ اس کے لئے آپ کے پاس کوئی منطق یا دلیل نہیں ہے۔ یہ جب ہو جاتی ہے تو بس ہو جاتی ہے۔ اسے آپ زبردستی نہیں ٹھونس سکتے۔ آپ اس کے حصول کے لئے منصوبہ بندی نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کے لئے طور طریقے استعمال کر سکتے ہیں۔

آپ محبت کی صرف تمنّا کر سکتے ہیں، سچّے دل سے خواہش کر سکتے ہیں۔ پاک محبت کو صرف پاک دل ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی تو اس کا حُسن ہے۔ ناپاک محبت، یعنی دنیا کے لئے کی جانے والی محبت' آپ کے نفس کے لئے محبت، آپ کی جسمانی خواہشات کے لئے محبت، اس قسم کی محبت صرف تھوڑی دیر کے لئے ہوتی ہے۔

یہ محبت عارضی ہوتی ہے اور آپ کو جسمانی راحت و آرام تو دے سکتی ہے، لیکن یہ آپ کے دل کو تسلی نہیں دے سکتی۔ اور نہ ہی یہ آپ کی رُوح کی پیاس

Marfat.com

کو بجھا سکتی ہے۔ یہ خوبی صرف ایک محبت میں ہے، یعنی وہ محبت جس کی نسبت عرش سے ہے۔ فقط پاک محبت ہی آپ کے دل کو آرام دے سکتی ہے اور رُوح کی پیاس کو بجھا سکتی ہے۔

محبت کے مختلف رنگ ہیں۔ لیکن اس کا خاص رنگ ایک ہی ہے۔ آپ اس کو روشنی کی مثال سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ اگر روشنی کو توڑا جائے تو وہ سات رنگوں میں بکھر جاتی ہے۔ یہ سب زندگی کے رنگ ہیں: سُرخ، نیلا، پیلا، نارنجی، ہرا، گلابی، جامنی۔ یہ سب اس سفید روشنی سے نکلتے ہیں۔

بالکل اسی طرح محبت نُور ہے اور یہ بھی کئی رنگوں میں بکھر سکتی ہے۔ سفید روشنی کے بَرخلاف اس کے کئی دوسرے رنگ ہیں۔ اور ہر رنگ کے مختلف شیڈز بھی ہیں۔ کچھ ہلکے اور کچھ گہرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محبت کے یہ رنگ مختلف دلوں کو مس کرتے ہیں، ان میں سے کچھ دل حساس اور گہرے ہوتے ہیں، کچھ بے حِس اور کم حسّاس ہوتے ہیں۔

تاہم محبت ہر ایک دل کو مس ضرور کرتی ہے،

Marfat.com

چاہے اُس کا مذہب، نسل، یا عقیدہ کچھ بھی ہو۔ یہ محبت ہی ہے جو اس دنیا کو چلانے کا باعث ہے۔ یہ وہ ایندھن ہے، جو حیاتِ کائنات کو حرکت میں رکھے ہوئے ہے۔

ہم محبت کے مختلف رنگوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ وہ خوبصورت خوش نما اور گہرے رنگ، جو زندگی کو زندہ رہنے کے قابل بناتے ہیں، جو زندگی کو زیادہ حسین بناتے ہیں، مصائب کو زیادہ قابلِ برداشت بناتے ہیں۔

رنگ بہت سے ہیں، مختلف شیڈز اور ٹونز میں۔ ان میں سے کچھ دکھائی دیتے ہیں اور کچھ کو صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ذرا محبت کے اس حسین، نرم اور ہلکے گلابی رنگ کو تو دیکھئے جو کسی معشوق کے نازک رُخساروں پر اس وقت اُبھرتا ہے، جب محبت بڑے اشتیاق سے محبت کو دیکھتی ہے۔ یہ بھی ایک پاک محبت ہے بشرطیکہ اسے ناپاک جذبوں سے آلودہ نہ کیا جائے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حدود کے اندر رہے۔

Marfat.com

خوش نما رنگوں کا ایک اور بھی مجموعہ ہے، یعنی سرخ پیلے اور نارنجی رنگوں کا، خوشی اور زندگی سے بھرپور۔ یہ رنگ نوجوانوں کی زندگی میں بھرے گئے ہیں۔ یعنی بہنوں بھائیوں اور ہم عمروں ہیں۔ خاص طور سے جب فکر و پریشانیاں نہ ہوں، اُٹھانے کے لئے بوجھ نہ ہوں، بس حقیقی خوشی اور بے فکری ہو۔

یہ بچپن کے رنگ ہیں۔ وہ رنگ جو معصوم محبت کے تجسّس والے سوالات کی عکاسی کرتے ہیں۔ تعجّب اور حیرت کی عکاسی کرتے ہیں۔ وہ محبت جس کا احساس ہر بچّے کو اپنے اللہ سے ہوتا ہے۔ وہ محبت جسے وہ کبھی فراموش نہیں کرتا۔ اور ہر وقت یاد رکھتا ہے۔

جب ہم محبت کی بات کرتے ہیں، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم ان والدین اور بزرگ نسل سے تعلق رکھنے والوں کی محبت کی بات نہ کریں جو انہیں اپنے بچّوں سے تھی۔ وہ سفید خوبصورت اور سنجیدہ رنگ جو گہرائی، سنجیدگی، بصیرت اور تجربے کی عکّاسی کرتا ہے، یہ وہ رنگ ہے جو محبت کرنے والدین کے دلوں سے

Marfat.com

ان کی اولاد کے لئے پھوٹتی ہے۔

یہ محبت پاک ہے۔ اس محبت کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ یعنی یہ محبت اولاد کے لئے بہتری کی طلبگار ہے۔ یہ اپنی خوشیاں اور اپنی آسائشیں قربان کرتے ہیں، تاکہ اولاد کو بہتر سے بہتر ملے۔ یہ محبت اللہ کی محبت سے قریبی مشابہت رکھتی ہے، جو بلاشبہ ہر طرح کی غرض و لالچ سے پاک ہے۔ بہت ہی پاک ہے۔

اپنی مخلوق کے لئے اللہ کی محبت ماں کی محبت سے ستّر گنا زیادہ ہے۔ تو آپ والدین کی محبت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اللہ سب کو عطا کرتا ہے۔ بلالحاظ اس کے کہ وہ مومن ہے یا نہیں۔ وہ سب کی دیکھ بھال اور حفاظت کرتا ہے۔ اس نے اسی طرح کی محبت والدین کو عطا کی ہے۔ تاکہ وہ بھی اپنی اولاد کی اسی طرح دیکھ بھال کر سکیں اور محبت و شفقت سے پیش آئیں۔

اس رنگ کا ایک بہت ہی گہرا شیڈ ہے۔ اس کی شدّت اتنی گہری ہے کہ کئی بار اس سے نُور جھلکتا ہے۔ یہ شیڈ ایک ماں اور اس کے بچّے کے درمیان

Marfat.com

رشتے کا شیڈ ہے۔ یہ آپ کے اللہ کا سب سے پسندیدہ رنگ ہے۔ کیوں کہ یہ سیدھے اسی کی طرف سے آتا ہے۔

اللہ نے تمام رشتوں کو خوبصورت بنایا ہے۔ یہ دنیا میں ایک دوسرے کا سہارا ہیں۔ خاوند اور بیوی کے رشتے کو دیکھئے۔ خاوند ضروریاتِ زندگی کو پورا کرتا ہے اور اس کے لئے سخت محنت کرتا ہے اور بیوی گھر بساتی ہے۔ یہ خوشی غمی اور اچھے بُرے دنوں میں میں ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔

لیکن چند ایک کیس ایسے ہو سکتے ہیں کہ جن میں یہ رشتہ اتنا مضبوط نہیں رہتا۔ جب دنیا اس رشتے کے درمیان آجاتی ہے، تو اس کی پاکی ختم ہو جاتی ہے۔ خود غرضانہ مفادات محبت کو بدنما کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں رشتہ کمزور سے کمزور تر ہوتا جاتا ہے۔

دنیا کبھی کبھی اولاد کے رشتوں میں بھی بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ کیوں کہ زن، زر یا زمین کے باعث یہ رشتے انتشار کا شکار ہوتے ہیں۔ انہی وجوہ کی بنا پر دوستی کے رشتے بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو ہم کہہ سکتے

Marfat.com

ہیں کہ یہ دنیا، خاندان، دوستی یا کسی بھی رشتے کو برباد کر سکتی ہے۔

لیکن ماں کی محبت والا گھرانہ زمانہ کی ہر آزمائش پر پورا اُتر سکتا ہے۔ اسی ایک رشتے میں، اولاد چاہے کتنی ہی بُری ہو، یا اُن کی عمر چاہے کتنی ہی بڑی ہو، ماں اُسے اسی جذبے اور شدت سے چاہتی رہے گی۔ اس سے محبت کرتی رہے گی۔

یہ وہ پاک محبت ہے، جس میں کوئی غرض و لالچ نہیں ہے۔ ایک ماں اپنے بچّے سے اس لئے محبت نہیں کرتی کہ کوئی اُسے انعام دے گا۔ یہ محبت کسی مفاد یا خود غرضانہ مقاصد سے مبّرا اور پاک ہے۔ وہ چاہے دوسرے کتنے ہی رشتوں میں توازن قائم کر رہی ہو، یعنی ہو سکتا ہے کہ وہ ایک بیوی ہو، بیٹی ہو یا بہن ہو، بہو ہو۔ لیکن اس کی اوّلین ترجیح ہمیشہ اس کے بچّے کی بھلائی ہے۔

اس کے لئے اگر اُسے اپنے ذاتی آرام، آسائش، نیندیں بھی قربان کرنی پڑیں، تو وہ کرے گی۔ وہ واحد انعام جو وہ اپنے بچّے سے طلب کرتی ہے، وہ اُس

Marfat.com

کی کامیاب زندگی اور اس کے کارنامے ہیں۔ یہی اس کا افتخار اور اس کا انعام ہے۔

اللہ کی طرف سے ماں کو جو اعزاز بخشا گیا ہے، وہ ہمارے نبیؐ پاک کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ "ماں کے قدموں تلے جنّت ہے"۔ اس سے بڑھ کر کوئی کیا طلب کر سکتا ہے؟ بس ماں کا خیال رکھیں اور اس سے محبت کریں اور جنّت آپ کی ہوگئی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی بھی ماں کی اُس محبت اور ایثار کا رتّی برابر بھی ادا نہیں کر سکتا جو ماں نے اُس وقت انہیں دیا تھا جب وہ چھوٹے تھے۔ اس کا ادراک تو صرف ایک عورت ہی کر سکتی ہے جب وہ خود ماں بنتی ہے۔ نو ماہ تک بچّے کو پیٹ میں رکھنا، بچّے کی خاطر اپنی صحت کو درست رکھنا اور پھر دردِ زہ کی تکلیف۔

وہ یہ سب کچھ ایک دوسرے انسان کو زندگی دینے اور اُسے اس دنیا میں لانے کے لئے برداشت کرتی ہے۔ اللہ عورت کو ان تمام تکالیف کے جھیلنے کے انعام میں اس کی وہ دعائیں قبول کرتا ہے، جو وہ

Marfat.com

اُس وقت مانگتی ہے ۔ ماں کے رشتے کے سوا اور کون اپنی زندگی کو کسی اور کے لئے خطرے میں ڈال سکتا ہے ؟ صرف ایک ماں ہی ہے جو یہ کام خوشی اور محبت سے کرتی ہے ۔

پھر کون ہے جو ماں کی اُس ایثار اور محبت کا بدلہ دے سکے جو اُس نے اپنے بچّے پر اُس وقت نچھاور کی تھیں جب وہ چھوٹا اور بے بس تھا ۔ یہ ماں کی ممتا ہے جو اُسے ایک لمحہ کے لئے بھی سونے نہیں دیتی ۔ اگر اس کے بچّے کو تکلیف ہو یا اُسے بخار ہو ۔ یہ ماں کی ممتا ہے جس کے باعث وہ پہلے بچّے کو کھلاتی ہے چاہے وہ خود کئی دنوں کی بھوکی ہو ۔

یہ ماں کی ممتا ہے جو اپنے بچّے کو اسکول بھیجتی ہے چاہے خود وہ لکھنا پڑھنا نہ جانتی ہو ۔ یہ ایک ماں کی ممتا ہے جو زندگی بھر اپنے بچّوں کے لئے دُعائیں مانگتی رہتی ہے حتیٰ کہ اس دنیا سے رُخصت ہونے اور دوسری دنیا میں جانے کے باوجود وہ اپنے بچّوں کے حال سے آگاہ رہتی ہے ۔ اور وہاں بھی وہ مسلسل اُن کے لئے دُعائیں کرتی رہتی ہے ۔ اس پاک باز خُدا ترس

Marfat.com

اور خُدا دوست ماں سے بڑھ کر کسی کو بہتر تحفہ کیا مِل سکتا ہے ؛ جو اپنے بچّے کو جو پہلا سبق سکھاتی ہے۔ وہ "اللہ" ہے۔ جو اپنے بچّے کو اس کے ننھّے ہاتھوں کو ملا کر اللہ سے دعا مانگنا سکھاتی ہے۔ جو اُسے اس کے اطراف پھیلے ہوئے اللہ کے جمال کو دکھاتی ہے، وہ اسے سکھاتی ہے کہ کون سب سے حسین تر ہے اور کون اللہ کا حبیب ہیں۔

..یہی وہ طریقہ ہے جس سے وہ بچّے کے دل میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بڑے پیار سے ان کی زندگی کی خوبصورت کہانیاں سنا کر پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح اللہ کے اولیاء اور عاشقین کی کہانیاں سُنا کر ان کی محبت اُس کے دل میں پیدا کرتی ہے اِس سے ان ننھّے اور معصوم دلوں میں ایک لازوال شعلہ سا بھڑکتا ہے۔

..یہی ماں اپنے بچّے کی تربیت پر عقابی نظر رکھتی ہے۔ ہر غلط حرکت کو فوراً ہی روکا جاتا ہے۔ صبح سویرے فجر کی نماز کے لئے اٹھنا اور پھر کم سنی میں ہی ساری نمازیں سکھانا انسان کو عمر بھر نمازی بنا دیتا ہے۔

Marfat.com

اندازہ لگائیں کہ عمر بھر نماز کی عادت کتنا اہم اور خصوصی تحفہ ہے، جو ایک ماں اپنے بچے کو دیتی ہے۔

یہی وہ مائیں ہیں جو ولیوں اور ولیاؤں کو جنم دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا بچّہ نہ صرف ولایت کی منزل تک پہنچ جاتا ہے بلکہ ماں کو بھی بالواسطہ طور سے وہی رتبہ ملتا ہے۔ تو اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ماں کی محبت کے رنگ میں ایک نُوری رنگ کیوں شامل ہے۔ یہ اتنا گہرا اور تیز کیوں ہے۔ کیوں کسی دوسرے رشتے کے رنگ میں اس سے زیادہ حسن اور بے غرضی نہیں ہے۔

اللہ نے ماؤں کو ایک بہت ہی اہم فریضہ سونپا ہے، اور وہ فرض اس کی امانت، اس کے انسانوں اس کے بندوں کی پاسداری کرنا ہے۔ کیوں کہ ایک انسان کو جو بھی تربیت اس کی ماں کی آغوش میں ملتی ہے، وہ زندگی بھر اس کے ساتھ رہتی ہے۔ ایک ماں کی دعا سیدھے اللہ کے دربار تک پہنچتی ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! اپنی ماں کے پیغام کو پہچانیں ماں کا غصّہ اللہ کا غصہ ہے، اگر کوئی ماں کو رُلائے گا،

Marfat.com

تو اُسے ان آنسوؤں کی جواب دہی روزِ جزا میں کرنی پڑے گی۔

ماں محبت ہے۔ وہ محبت جو ماں کی حیثیت سے وہ پھیلاتی ہے۔ اللہ کی محبت دنیا کی ان تمام ماؤں کے لئے ہمیشہ موجود ہے، جو اس محبت کو پھیلانا جانتی ہیں۔

آمین!

Marfat.com

۲۰ نومبر ۲۰۰۹ء

باب (۸۷)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو رحمٰن الرحیم ہے۔ جو یوم میزان کا مالک ہے، جو رب العظیم ہے۔ جس کی عظمت کی کوئی حد و انتہا نہیں۔

درود وسلام ہوں عشقِ مجسم پر، سکونِ دل و جان اور تسکینِ روحِ قلب پر، جو اس پوری کائنات کا نور ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے، آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو غلامانِ مصطفیٰ کے لئے، اور ان کے نہایت عاجز اور تابعدار خادمین کے لئے، جن سے وہ دل کی گہرائیوں سے محبت کرتے ہیں۔

اگر آپ حضرت شاہ عارف رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کا مطالعہ ان کی کتابوں سے کریں، تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ان کے الفاظ بصیرت سے بھرپور ہیں۔

Marfat.com

اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ایسے الفاظ جو کسی بھی اولیاء اللہ کی زبان سے ادا ہوتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ کے الفاظ ہوتے ہیں، جو اللہ کے ولیوں کے دلوں پر مسلسل القا ہوتے ہیں، اُن سب کی رہنمائی کے لئے جو اُن کے اِردگرد موجود ہوتے ہیں۔

جب کوئی شخص ان ولیوں کے قریب ہو، تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے دل کو کھولے رکھے، تاکہ وہ عشق کے اُن قطروں کو حاصل کر سکے جو اُن عاشقوں کے دلوں سے ٹپکتے رہتے ہیں۔ لوگوں کو اس کا احساس اس وقت نہیں ہوتا جب ولی زندہ اور ان کے درمیان موجود ہوتے ہیں۔

لوگ اپنی دنیا میں مگن ہیں کہ وہ ان انمول جواہر کی طرف کچھ زیادہ توجہ نہیں دیتے جو اللہ کے ولی اُن پر مسلسل برساتے رہتے ہیں کبھی تو حکمت بھرے الفاظ کی صورت میں اور کبھی ولی کی اپنی موجودگی کی صورت میں۔

ولی کا دل (یاد رہے کہ لفظ ولی کا مفہوم ولی اور

Marfat.com

ولیہ دونوں کے لئے ہے)۔ تو ولیؒ کا دل ایسا برتن ہے جو اللہ کے نُور سے بھرا ہوا ہے۔ ولی ایک ایسے دل کا مالک اپنی مرضی سے نہیں بنتا۔ ولیوں کا چناؤ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے، اور ان کی پیدائش ایک اور طریقے سے ہوتی ہے۔

تمام ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس ہیں، جن کی مقدس روشنی ان کے وجود میں رچی لبسی ہے۔ یہ روشنی دنیا کی ہر ترغیب و اثر کو ان سے دُور رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا ایسے لوگوں پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ انہیں دنیا سے محبت محض اس لئے ہے کہ وہ انہیں اللہ کے پیدا کردہ حسن کو دکھاتی ہے۔ لیکن وہ کبھی دُنیا کی تمنا نہیں کرتے آرام و آسائش کی زندگی جو یہ دنیا مہیا کرتی ہے۔ ان کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت و قدر نہیں ہے۔ وہ ہمہ وقت اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنے میں مصروف ہیں، اس پر قابو پانے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں۔

تو ایسی صورت میں ان کے پاس دنیا کی جعلی لذتوں کے لئے وقت کہاں ہے ؛ ان کے دلوں میں دنیا کے لئے محبت کی ایک دوسری وجہ ہے، اور وہ ہے

Marfat.com

اللہ کی مخلوق کو اللہ کی سچی محبت دکھانا۔ اولیاء اللہ جانتے ہیں کہ اُن کی زندگی کا مقصد ہے دوسروں کے لئے جینا۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ انہیں ان کی اصل محبت (یعنی اللہ کے لئے محبت) سے اس لئے جدا کیا گیا ہے تاکہ وہ حق کے بارے میں دوسروں کو بتا سکیں، تاکہ وہ عشق کے راز واسرار کی تعلیم دے سکیں۔ تاکہ وہ لوگوں کا ہاتھ تھام کر، راہِ مستقیم کی طرف ان کی راہنمائی کر سکیں، اور لوگوں کے دلوں پر مسلسل نگاہ رکھیں۔ اور جب کبھی ان میں کوئی دنیاوی ناپاکی دیکھیں، تو وہ اپنا فرض جان کر، ان دنیاوی دلوں کو رگڑ کر، نچوڑ کر صاف کریں۔

تو اس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ نہ صرف دلوں کے نگران ہیں، بلکہ ان کے صاف کرنے والے بھی ہیں۔ کچھ ولی ایسے بھی ہیں جو متواتر رحمتِ الٰہی میں رہتے ہیں۔ وہ مسلسل اللہ کی تجلیات کے زیرِ اثر ہوتے ہیں۔ یہ نورِ الٰہی ان کے قلوب پر چوبیس گھنٹے برستا رہتا ہے۔ اور جو لوگ بھی ان کے اطراف ہوتے ہیں، نور کا یہ فیض انہیں بھی پہنچتا ہے۔ اگرچہ

Marfat.com

انہیں اس کا پتہ بھی نہیں چلتا۔
جب کبھی آپ اس ولی کے قریب ہوتے ہیں، اور اپنے دل میں ایک پُرسکون اور حسین مسرت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ آپ میں یہ لطیف احساس پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی تمام پریشانیوں کو دُور کرنے کا بندوبست کر لیا گیا ہے، ایک ایسا احساس کہ آپ ایک دارالسلام (یعنی امن و سلامتی کے مقام) تک پہنچ چکے ہیں، تو پھر جان جائیے کہ اللہ کی تجلّی آپ کے دل میں واقعی داخل ہونا شروع ہو گئی ہے۔
ولی کے دل میں موجود تجلّی اُن سب لوگوں کی طرف پھیل رہی ہے، جو اُن کے قریب آتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ تجلیات اللہ کے ولی کی آنکھوں سے پھُوٹتی ہیں، اور جب یہ تجلیات ان کے قریب آنے والے شخص کی آنکھوں میں داخل ہوتی ہیں، تو وہ اس شخص کے دل کو مکمل طور سے اپنے قبضے میں لے لیتی ہیں۔
اس سے پیدا ہونے والا انبساط اور احساسِ محبت اس قدر شدید ہوتا ہے کہ اس شخص کی دنیا مکمل طور سے بدل جاتی ہے۔ شروع میں تو اُسے صرف امن

Marfat.com

وسکنیت کا احساس ہونے لگتا ہے، لیکن کچھ عرصہ بعد، کسی خاص لمحے اس ولی کی شبیہہ اس کی آنکھوں میں آجاتی ہے۔ یہ کسی بھی وقت ہوسکتا ہے۔ اس کے کام کے دوران، یا جب وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہو حتیٰ کہ وہ تنہا بھی ہو۔ یعنی کسی بھی وقت اس کے مرشد کی شبیہہ یا ان کا عکس بڑی خاموشی اور غیر متوقع طور سے اس کی آنکھوں کے آگے ظاہر ہوجاتا ہے۔

اور پھر ملنے کی تڑپ اس کے دل میں پیدا ہو کر اُسے جذبۂ محبت میں مکمل شرابور کر دیتی ہے۔ بعض دفعہ یہ اس قدر اچانک ہوجاتا ہے کہ وہ شخص حیرت زدہ ہوجاتا ہے۔ اور لبسا اوقات یہ اس وقت ہونے لگتا ہے، جب یہ شخص ولی کی صحبت میں باقاعدگی سے بیٹھنا شروع کرتا ہے۔ تب اسے محسوس ہونے لگتا ہے کہ چاہے وہ کہیں بھی ہو مرشد کی یاد ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے۔

جب یہ تڑپ دل میں موجزن ہوتی ہے، تو مرشد بھی اس سے آگاہ ہوجاتا ہے۔ انہیں بخوبی علم ہے کہ کب اور کہاں آگ روشن ہوئی ہے اور اس

Marfat.com

کے شعلے کتنے بلند ہیں ۔مرشد کا وجود ایک بحرِ بیکراں
کی طرح ہے ،جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کی محبت سے بھرپور ہے ۔

مرشد کا وجود ایک تناور درخت کی مانند ہے ۔
جس کی شاخیں دنیا کے لئے پھلوں اور پھولوں سے
جھکی ہوئی ہیں ۔ اُن کا وجود ایک سورج کی طرح ہے،
جو بصیرت اور نور کی شعاعیں سب کے لئے بھیجتا ہے،
چاہے وہ اپنا ہو یا پرایا ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مرشد سب کو عطا کرتے
ہیں ،چاہے وہ اُن کا مرید ہو یا کوئی دنیادار، بالکل نبیؐ
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ،جو سب کے لئے تھے،چاہے
وہ امیر ہوں یا غریب ،چاہے مرد ہوں یا عورت،چاہے
بچے ہوں یا بالغ، چاہے جوان ہوں یا بوڑھے ، چاہے
مسلمان ہوں یا غیرمسلم ، چاہے بیمار ہوں یا تندرست،
چاہے پڑھے لکھے ہوں یا اَن پڑھ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبارک نوری ہاتھ ان سب کے لئے تھے جو انہیں
تھامنا چاہتے تھے ۔

اسی طرح اللہ کے جو عاشقین ہیں ،جن کا درجہ

Marfat.com

اس دنیا میں مرشدین کا ہے، ان کے ہاتھ بھی سب کے لئے ہیں، چاہے وہ کوئی بھی ہوں اور ان کے دل کیسے بھی ہوں۔ ولی ایک ایسا شخص ہے جسے ولایت عطا ہوئی ہے اور وہ اللہ کی محبت کا سفیر ہے اور یہی کام وہ زندگی بھر انجام دیتے رہتے ہیں۔

اکثر ولیوں کو دنیا پر ظاہر کر دیا جاتا ہے، تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو سکے کہ وہ رہنمائی کے لئے کہاں جائیں لیکن چند ایسے بھی ہیں جو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ وہ بھی اللہ کی محبت کو پھیلاتے ہیں مگر محتاط انداز سے۔ وہ اللہ کے فقیر ہیں جو اپنے اللہ کے آگے مسلسل حالتِ وجد اور شرابِ محبت کے سرور میں ہیں۔

اُن کے دل جل کر راکھ ہو چکے ہیں اور یہ راکھ درِ محبوب پر بکھرا ہوا ہے۔ اُن کی آنکھیں ہر وقت اشکبار ہیں۔ اس کے باعث ان کے چہروں پر محبت کے مستقل نشان پڑ گئے ہیں۔ وہ آہوں سے سانس اندر لیتے ہیں۔ اور آہوں سے سانس باہر نکالتے ہیں۔ یہ ہے وہ طریقہ جس سے وہ اپنے معشوق سے بات کرتے ہیں، یعنی

Marfat.com

صرف اشکوں اور آہوں کی زبان سے۔

اللہ جانتا ہے کہ اس دنیا میں روحانی کیفیات کے ساتھ اس کے فقیروں کا رہنا کتنا مشکل ہے۔ یہ اللہ کی رضا ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنا عرصۂ حیات دنیا میں گزارتا ہے۔

اللہ کے ولیوں کی بڑی پیاری خوبیاں ہیں۔ وہ حساس ہیں اور ان کے دل محبت سے شرابور ہیں وہ دوسروں کے درد کو محسوس کرتے ہیں۔ وہ فیاض ہیں، وہ دوسرے کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ ان سب کو امید اور حمایت فراہم کرتے ہیں جنہیں ان کی ضرورت ہے۔ وہ محبت اور ہدایت کے چراغ ہیں۔ لیکن ان کی ایک خوبی جس کے بارے میں دنیا نہیں جانتی وہ ہے صبر و برداشت اور ان کا صبر حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح ہے۔

اللہ کے تمام عاشق شدید پیاس میں مبتلا ہیں۔ ان کے گلے ہمیشہ خشک رہتے ہیں اور انہیں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ مر رہے ہیں۔ یہ ہے انداز جس میں ان کی زندگی کا ایک ایک دن گزرتا ہے۔ ہر لمحے کے ساتھ ان کی پیاس بڑھتی ہے۔ جب وہ تنہائی میں

Marfat.com

ہوتے ہیں، تو خود کو ماہئ بے آب کی طرح محسوس کرتے ہیں، یعنی جس طرح مچھلی پانی سے باہر محسوس کرتی ہے، جس کے ایک ایک روئیں کو سمندر کی طلب ہے۔

اللہ کے عاشق جانتے ہیں کہ کہیں ایک سمندر موجود ہے۔ انہوں نے اُسے دیکھا ہے اور اس سمندر سے انہوں نے محبت کا ایک گھونٹ پیا ہے۔ لیکن ہر گھونٹ نے ان کی پیاس کو زیادہ بڑھایا ہے۔ انہیں مزید بے تاب کیا ہے، زیادہ بے خود کیا ہے۔ ہر رات وہ بے تابی سے کروٹیں بدلتے گزارتے ہیں، اور اُن کے دل اس سمندر کے لئے آہ وفغاں کرتے ہیں۔ ہر صبح وہ اس گھونٹ کی بار بار طلب کرتے ہیں۔

یہ ہے وہ انداز جس میں ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اُن کے معشوق، یعنی اللہ کی طرف سے بلاوے کے انتظار میں گزرتا ہے۔ یہ سب کچھ ان کے وجود کے اندر ہو رہا ہے، بڑی خاموشی کے ساتھ۔ لیکن انہیں یہ سب کچھ صبر وتحمل سے برداشت کرنے کی ہدایت ہے۔ وہ اپنے جلے ہوئے دلوں اور جلے ہوئے وجودوں کے ساتھ اپنی پوری زندگیاں اللہ کی مخلوقات کے لئے

Marfat.com

گزارتے ہیں، ان کو اللہ کی محبت کی تعلیم دیتے اور معرفت اور ہدایت کا چراغ ہاتھ میں لئے، دوسرے چراغوں کو روشن کرتے ہوئے۔

اے اُمّتِ محمدی! جلائیں اپنے آپ کو اور دوسروں کو بھی یہ سکھائیں کہ اللہ کی محبت کے شعلوں میں کس طرح خود کو جلایا جاتا ہے۔ اور جب یہ شعلے دل کو کرب ناک درد سے دوچار کرائیں، جب پورا وجود اللہ کی محبت میں تڑپنے لگے جب جسم رقصِ بسمل سیکھ جائے، تو پھر ہر ایک کو صبر کا درس دیں۔ ان کا صبر اعلیٰ ترین درجے کا صبر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دنیا کا درد کسی حال میں بھی دنیا سے جدائی یعنی اپنے محبوب سے جدائی کے درد کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔

دردِ فراق، دردِ عشق۔ وہ درد جو ہر وصال سے وقتی طور سے کم ہوجاتا ہے، لیکن ہر وصال کے بعد درد کی شدت میں مزید اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ تو یہ ہے وہ درد جو اللہ کے عاشقین اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں برداشت کرتے ہیں۔ وہ یہ سب نہایت خاموشی سے برداشت کرتے ہیں، بردباری اور خاموشی سے۔

Marfat.com

کون جانے جب ساری دنیا سو جاتی ہے، تو ان بند دروازوں کے پیچھے کیا ہوتا ہے۔ ان زخمی دلوں کے اشکوں اور آہوں کو کون دیکھ اور سن سکتا ہے، جن کی نسبت اللہ کے فقیروں سے ہے، اللہ کے عارفیوں سے ہے، اللہ کے عاشقوں سے ہے۔

دیکھئے اللہ کے فقیروں نے کیسے کیسے کام انجام دیئے ہیں۔ انہوں نے یہ چوٹ، یہ زخم کئی دوسرے دلوں کو بھی پہنچائے ہیں۔ کئی افضلی اور عارفی دلوں کو، جنہوں نے جامِ عشق نوش کیا ہے، شاہِ عارف کے ہاتھوں سے، شاہِ افضل سرکار کے ہاتھوں سے، اور جو وقت بھی اُسی سرور اور وجد کی حالت میں ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! کون سی چیز ایک فقیر کو عالم سے ممتاز کرتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عالم کتابیں پڑھتا ہے جب کہ فقیر دلوں کو پڑھتا ہے۔ عالم الفاظ کی زبان جانتا ہے، جب کہ فقیر محبت کی زبان جانتا ہے۔ عالم ہر شے کو صحیح اور غلط کے میزان پر پرکھتا ہے۔ جب کہ فقیر کے پاس بس ایک ہی میزان ہے، یعنی میزانِ عشق، جو از خود بڑی خاموشی سے برائیوں کو چھان کر

Marfat.com

صرف وہی رہنے دیتا ہے جو حق ہے۔

عالم سب سے جنّت اور دوزخ کی بات کرتا ہے جب کہ فقیر دوسروں کا ہاتھ پکڑ کر انہیں رقص کرنا سکھاتا ہے، یعنی رقصِ بسمل۔ وہ شخص جس نے یہ رقص سیکھا ہے، وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ رقص نہ تو آپ کو بہشت میں لے جائے گا اور نہ ہی دوزخ میں۔ بلکہ یہ آپ کو سیدھے آغوشِ معشوق میں لے جائے گا۔ یہ ہے فقیر کا مقام۔ سیدھا اللہ کی آغوش۔

اے اُمّتِ محمدی! اپنے اطراف کے لوگوں کو رقص کے بارے میں بتلائیے، کیوں کہ یہ رقص تنہا انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر اس مخلوق کے لئے ہے جو کبھی بھی پیدا کی گئی ہو، جسے اللہ سے وفا کا رشتہ ہو، وہ سب اس رقص کے دائرے میں ہیں، جو ہر ایک کو اور ہر شئے کو حرکت میں لاتا ہے۔

آئیے ہم سب مل کر رقص کے اس خوبصورت دائرے میں شامل ہوتے ہیں جو اللہ کے لئے ہے۔ اللہ کی محبت، اللہ کی بے پناہ محبت آپ سب کے لئے ہے، بس اسی کی طرف اپنے دلوں کو کھولئے۔ آمین!

Marfat.com

۲۷ نومبر ۲۰۰۹ء

باب (۸۸)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو عظیم الشان ہے اور جس کے نام نے زمین اور آسمانوں کو شان بخشی ہے۔ وہی واحد ہے جو بیج کو کھولتا ہے تاکہ پودا باہر نکل آئے۔ اور جو حشر والے دن زمین کا سینہ کھولے گا تاکہ سب کے اعمال باہر آسکیں۔

درود و سلام ہوں اللہ کی رحمت اور اللہ کی نعمت پر جو اللہ نے اپنی ان تمام مخلوقات کو عطا کی ہیں جو اللہ سے کئے ہوئے عہد پر قائم ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو ان سب پر جو یہاں موجود ہیں اور جو بلاشبہ راہِ حق کے مسافر ہیں، جو اپنے کامل جذبۂ ایثار کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔

Marfat.com

آپ ہوا میں ہر طرف محبت کی خوشبو سونگھ سکتے ہیں۔ یہ پاک وصاف ہوا عشق کی ہوا ہے۔ جسے اللہ کے عاشق بڑی آسانی سے سونگھ سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو درحقیقت اسی ہوا کے درمیان رہتے ہیں۔

اگرچہ ہوا میں موجود یہ خوشبو پورے سال کے دوران پھیلتی رہتی ہے۔ لیکن سال کے آخر میں اس کی شدت میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ آپ کے اللہ کی طرف سے صاف اور بلند آہنگ میں ندا آرہی ہے کہ بیت اللہ کی طرف آؤ۔ وہ گھر جو حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اور پھر بہت سارے دوسرے لوگوں نے۔

یہی وہ جگہ ہے جسے حرم کہا جاتا ہے، یعنی امن کی جگہ۔ ایک گھر جو قدیم اور عظمتوں سے بھرا ہے۔ وہ گھر جس میں حجر اسود نصب ہے۔ جس میں ملتزم ہے، حطیم ہے اور محراب رحمت ہے۔ شاندار اور عالی شان کعبہ اللہ کا گھر ہے، جہاں ہر سال اللہ کے لاکھوں

Marfat.com

بندے تجدیدِ وفا کے لئے جاتے ہیں۔

بہت سے لوگ ہر سال وہاں جا کر اپنے عہد کو دہراتے ہیں۔ وہ وعدہ جس کے الفاظ ہیں "اے اللہ! ہم تیرے ہیں"، جو کہتے ہیں "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ شَرِيْكَ لَكَ۔"

یعنی اے اللہ! میں تیری جناب میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تیری طرف تمام نعمتیں، تیرے ہی لئے ہیں اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

دورانِ حج اس عہد کو شب و روز دہرایا جاتا ہے۔ یہ آواز زیادہ تر لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں سے آتی ہے۔ اور کچھ لوگ اسے فقط مُنہ سے ادا کرتے ہیں۔ بہت بہت عرصہ پہلے، جب کچھ نہ تھا اور کوئی نہ تھا سوائے اللہ کے، تو ایک حسن کو پیدا کیا گیا، اس حسن کو نُور سے پیدا کیا گیا، یعنی اللہ کے نُور سے۔

یہ دونوں جانب سے پہلی نظر کی محبت کا اظہار تھا۔ پہلے تو آنکھوں میں حیرت تھی، جب آنکھوں

Marfat.com

نے اپنے خالق کی آنکھوں میں جھانکا، تو حیرت حیا میں بدل گئی، اور ایک خوبصورت مسکان نازک ہونٹوں پر پھیل گئی۔ یہ ایک عاشق کی طرف سے ایک معشوق کے لئے اوّلین ردِّعمل تھا، یعنی بے پناہ محبت کا۔ اس محبت کا جو اتنی عظیم ہے کہ جو باقی تمام جذبوں پر سبقت لے گئی۔

تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان نے سب سے پہلے جس شدید اور مضبوط جذبہ کو محسوس کیا، وہ محبت کا تھا۔ لیکن اس انسان کو ایک اختیار بھی دیا گیا تھا، اُسے سوچنے کے لئے ایک ذہن، محسوس کرنے کے لئے ایک دل اور پسند کرنے کے لئے ایک اختیار دیا گیا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ انسان کو کئی چیزوں میں سے انتخاب کرنا ہوتا ہے۔

آپ کو اس دنیا کے کئی رنگ نظر آتے ہوں گے۔ آپ ہری گھاس دیکھ سکتے ہیں۔ آپ دھنک کے خوبصورت رنگوں کو دیکھ سکتے ہیں، جن کے ہزاروں مختلف شیڈز ہیں۔ یہ سب آنکھوں کا دھوکا ہیں، کیونکہ اس دنیا میں صرف دو رنگ ہیں، یعنی سفید اور سیاہ

Marfat.com

یہاں صرف روشنی اور تاریکی ہے۔ صرف سچّائی اور جھوٹ۔ اور انسان کو انہی دو میں سے ایک کا انتخاب اپنے لئے کرنا ہوتا ہے۔

انسان کو یا تو سفید کا یا پھر سیاہ کا، یعنی یا سچائی کا یا پھر جھُوٹ کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ نہیں ہے۔ روزِ ازل سے پہلے انسان یعنی پہلے عاشق نے سفید کا انتخاب کیا، سچائی کا انتخاب کیا۔ اس نے روشنی کو چُنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نُور سے تخلیق کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نُور کو دیکھا، آپ نے نُور کا انتخاب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم ترین انسان ہیں جو ازل سے لے کر ابد تک نور کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جب کہ اس کے تاریک پہلو کا نمائندہ ابلیس ہے۔ یعنی شیطانِ مردُود۔ کیوں کہ تاریکی کا تجربہ اس بدبخت نے خود کیا تھا۔

جب شیطان کو بنایا گیا تھا، تو اس نے بہترین بننا چاہا، سب سے زیادہ پارسا، سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ باعزّت۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس

Marfat.com

قسم کی خواہش کرنے میں کیا بُرائی ہے لیکن اگر غور کریں، تو معلوم ہوگا کہ پھر وہ کہے گا: "میں سب سے زیادہ پارسا بننا چاہتا ہوں"۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی سب آپ سے کمتر ہوں۔ جب آپ چاہیں گے کہ آپ سب سے زیادہ باعزّت ہوں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دوسروں کو کم باعزّت دیکھنا چاہتے ہیں، جب آپ چاہتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ محبوب ہوں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے آپ سے کم محبوب ہوں۔ تو اس طرح جب آپ دیکھتے ہیں کہ کسی اور کو آپ سے زیادہ محبت اور عزت مل رہی ہے، تو آپ کے دل میں ایک بہت ہی بدنما جذبہ پیدا ہوتا ہے جو آپ کو اندر سے جلانا شروع کرتا ہے۔

اس بدصورت جذبے کا نام حسد ہے۔ یہ خاموشی سے دل میں داخل ہوتا ہے، اور اگر اس کا علاج نہ کیا جائے، تو پورے وجود کو جلاتا ہے، جس کے نتیجے میں صرف تاریکی اور خلا رہ جاتا ہے۔

یہی سب کچھ ابلیس کے ساتھ اس وقت پیش

Marfat.com

آیا جب اُس نے عشقِ محمدی کو دیکھا، جس نے اس کو جلا کر مکمل تاریکی میں ڈال دیا۔ حسد کے مارے اس کا پورا وجود جل گیا اور وہ نارِ جہنم کا ابدی حصہ بن گیا۔ ایسا نہیں ہے کہ اُسے صرف یوم حساب پر ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر روز جہنم کی آگ میں جلتا ہے، جب وہ اللہ کے عاشقین کو دیکھتا ہے، جب وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی کامل اطاعت میں، اللہ کے لطف و کرم میں، اور اللہ کے عشق میں مبتلا دیکھتا ہے۔

پورے سال کے دوران شیطان انسانوں کو اللہ کی راہ سے ہٹانے کی سر توڑ کوششیں کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو تاریکی کی طرف لبھاتا ہے۔ اور ایسا وہ تاریکی پر دنیا کے جعلی رنگ ڈال کر کرتا ہے، وہ یہ کام بڑی احتیاط سے کرتا ہے۔ منصوبہ بندی کرتا ہے، چالیں چلتا ہے، جھوٹ بولتا ہے۔ غرض یہ کہ اس کی آستینوں میں کئی قسم کے حربے ہیں۔

لیکن جب سال کے اختتام پر ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوتا ہے، تو اس کے دکھ میں ہر دن کے ساتھ

Marfat.com

اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ وہ اور اس کے چیلے لاکھوں عازمینِ حج کو جاتے دیکھ کر انتہائی رنج والم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جب وہ ان کے مُنہ سے لبّیک کی صدائیں سُنتا ہے، تو وہ اپنی اُنگلیاں کان میں ٹھونس دیتا ہے۔

وہ اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ لوگ اللہ کی ندا کو نہ سُن پائیں، یعنی حج کے لئے ندا کو۔ وہ سال بھر لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ وقت حج کے لئے مُناسب نہیں ہے۔ ابھی کئی سال ہیں حج پر جانے کے لئے۔ تو اس سال اس مشقّت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ اس رقم سے گھر والوں کے ساتھ کہیں جا کر چھٹیاں گزاری جا سکتی ہیں؟

یا شیطان ایک اور چال بھی چل سکتا ہے۔ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ "جی ہاں، حج پہ جانے کے لئے یہ بہترین وقت ہے، اچھا ہے کہ فرض پورا ہو گا"، لیکن وہ ایسے شخص کو رشوت لینے کی ترغیب دے گا۔ یا وہ اس کی آمدنی میں حرام پیسہ شامل کر کے ناپاک کر دے گا، کیونکہ اسے حج کے اخراجات تو آخر پورے کرنے ہیں

ابلیس اچھی طرح جانتا ہے کہ حج کی مقبولیت تو

Marfat.com

اپنی جگہ اللہ ایسے شخص کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا جو حرام مال سے حج کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ابلیس کی انتہائی کوشش ہے کہ صبح اس طرح ہو کہ آدمی خالی ہاتھ جائے اور خالی ہاتھ لوٹ آئے۔ لوگوں کا ایک دوسرا گروہ بھی ہے جنہیں ابلیس حج پر روانہ کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سال بھر بد اعمالیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔

اللہ کے تمام قوانین کو توڑتے ہیں، دوسروں پر ظلم ڈھاتے ہیں، مظلوموں کا مال کھاتے ہیں، بے ایمان اور بدیانت ہیں، دھوکا دیتے ہیں، حرام کی روزی کماتے ہیں لیکن وہ ایک خاص رقم بچا کے رکھتے ہیں تاکہ سال کے آخر میں وہ حج کے لئے جا سکیں، جہاں ان کے تمام گناہ دُھل جائیں گے۔ اور وہ پاک وصاف ہو کر اگلے سال گناہ کرنے کے لئے لوٹ آئیں۔

وہ مذہب کو ایک مذاق یا کھیل تماشے کی طرح لیتے ہیں، ان کی نظر میں حج کرنا ہندوؤں کا گنگا میں ڈبکی لگانے کے برابر ہے۔ جن کا ماننا ہے کہ وہ سال بھر چاہے کتنے بھی گناہ کریں وہ اس سے دُھل جاتے ہیں۔

Marfat.com

یہ کتنے احمق لوگ ہیں، ان کے خیال میں وہ اللہ کو بھی رشوت دے سکتے ہیں، وہ حج کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ وہ پُرآسائش ہوٹلوں اور فائیو اسٹار خیموں میں رہتے ہیں، پُرتکلف کھانے کھاتے ہیں۔ دوستانہ صحبت میں رہتے ہیں، ہر طرح کی شاپنگ کرتے ہیں، سونے چاندی کے زیورات دوسروں کو دکھانے کے لئے خریدتے ہیں۔

وہ حاجی کا خطاب پلتے ہیں۔ اور ایک فاتح ہیرو کی طرح لوٹ آتے ہیں۔ یعنی ایک ایسے شخص کی طرح جو اللہ کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوا ہو، جس طرح وہ دوسروں کو دھوکا دیتا ہے۔

کیا ایسے لوگ اپنے اللہ کے ساتھ ایک کھیل کھیل رہے ہیں، یہ سوچ کر کہ وہ محشر کے دن وہ اپنے اللہ کے آگے حجّوں کی ایک لمبی فہرست جنّت کے پاسپورٹ کے طور پر پیش کریں گے۔ اور اس جگہ پہنچ جائیں گے جو انسانوں کے لئے ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! حج جنّت میں داخل ہونے کا لازمی پاسپورٹ نہیں ہے۔ فقط وہ حج مقبول ہے۔ یعنی صرف وہ حج اللہ کو منظور ہے جو خالص اللہ کو خوش

Marfat.com

کرنے اور اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی نیّت سے ادا کیا جاتا ہے۔

حج مقبول وہ حج ہے جو کسی شخص کا دل ادا کرتا جو اللہ کا عبد ادا کرتا ہے۔ جو اس کا نوکر اس کا غلام ادا کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ آپ کسی بادشاہ سے ملنے جا رہے ہیں، بہت سے تحفوں کے ساتھ۔ جسے آپ بڑی عجز و انکساری سے اور بڑے عزّو احترام سے پیش کرتے ہیں۔

یہی طریقہ ہے اپنے مالک، اپنے سب سے زیادہ طاقت والے مہربان اللہ سے ملنے کا، عجز و احترام کے ساتھ اور تحفے کے طور پر آپ کے ساتھ ایک ذاکر دل، اشک بار آنکھیں، توبہ کرنے والی زبان پر، سجدہ کرنے والی پیشانی، تسبیح کرنے والی اُنگلیاں اور طواف کرنے والی ٹانگیں ہوں۔

ندامت اور پشیمانی آپ کے ایک ایک پور سے آنی چاہیئے۔ ندامت اور پشیمانی آپ کے پورے وجود کو ہلا کے رکھ دے، ندامت اور پشیمانی آپ کی ہچکیوں سے آنی چاہیئے۔ ندامت اور پشیمانی آپ کی آنکھوں سے

Marfat.com

اشکوں کی صورت میں ٹپکنے چاہئیں۔
فقط یہی زادِ راہ آپ کے ساتھ ہونا چاہیئے۔آپ
کو ان ارشادات میں استعمال ہونے والی زبان غیر معمولی
لگتی ہوگی مخصوص درس والی زبان نہیں، لیکن آپ کو یاد
رکھنا چاہیئے کہ اللہ کے بہت سے خوبصورت طور طریقے
ہیں۔ اور اگر وہ ان لوگوں سے مخاطب ہے جن کے پاس
اس کے پیغامات کو حاصل کرنے کے لئے کھلے دل ہیں۔
تو وہ ان ہی کی زبان میں بات کرتا ہے جس طرح کہ سب
کرتے ہیں۔ یہ اس لئے ایسی ہے تاکہ آپ سب اللہ
کی محبت اور اس کی قربت کو محسوس کریں۔ جو اس کی
طرف سے ان سب کے لئے ہے جو اس کے عاشقین ہیں۔
اے اُمتِ محمدی ذوالحجہ ایک خاص وقت
ہے، ایک وقت جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے
لئے وقف ہے۔ جب انہوں نے اپنے اللہ کی ندا
پر لبیک کہا۔ وہ ندا جس میں ان سے اپنی سب سے
قیمتی شے قربان کرنے کے لئے کہا گیا۔ حضرت ابراہیم
علیہ السلام ایک لمحے کے لئے بھی اپنے بیٹے اسماعیل
علیہ السلام کی قربانی پیش کرنے کے لئے پس وپیش نہیں کیا۔

Marfat.com

اسی کو تجدیدِ وفا کہتے ہیں، یعنی اس عہد کو تازہ کرنا جو اس دن لیا گیا تھا، جب تمام ارواح کو جمع کر کے پوچھا گیا تھا کہ تمہارا رب کون ہے، اور سب نے بیک زبان ہو کر کہا تھا کہ تُو حق ہے۔

وہ سب لوگ جن کی نسبت اللہ سے ہے، جن کی نسبت روشنی سے ہے یعنی اس دنیا کے سفید حصّے سے ہے وہ سب ہر حال یہ ندا سُنتے ہیں۔ کہ تجدیدِ وفا کے لئے اللہ کی طرف جاؤ۔

جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجدیدِ وفا کی تھی، جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجدیدِ وفا کی تھی، جس دن ہر سال اللہ کے سچّے عاشقین جا کر تجدیدِ وفا کرتے ہیں۔ وہ دن جب اللہ ان لوگوں کو اُتنا پاک صاف کرتا ہے کہ گویا وہ آج ہی پیدا ہوئے ہیں۔

وہ دن جب تمام گناہ دھو دیئے جاتے ہیں، اور پُرخلوص توبہ قبول کی جاتی ہے۔ وہ دن جب شیطان مردُود کو ذلّت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیوں کہ یہ ہی اس کا مقدر ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! اس سال کے حج کی ایک

Marfat.com

خصوصیت ہے۔ اس سال نظامیہ نوریہ کے نوری یعنی ہماری محفل اور نوری بی بی کی محفل کے نوری بچے اور بچیاں تجدیدِ وفا کے لئے وہاں گئے ہوئے ہیں۔

ان کے حج کی رہنمائی براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمائیں گے۔ اللہ کی طرف سے سب کو مبارک ہو۔ اس سال ایک بہت ہی خاص واقعہ بھی عرفات والے دن پیش آیا ہے، جس کا نظارہ پوری رُوحانی دنیا نے کیا۔

اس دن عالم الفتح یعنی نظامیہ نوریہ کا پرچم روحانی طور سے میدانِ عرفات میں لہرایا گیا۔ اس کی پرچم کشائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، اللہ کی طرف سے اس واقعہ پر سب کو مبارک ہو۔ ہمارے جو لوگ وہاں گئے ہیں وہ بھی اس پرچم کے عَلم برداروں کا حصہ ہیں۔

آئندہ ہر سال اس عَلم کی پرچم کشائی ہوا کرے گی۔ وہ تمام نُوری جو حج کرنے جائیں گے وہ عَلم بردار ہوں گے۔ اس گروپ کا جو سربراہ ہوگا وہ یہ عَلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے گا، جو بعد

Marfat.com

میں اسے لہرائیں گے۔

یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اللہ کے عاشقین اس دنیا میں موجود ہوں گے، یعنی وقت کے خاتمہ تک۔

نوُریوں کا وہ گروپ جو اس مرتبہ وہاں گیا ہے، انہیں اوّلین علم بردار کا اعزاز حاصل ہو گیا اور اللہ ان سب سے بہت خوش و راضی ہے۔

اے اُمتِ محمدی! ہر دن ہر آن ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے رکھیں اور اللہ کی راہ پر ثابت قدم رہیں۔

اللہ کی بے شمار نعمتیں اور بے حساب رحمتیں آپ سب کے لئے۔

اللہ کی بے پناہ محبت آپ کے نصیب ہو۔

آمین!

Marfat.com

۴۔ دسمبر ۲۰۰۹ء

باب (۸۹)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو مالک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبّر ہے۔ جو سب کچھ جانتا ہے۔

درود و سلام ہوں رحمتِ الٰہی پر۔ اُن پر جنہوں نے اللہ کے دین کو مکمل کیا۔ جنہوں نے اللہ کی امانت کو بہترین انداز میں دنیا تک پہنچایا۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُمّتِ محمدی کے اُن جواہرات کے لئے جو ہر ہفتے اس محفلِ محمدی اور ذکرِ الٰہی کے لئے آتے ہیں۔

ہم سب کو چاہیئے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانیں۔ اس زمانے سے متعلق جانیں جس میں آپ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم حیات تھے۔ اور ان افراد کے بارے میں جانیں جو آپ کے اطراف تھے۔

مگر جب ہم اس دور کے بارے میں پڑھتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد سے شروع ہوا تو اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے، بڑا رنج ہوتا ہے۔

اللہ کے عاشقین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اور ان کے دوستوں پر ڈھائے گئے ظلم وستم کو کس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔ یہی ہے دُنیا۔ کچھ حق کے ساتھ زندگی بھر وفادار رہتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اپنے فائدے کی خاطر وفاداریاں بدلتے رہتے ہیں۔ ہم سب کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا ادراک تک نہیں ہو سکتا۔ ان تکالیف کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے جھیلی ہیں۔

کتنی بار ان پر ظلم ڈھایا گیا اور تشدد کیا گیا۔ اور وہ کس قدر بے خوف اور بہادر رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا اُن لوگوں سے تھا جو اپنی بیٹیوں کے باعث شرمندہ تھے اور انہیں زندہ دفن کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

وہ تلواریں جو خون میں نہائی ہوئی ہوتی تھیں ان کے لئے اعزاز و افتخار کا باعث ہوتی تھیں۔ انسان کی اعلیٰ نسبی کی معیار کا تعین اس کی زمین، اس کی دولت، بیٹوں کی تعداد اور بیویوں کی تعداد سے کیا جاتا تھا۔ اس کی جرأت کا اندازہ اس کے ہاتھوں قتل ہوئے لوگوں کی تعداد سے لگایا جاتا تھا اور ان جنگوں کی تعداد سے لگایا جاتا تھا جن میں اس نے شرکت کی ہو۔

دھوکا دہی ان کی زندگی کا معمول تھا۔ انہیں جھوٹے خداؤں اور دوسری شیطانی خرافات پر اعتقاد تھا لیکن اس طرح کے لوگوں میں کچھ ایسے بھی دل تھے جو، ان جھوٹی چیزوں کا حصہ نہیں بنے۔ انہوں نے دینِ ابراہیمی کی تعلیمات کو اپنے دلوں سے لگائے رکھا، جو انہیں دوسروں سے ممتاز رکھتے تھے۔

جب کبھی بھی دور بدلتا ہے یا کوئی تبدیلی آئی ہوتی ہے تو اس کی تیاریاں بہت پہلے سے کی جاتی ہیں۔ خاتم المرسلین، اللہ کے حبیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر بھلا کوئی دور بدلنے کا واقعہ ہو سکتا ہے۔ اور اس ڈرامائی تبدیلی سے بڑھ کر کوئی تبدیلی

Marfat.com

ہو سکتی ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت خاموش دانا، اور صاف دل انسان تھے، حتیٰ کہ اللہ کی طرف سے نبوت عطا ہونے سے پہلے بھی آپ کو ہر ایک چاہتا اور پسند کرتا تھا۔ چاہے وہ آپ کے خاندان والا ہو، دوست ہوں یا وہ لوگ ہوں جو آپ کو صادق اور امین ہونے کی حیثیت سے جانتے ہوں۔

ایک ایسے شخص کے بارے میں ذرا تصور کیجئے جو ایک ایسی جگہ میں رہتے ہوں جہاں بربریت کو بہادری مانا جاتا ہو۔ بے حیائی کو ثقافت، جہاں جھوٹ اور دھوکا بازی کو ہوشیاری سمجھا جاتا ہو۔ ایسا شخص اس ماحول میں رہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو ان بُرائیوں سے بچاتا ہے۔

وہ نہ صرف اُن سے دُور رہتے ہوں بلکہ وہ اپنی دیانت داری اور اعتبار سے اپنے اطراف کے لوگوں کو متاثر بھی کرتے ہوں۔ ان کے خاندان کو اس زمانے کا اعلیٰ ترین خاندان مانا جاتا ہے، جسے خانہ کعبہ کی مجاوری کا اعزاز بخشا گیا تھا۔

پھر ایک دن ان کی پوری دُنیا بدل جاتی ہے۔

Marfat.com

انہیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس معاشرے کے تمام جھوٹے خداؤں کو مسترد کر دیں اور خدائے واحد کا اعلان اس زوردار طریقے سے کریں کہ جس سے وہ تاریکی مٹ جائے جس نے ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

وہ بخوبی جانتے تھے کہ اس اعلان کے نتائج ان کے لئے کیا ہوں گے۔ لیکن ایک لمحے کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یا اپنے پیاروں کے لئے کوئی خوف محسوس نہیں کیا۔

یہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور اس قوت کے لئے انہیں ایک صابر و شاکر گھرانہ بخشا گیا تھا اور ایسے دوست جن کے دلوں میں کبھی بھی ان کے لئے شک پیدا نہ ہوا تھا۔

نیکی اور سچائی کی جو مثالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی تھیں آپ کے ساتھی ان پر سختی سے قائم رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سائبانِ رحمت تھے جو مسلمانوں اور ان سب لوگوں پر سایہ فگن تھے جو اس کو تھامے ہوئے تھے۔

اور جو لوگ اس کے سائے تلے آئے تھے، ان کو

Marfat.com

کفر کی تپش اور جھوٹے خداؤں کی بدی سے تحفظ و امان ملی جو ہر طرف ایک وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔

وہ تمام ہاتھ جو اس سائبان تک پہنچتے تھے، اُن میں سے چار ہاتھ سب سے مضبوط تر تھے۔ یہ ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چار صحابہ کے تھے جنہوں نے عملی طور سے آپ کے ہمراہ زندگی بسر کی تھی۔

اگرچہ ان کے اپنے گھرانے تھے، اپنے کام کاج تھے، اپنے خاندان تھے لیکن اُن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور رضا سے بڑھ کے کوئی چیز نہیں تھی۔

قوت کے یہی چار ستون تھے جنہوں نے اسلام کو اس وقت سہارا دیا جب تمام ”اپنے“ پرائے ہو چکے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہ چار تناور درخت تھے جنہوں نے تمام ننھے پودوں کو سایہ اور تحفظ فراہم کیا۔ یعنی نو مسلموں کو اور اُن کو بھی جو شروع سے اُن کے ہمراہ تھے۔ یہ چاروں وہ اصحاب تھے جو دن رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے اُن کا نُور، ان کی بصیرت، ان کی قوت اور ہمت حاصل کی تاکہ جب نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دُنیاوی مشن کی تکمیل کے بعد اپنی سچی محبت کے پاس لوٹ جائیں گے تو یہ اس نازک وقت میں سہارا دینے کے لئے موجود تھے۔ یہ وہ احباب تھے جنہوں نے دین کو اسی سختی سے نافذ کیا، جس طرح نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور جو لمحہ بھر کے لئے بھی راہِ حق سے نہیں ہٹے۔ حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار تھے۔

جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ''فاروق'' تھے۔ جنہوں نے جس دم اسلام کو گلے لگایا تو بلا خوف سیدھے کعبہ میں جاکر اس کا اعلان عام کیا۔ یہی وہ شخص تھے جو اسلام کو منظرِ عام پر لائے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ذوالنورین تھے۔ جن کے عقد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگر دو شہزادیاں آئیں۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیرِ خدا تھے، یعنی اُسد اللہ، بے خوف، جانباز شاہِ ولایت بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے داماد بھی، جن کا عقد

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

یہ چاروں اسلام کے قلعے تھے، جنہوں نے حکمت اور دانشمندی سے حکومت کی۔

وہ نا صرف اسلام کے دشمنوں کے آگے مضبوط دیوار تھے، بلکہ مسلم دنیا کی توسیع کی ذمہ داری بھی انہی کی تھی۔ جو اس وقت تک سرزمین عرب سے نکل کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئی تھی۔

ان چاروں احباب میں سے ایک ایسے بھی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی برکت سے وہاں موجود تھے۔ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ جو اسٹیل کی طرح مضبوط، بے خوف اور باہمت تھے، اور جن سے سب ڈرتے تھے۔

اسلام کے ابتدائی دنوں میں مسلمان ظلم و تشدد سے بچنے کی خاطر اپنی نئی شناخت چھپاتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن اور ان کا خاوند حلقۂ توحید میں داخل ہو چکے تھے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام اور اس کے نبی کے سخت مخالف تھے۔

Marfat.com

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جرأت اور قوت کو ہمیشہ پسند فرماتے تھے۔ اور آپ جانتے تھے کہ وہ نئے دین کے لئے کتنی بڑی قوت کا باعث ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور دعا فرمائی ہے کہ "اے اللہ! عمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام میں سے جو بھی تجھے محبوب ہے، اسے مسلمان کر کے اسلام کو غلبہ عطا فرما"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار اٹھائی اور باہر آئے تو بنو زہرا کے ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ : "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے جا رہا ہوں"۔ اس پر اس شخص نے کہا، پہلے اپنے گھر کی خبر لیں جہاں آپ کی بہن اور اس کا خاوند پہلے سے اسلام قبول کر چکے ہیں۔

اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طیش آ گیا اور وہ پلٹ کر اپنی بہن کے گھر کی طرف گئے، جہاں ان کی بہن اور اس کا خاوند چپکے سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے

Marfat.com

تھے۔ جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گھر میں داخل ہوتے دیکھا تو انہوں نے جلدی جلدی اللہ کی کتاب کو ان سے چھپانے کی کوشش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں خون اُتر گیا تھا۔

اس نے بڑی بے دردی سے اپنی بہن کو پیٹنا شروع کیا۔ اس پر بہن نے بڑی بے خوفی سے کہا "عمر! آپ مجھے پیٹ رہے ہیں لیکن حق صرف دینِ اسلام میں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ صرف ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔"

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سُنا تو انہوں نے پیٹنا بند کیا، اور بولے: "مجھے وہ کتاب لاکر دو، جسے تم پڑھ رہے تھے۔ اس پر بہن نے کہا پہلے وضو کرلیں، کیوں کہ یہ کتاب ناپاک لوگوں کے ہاتھ لگانے کی نہیں ہے۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ اس کے بعد بہن نے کہا کہ وہ اس کے ساتھ سُورۂ طٰہٰ کو دہرائیں۔

جس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بے شک میں ہی ہوں اللہ، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تُو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔" (آیت ۱۶)

Marfat.com

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں ؟ اور پھر انہوں نے کلمہ پڑھا: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جب لوگوں نے یہ بات سُنی تو وہ اپنی خفیہ جگہوں سے باہر نکل آئے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بارے میں بتایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوری طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور خود کو حق کے حوالے کیا۔

اس دن کے بعد مسلمانوں کی ہمت بڑھی اور انہوں نے کھلے عام کفر کے سامنے دینِ اسلام پر عمل کرنا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فاروق کہا، کیوں کہ ان ہی کے ذریعے اسلام ظاہر ہوا، اور حق اور باطل کا فرق ظاہر ہوا۔

یہاں تک کہ ہجرت کے دوران بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گلے میں تلوار لگائی اور ہاتھ میں تیر پکڑ کے کعبہ گئے جہاں قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے سات (۷) بار طواف کیا۔ اور مقامِ ابراہیم پر نماز ادا کی اور پھر باآوازِ بلند اعلان کیا خدا کرے یہ مُنہ کالے ہوں۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کا غم کرے

Marfat.com

اور اس کی اولاد یتیم ہو، اور اس کی عورت بیوہ ہو جائے اسے چاہیئے کہ وہ میدان میں آئے، یعنی مجھے جانے سے روکے۔

ظاہر ہے کہ کسی کو بھی اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ تھی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا چیلنج تھا۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیطان، جن و انس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دن بدن بھاگتے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی راست بازی کی بھی تعریف کیا کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ آسمان میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں جو عمر کی عزت نہ کرتا ہو اور کوئی شیطان ایسا نہیں جو عمر سے ڈرتا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سچ کو عمر کی زبان پر رکھ دیا ہے۔ وہ ہمیشہ سچ ہی کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سچ کا دروازہ قرار دیا تھا۔ اُمت اور فتنے کے درمیان جو آفتیں پیش آسکتی تھیں، وہ اس دروازے کی وجہ سے ٹل جائیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بہترین دوست

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار اس ارشادِ گرامی سے ہوتا ہے ''جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوست رکھا اس نے مجھے بھی دوست رکھا۔ اور جس نے حضرت عمر سے دشمنی دکھائی اس نے مجھ سے دشمنی دکھائی۔

اللہ تعالیٰ عرفات کی رات، لوگوں پر، مومنین پر اور حضرت عمر پر خصوصی کرم فرماتے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر سے محبت کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔

کبھی کبھی ان کی خواہشیں قرآنی آیات کی صورت میں پوری ہوتی تھیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے خواہش کی کہ مقام ابراہیم جائے نماز بن جائے، تو آپ کی خواہش سورۃ بقرہ کی ان آیات سے پوری ہوئی۔'' اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ''۔

(سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵)

اور جب آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اپنی ازواجِ مطہرات کو پردے

Marfat.com

کا حکم دیجیے تو اس کا جواب سورۂ احزاب (۱۵۹) کی ان آیات کے ذریعے دیا گیا"۔

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں
اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے
فرما دیجئے کہ اپنی چادروں کا ایک حصّہ
اپنے مُنہ پر ڈلے رہیں، یہ اس سے نزدیک
تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائے،
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عرض کی کہ اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں حکم دیجئے، تو سُورۂ بقرہ میں جواب آیا کہ "آپؐ سے شراب اور جُوئے کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔"

اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑی نعمتوں سے نوازا جن کے باعث ان کی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک بار آپ رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک تین بار "یاساریۃ الجبل" کہا جس کا مطلب ہے۔ اے ساریہ، پہاڑ کے پیچھے جاؤ" سب لوگوں کو اس پر

Marfat.com

بڑی حیرت ہوئی۔ لیکن جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ۔

"میں دیکھ رہا تھا کہ مسلمان ایک پہاڑ کے قریب لڑ رہے ہیں اور دشمن ان پر غلبہ پا رہے ہیں، تو اچانک میرے مُنہ سے یا ساریۃ الجبل نکل گیا۔"

کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد ایک قاصد ساریہ کا خط لے کر آیا جس میں فتح کی خوشخبری تھی۔ خط میں انہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ جمعہ کے دن جب ہم دشمن سے لڑنے میں مصروف تھے کہ ہمیں ایک آواز سُنائی دی کہ یا ساریۃ الجبل۔ اس کے بعد ہم نے پہاڑ کے پیچھے پناہ لی، جس سے ہمیں دشمن پر غلبہ حاصل ہوا، اور اس طرح انہیں شکست ہوئی۔

ایک اور موقع پر جب مسلمانوں نے مصر کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو حضرت عمرو بن العاص کے پاس یہ شکایتیں پہنچیں کہ "ہمارے دریائے نیل کی ایک عادت ہے، جس کو پورا کئے بنا یہ نہیں بہتا۔" اور وہ کیا ہے — ؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا مصریوں

Marfat.com

نے جواب دیا۔ "ہر سال جب اس ماہ کی گیارہ راتیں گزرتی ہیں تو ہم ایک کنواری اور اکلوتی لڑکی کو خوبصورت لباس اور زیورات پہناتے ہیں اور اسے دریا کے حوالے کرتے ہیں۔" لیکن عمرو بن العاص نے انہیں روکا اور کہا کہ اسلام میں ایسی جاہلانہ رسومات نہیں ہیں۔

البتہ کچھ عرصہ بعد دریائے نیل کا پانی کم ہو گیا۔ جس سے وہ مصری پرانی رسمیں ادا کرنے کے لئے زیادہ زور دینے لگے۔ عمرو بن العاص نے پوری تفصیل لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دی۔ جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ "یہ اچھی بات ہے کہ تم نے اُن لوگوں کو اس ہیبت ناک رسم کی ادائیگی سے روک دیا ہے۔ میں تمہیں کاغذ کے ٹکڑے پر ایک مختصر نوٹ لکھ کر بھیج رہا ہوں اسے دریائے نیل میں ڈال دینا۔

جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس تحریر کو کھول کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ یہ خط اللہ تعالیٰ کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف سے نیل دریا کی طرف ہے۔ اما بعد! اے نیل، اگر تُو اس سے پہلے خود بخود جاری تھا، تو اب جاری نہ ہو اور اگر اس سے پہلے تو خدا تعالیٰ

Marfat.com

کے حکم سے جاری تھا تو اب میں خدائے قہّار سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری کرے''۔

جب عمرو بن العاص نے وہ نوٹ دریا میں ڈالا تو اگلے دن سب نے دیکھا کہ دریا کی سطح بلند ہوگئی ہے۔ اس طرح اس دن کے بعد وہ جاہلانہ رسم ختم ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سال ۱۳ھ ہجری میں خلیفہ بنے اور انہوں نے اپنے جملہ فرائض احسن طریقے سے انجام دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی فتوحات کی فہرست بھی بہت شاندار تھی۔ جس میں دمشق، حمص، بصرہ اور ابلا شامل تھے۔ یہ سب کچھ ۱۴ ہجری میں ہوا۔

اسی زمانے میں آپ نے نمازِ تراویح باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے اہواز اور مدائن کا محاصرہ کر لیا۔ جنگِ فلولا بھی اسی زمانے میں ہوئی۔ اور تکریت فتح ہوا۔

سال ۱۶ ہجری میں آپ بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں اپنا علَم الفتح لہرایا۔ اس مہم کے بعد مسلمانوں نے کئی اور علاقے فتح کئے جس سے مسلمانوں کی سلطنت میں مزید توسیع ہوئی حتیٰ کہ نیشاپور، مصر،

Marfat.com

آذر بائیجان، حمدان، اصفہان بھی مسلم سلطنت کا حصّہ بن گئے۔ سال ۲۳ ہجری میں جب کرمان، سیستان، مکران اور اصفہان فتح ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج سے واپسی پر جامِ شہادت نوش فرمایا۔

ابو لولو، کوفہ کے گورنر مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا وہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مغیرہ کے خلاف شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ہدایت کی کہ وہ اپنے مالک سے اچھا تعلق رکھے۔ آپ کا خیال تھا کہ آپ اس بارے میں مغیرہ سے خود بات کریں گے۔ لیکن ابو لولو، کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب سے غصہ آگیا۔

اس نے ایک خنجر لیا اور صبح کے وقت جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوئے ابو لولو کے قریب پہنچے تو اس بدبخت نے آپ پر خنجر سے وار کیا۔ جس کے نتیجے میں آپ شہید ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ آپ کو دوستوں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کے پاس دفن کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ تمنا پوری فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں وہ چمکتا ہیرا ہیں، جو ایک مثال کی صورت قائم رہیں گے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو کہ اللہ کے احکام اس دنیا میں کس طرح نافذ ہوتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ حکمرانی میں نہایت سخت گیر مگر دل کے بڑے نرم تھے۔ ایسے ہوتے ہیں اللہ کے عاشق، اللہ کے سپاہی ہر وقت باطل کے خلاف سینہ سپر اور باہمت۔ اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی وفادار۔

اے اُمّت محمدی! فاروقیت کا سبق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیکھیں۔ اور تاریکی اور شر کے آگے بے خوف ہو کر ڈٹ جائیے۔

بے شک تمام طاقتوں کا سرچشمہ اللہ ہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتیں تا ابد آپ سب کے ساتھ ہوں۔

آمین

Marfat.com

۱۱ دسمبر ۲۰۰۹ء

باب (۹۰)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو خالق ہے۔
جس نے ہر شے کو پیدا کیا، روشنی کو تاریکیوں کو آسمانوں اور زمینوں کو، مومنوں اور کافروں کو۔ اور ہر ایک اور ہر شے ویسی ہی ہے جیسا اللہ نے چاہا تھا۔

درود و سلام ہوں حق کے نور پر، جو قلب الٰہی کا نور ہیں، اُن اکیلے اور واحد پر جن کی خاطر کائنات کو پیدا کیا گیا تھا۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو ان تمام حسین لوگوں کے لئے، جو دن رات آپ کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں۔ بے شک سب اللہ کی رحمت کے سائے میں ہیں۔

ہمارے مسلم ورثہ کے بارے میں آپ سب

Marfat.com

ہزاروں واقعات جانتے ہوں گے، لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ آپ میں سے کتنے لوگوں نے ان واقعات سے کچھ سیکھا ہے؟ آپ میں سے کتنے لوگوں نے سنجیدگی سے ان اسباق کو نوٹ کیا ہے جو ان کہانیوں سے آپ نے سیکھے ہیں۔ تاکہ آپ انہیں مسلسل پڑھتے اور یاد کرتے رہیں۔ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو اپنی زندگیوں کا موازنہ اللہ کے اُن جواہرات سے کرتے ہوئے تھوڑا سا ان کی طرح بننا چاہتے ہیں؟

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سچائی کے بارے میں جانتے ہیں۔ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جنہوں نے سنجیدگی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح سچا بننا چاہا ہے، اور کتنوں نے اس مقصد کے لئے کوشش کی ہے؟

آپ میں سے کتنے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح بے خوف ہیں، جو کفر اور ظلم کے خلاف بڑی دلیری سے ڈٹے رہے ہیں؟ اور آپ میں سے کتنوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی سے سخاوت اور رحم کا درس لیا ہے اور ان کی مثال کو اپنانے کی

Marfat.com

کوشش کی ہے ؛ ایسا کہنے کا مطلب آخر کیا ہے کہ "میں نے یہ کہانیاں کئی بار سُنی ہیں، اب میں کچھ نئی چیز سُننا چاہتا ہوں"۔

جب آپ اسکول جاتے ہیں یا کالج، یا حتیٰ کہ یونیورسٹی جاتے ہیں، تو وہاں علم حاصل کرنے کا ایک باضابطہ طریقہ موجود ہے۔ وہاں پہلے آپ کسی کلاس میں داخلہ لیں گے۔ پھر آپ استاد یا پروفیسرز کا لیکچرز سُننا شروع کریں گے۔ سیکھنے میں مدد کی خاطر آپ کو اسائنمنٹ کرنے کے لئے دیئے جائیں گے۔

کچھ عرصہ بعد آپ کو امتحان کے لئے پیش ہونا پڑتا ہے۔ تاکہ آپ کے علم کے معیار کو جانچا جاسکے اگر آپ اس امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں، تو تب ہی آپ کو اگلی کلاس میں ترقی دی جائے گی۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد جب آپ ضروری امتحانات پاس کرتے ہیں، تو تب آپ کو ڈگری عطا کی جاتی ہے۔ یعنی کاغذ کا ایک ٹکڑا جو اس بات کی علامت ہے کہ آپ نے مطلوبہ مقدار میں تعلیم حاصل کرلی ہے۔ اور آپ کچھ خاص قسم کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے اہل ہیں۔

Marfat.com

مثال کے طور پر اگر ڈاکٹر بن چکے ہیں، تو اب آپ بیماری کی تشخیص اور مرض کا علاج کر سکتے ہیں۔ اگر آپ آرکٹیکٹ بن چکے ہیں، تو آپ مکانات اور عمارات کے نقشے اور ڈیزائن بنانے کے لائق ہیں۔

اس دنیا کی ڈگریاں آپ چند سالوں میں حاصل کر سکتے ہیں، لیکن وہ ڈگریاں جو اللہ کی طرف سے عطا کی جاتی ہیں، وہ زندگی بھر کی محنت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ نے آپ میں سے ہر ایک کو اس ڈگری تک رسائی کے لئے داخلے کا موقع فراہم کیا ہے۔

اس ڈگری کا نام "رضائے الٰہی" ڈگری ہے، اور وہ جو اسے حاصل کرتے ہیں انہیں جنّت میں داخلہ ملتا ہے۔ اس ڈگری کے لئے تمام انسانوں کے "داخلہ فارم" پیدائش کے وقت سے ہی جمع شدہ ہوتے ہیں۔ جب کوئی بچّہ جو ابھی بالغ نہیں ہوا ہے، تو وہ اللہ کی تخلیقات حسن کو جذب کرتا ہے، اور اس کا تجسّس کرنے والا نا بالغ ذہن حقیقت کے بارے میں سوالات پوچھتا رہتا ہے۔

اگر بچے کی پیدائش کسی مسلم گھرانے میں ہوتی ہے،

Marfat.com

تو حقیقت کے بارے میں اس کے تجسّس کو عام طور سے اس کے والدین اور ٹیچرز ختم کرتے ہیں، جو اُسے اللہ اور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاتے ہیں۔ وہ اس کے مستقبل کی تعلیم کے لئے اُسے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

لیکن وہ بچّے جن کی پیدائش غیر مسلم گھرانے میں ہوئی ہے، وہ بھی اس وقت غیر مطمئن ہوتے ہیں جب انہیں جھوٹے خداؤں کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ البتہ وہ لوگ جو دنیا کی اس جانب رہتے ہیں جو تاریک ہے، وہ بہت جلد شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں اور حقیقت کی تلاش چھوڑ دیتے ہیں۔

جب انسان بلوغت میں پہنچتا ہے، تو سرکاری طور سے اس کے اعمال پر نمبر ملنا شروع ہوجاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اللہ کی ہدایت بھی زندگی بھر اس کے ساتھ رہتی ہے۔ کالج یا یونیورسٹی کی طرح اللہ کی اس ڈگری کا بھی ایک نصاب ہے، یعنی وہ تعلیمی نصاب جو آپ میں سے ہر ایک کو حاصل کرنا ہے۔

Marfat.com

اس کے علاوہ دوسرے ٹیسٹ اور امتحانات بھی ہوتے ہیں کسی کو اس کے مال سے آزمایا جاتا ہے، کسی کو اس کی صحت سے، کسی کو اس کی اولاد سے اور کسی کو اس کے اردگرد موجود انسانوں کے ذریعے آزمایا جاتا ہے۔

ہر ایک ٹیسٹ کے گریڈ متعلقہ شخص کے نامۂ اعمال میں درج کئے جاتے ہیں۔ اور ہر بُرا گریڈ اس شخص کے دل کی چمک میں تھوڑی سی کمی لاتا ہے تاکہ اس کی بداعمالی کی حوصلہ شکنی ہو۔

آپ کے دنیاوی اداروں میں مختلف قسم کی کلاسیں ہوتی ہیں۔ کچھ میں عام پڑھائی کے ذریعے تعلیم دی جاتی ہے کچھ میں عملی طریقے سے، اور کچھ میں آڈیو ویڈیو آلات کے ذریعے۔ بالکل اسی طرح اللہ کی تعلیم دینے کا طریقہ ایک تو عام قرآن اور حدیث کے ذریعے ہے۔ وہ انسانوں کو ایسے حالات سے دوچار کراتا ہے تاکہ وہ ان باتوں کا تجربہ کریں جو انہیں بتائی جاتی ہیں۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ عظیم ہے، تو لوگ

Marfat.com

اپنی ساری زندگی کے دوران جانتے ہیں کہ اُن کی تکلیف اور پریشانیاں صرف اللہ ہی کی رضا سے ختم ہوں گی۔ جب وہ خلوصِ دل سے دُعا مانگیں گے، تو اُن کی دُعائیں قبول ہوں گی۔ وہ اللہ کی عظمت کو ہر جگہ دیکھیں گے۔ اور انہیں ہر جگہ اس کا تجربہ بھی ہوگا۔

مگر وہ اس کا اقرار صرف اس صورت کریں گے جب اُن کے دلوں کو روشنی سے نسبت ہوگی، ورنہ وہ اسے اپنے نصیب کی بات سمجھیں گے۔ اللہ انسانوں کی ایک کثیر تعداد کو اپنے عاشقین کی زندگیوں کے ذریعے بھی تعلیم دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا عملی مظاہرہ تھے۔ اور اللہ کے عاشقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار ہیں۔

آپ کو دُنیا میں ایسی کوئی مثال کہیں بھی نہیں ملے گی جس میں دی جانے والی تعلیم کا عملی مظاہرہ اس طرح سینکڑوں اور ہزاروں طریقوں سے کیا جاتا ہو۔ قرآن کا عملی مظاہرہ اللہ کے ہزارہا عاشقین کے ذریعے کیا گیا ہے، اور مظاہرہ کا یہ سلسلہ زمان کے خاتمہ تک جاری رہے گا۔

Marfat.com

اللہ کے عاشقین کے بارے میں آپ جو کچھ بھی پڑھتے ہیں، وہ آپ کے لئے ایک سبق ہیں۔ ایک ایسا سبق، جسے کبھی فراموش نہیں کیا جانا چاہیئے۔ اور ایک ایسا سبق جس پر آپ کی زندگیوں میں عمل درآمد ہونا چاہیئے۔

کسی بھی واقعہ کی اہمیت کو کم نہ جانیں اور اس کی گہرائی میں جانے کی کوشش کریں۔ تب جا کر آپ ان اسباق کو سمجھ سکیں گے جو اس واقعہ نے سکھائے ہیں۔ کسی بھی ایسے واقعہ کو تحریر کریں جو آپ کے دل کو چھو لے۔ پھر اُسے پڑھیں اور دوبارہ پڑھیں، تاکہ وہ خاموشی سے آپ کی زندگی میں جذب ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ چلتا پھرتا قرآن تھی۔ اور آپ کا سینۂ اطہر اللہ کے نُور کا مسکن تھا۔ یہ نُور مسلسل پھوٹتا ہوا ہر اُس شخص کو لپیٹ لیتا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِردگرد موجود ہوتا تھا۔ ظاہر بات ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین تھے انہیں اس نُور کا سب سے بڑا حصّہ ملا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کا شہر تھے، اور

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کاغذ قلم اور سیاہی تھے، جن کے ذریعے وہ علم سب کے لئے لکھا گیا۔ جب کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس شہرِ علم کا دروازہ تھے۔

وہ علم جو اللہ کا ہے، اُسے تحفظ کے لئے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آسمان پہ کیوں کہا گیا کہ اس علم کے لئے کاغذ، قلم اور سیاہی درکار تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ، "تاکہ بعد میں آنے والی نسلوں کو یہ احساس ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دوستوں کی کیا اہمیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہترین ہیں، اور وہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف تھے، وہ بھی بہترین تھے۔ وہ نہ فقط دوست تھے، بلکہ خوبصورت رشتوں میں بھی جُڑے ہوئے تھے۔ آج ہم ایک ایسی شخصیت کے بارے میں گفتگو کرنے جا رہے ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی ٹھنڈک دو مرتبہ عطا کی۔

Marfat.com

ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیّہ اور اُمِّ کلثوم یکے بعد دیگرے نکاح میں دیں اور اس بات پہ آمادہ تھے کہ اگر اُن کی چالیس شہزادیاں ہوتیں تو وہ بھی یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں دے دیتے۔

ذوالنون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد بنانے میں اللہ نے چُنا تھا۔ کیوں کہ اللہ کو اُن کی حیا و شرم پسند تھی۔ حتیٰ کہ فرشتے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک باکردار اور سچے اللسان، اور دل کے بے انتہا سخی تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اوّلین دس مسلمانوں میں سے ایک تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ آخری سانس تک اپنے بہترین دوست یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار رہے۔ اللہ نے حضرت عثمان غنی کو کثیر دولت سے نوازا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس دولت کو اپنا نہیں سمجھتے تھے۔

جب کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مُسلمانوں

Marfat.com

کے لئے امداد کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جہاد میں مدد کرنے کے لئے کہا، تو انہوں نے اپنی جھولی اشرفیوں سے بھر کر اپنے محبوب کے آگے لاکر ڈھیر کر دی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اس دُعا سے ظاہر ہے کہ: آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو چاہے کام کریں، کوئی کام ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔" یہ ان کی شفقت کا صرف ایک واقعہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی بار غلّہ سے لدے اُونٹ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی نذر کیئے تھے، جس پر نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تھی کہ" اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں، تُو بھی اس سے راضی رہے۔"

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت فرمائی، تو وہاں میٹھے پانی کی قلت پیدا ہو گئی

Marfat.com

تھی۔ اس وقت صرف ایک کنواں تھا جس کا نام رومہ تھا اور جو ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ وہ پانی بھرنے کے پیسے طلب کرتا تھا، جس کے باعث مسلمانوں کے لئے پانی خریدنا مشکل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ جو بھی مسلمانوں کے لئے اس کنویں کو خریدے گا اس کے بدلے میں جنت ملے گی۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے جنّت کی دوسری بشارت تھی، جو انہوں نے خوش دلی سے قبول کرتے ہوئے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب کچھ زمین فروخت کی جارہی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زمین خرید کر اس سے نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی توسیع کر دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنور کہا جاتا تھا کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے عقد میں نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئی تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کو ایک اور بھی فضیلت حاصل

Marfat.com

تھی۔ یعنی ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت لوط علیہ السلام سے تشبیہہ دی تھی جنہوں نے اپنی بیویوں کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دوسری ہجرت مدینہ کی طرف تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جنگِ بدر کے وقت کے اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنگ میں حصہ لینا چاہتے تھے لیکن چونکہ ان کی بیوی حضرت رقیہ سخت بیمار تھیں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنگ میں حصہ لینے سے منع کر دیا تھا۔ اور اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگِ بدر کے غازیوں میں شامل کر دیا تھا اور انہیں جنگِ بدر کے مالِ غنیمت میں سے ایک حصہ عطا فرمایا۔

ایک اور موقع پر صلح حدیبیہ کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر بنا کر

Marfat.com

مکہ بھیجا گیا، جہاں انہیں کفار نے روک لیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں، تو آپ بہت رنجیدہ ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے اپنے صحابہ سے بیعت لی۔

لیکن عین اسی وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قیدی بنائے جانے کی خبر پہنچی۔ اس وقت ایک اور بیعت، یعنی بیعتِ رضوان لی جارہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک دستِ مبارک کو دوسرے پر رکھتے ہوئے فرمایا: "یہ ہاتھ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ہے اور میں ان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔"

اس خوبصورت موقع پر اللہ نے اپنی رضا اور خوشنودی ان آیات کے ذریعے ظاہر فرمائی کہ "اے محبوب! جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق پر بیعت کر رہے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر نہیں (بلکہ حقیقت میں) اللہ کے ہاتھ پر بیعت

Marfat.com

کر رہے تھے۔''

تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یادِ عثمان رضی اللہ عنہ، یادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور یادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یادِ اللہ ہے۔ یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی وفا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے صحابہ کے لئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو رسول اللہ کے لئے قوّت کے ستون تھے۔ اللہ کے دین کو پھیلانے اور اُسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کاتبِ وحی تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن خطوط کو بھی تحریر فرماتے جو دعوتِ اسلام کے لئے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلام عربستان کی سرحدوں سے باہر تک پھیلا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی تلاوت (با قرأت) مختلف لہجوں میں کی جاتی تھی۔ یہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم کارنامہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کو ایک ہی قرأت

Marfat.com

پر جمع کیا۔ اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو جامع القرآن بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اگلے خلفاء کی طرح اسلامی سلطنت کو دوسرے علاقوں تک توسیع دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے افریقہ فتح کرنے کے لئے حرب العبداللہ کے خلاف جنگ کی۔ اسی زمانہ میں مسلمانوں کے پاس بحری بیڑہ بھی تھا، جس کی بدولت قبرص فتح ہوا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ایران کے بھی کئی علاقے مسلمانوں کے زیرِ تسلط آ گئے۔ اسی طرح آرمینیا اور آذربائیجان بھی آپ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسلم سلطنت، کابل اور غزنی تک پھیل چکی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے سامنے کئی بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ مبشرہ کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ

Marfat.com

کرتے ہوئے فرمایا ”انہیں جنت کی بشارت دیجیے، انہیں یہ اس مصیبت کے بدلے دی جائے گی جو ان پر آن گرے گی“۔

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فتنے کے بارے میں بتایا اور ایک بار پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس فتنے کے باعث انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ”اسلام کی چکی ۳۵ سال کے بعد اپنی جگہ سے ہٹ جائے گی“۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہجرت کے عین پینتیسویں سال میں ہوئی۔ تو آپ کہہ سکتے ہیں ۳۵ سال مسلمان غیر مسلموں سے لڑتے رہے وہ دوسرے مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتے رہے تھے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت وہ پہلا واقعہ تھا جب بھائیوں کی تلواریں بھائیوں کے خلاف نکلیں اور آج تک نیاموں میں واپس نہیں گئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک نہایت ہی نرم دل انسان تھے۔ وہ دل جوئی کرنے والے انسان تھے،

Marfat.com

اپنے عہدِ حکومت کے دوران آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری سے اسلام کی سرحدوں کو آگے بڑھایا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے آخری حصہ میں آپ کی سخاوت کی وجہ سے کچھ غلط فہمیوں نے جنم لینا شروع کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چند عزیزوں کو گورنر مقرر کیا، جنہوں نے اپنے اختیارات کا غلط استعمال کیا۔ جب ایک ایسی ہی خبر خلیفہ تک پہنچی تو انہوں نے فوری اقدام اٹھاتے ہوئے ناپسندیدہ گورنر کو ہٹانے کے احکامات جاری کئے۔ مگر بدقسمتی سے وہ ایک گہری سازش کا شکار ہو گئے۔ ایک جعلی خط پکڑا گیا، جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہتان طرازی کی گئی تھی۔ اس سے کئی لوگ غصے میں آگئے اور انہوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔

اس دوران میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیاسا رکھا گیا اور باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھر پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کی حفاظت کے لئے اپنے دونوں شہزادوں

Marfat.com

کو بھیج دیا۔ اسی طرح دیگر صحابہ کے بیٹوں نے بھی اس میں شرکت کی۔

لیکن کون اس نوشتۂ تقدیر کو تبدیل کر سکتا ہے جو لوح میں محفوظ ہے۔ وہ بھی حرمت والا ذی الحج کا مہینہ تھا۔ یہ ہجری سال ۳۵ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اشتیاق سے اپنے بہترین دوست حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنّت میں انتظار فرما رہے تھے۔

یہ اوراق کبھی کافی نہ ہوں گے جب آپ اللہ کے حسین عاشقین کے بارے میں بات کر رہے ہوں۔ حقیقت میں اس بارے میں اوراق کا شمار کبھی ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زندگی بھر اپنے اللہ کی محبت کا تجربہ کیا۔ اور بلاشبہ یہ محبت، یہ عشق ابد تک ان کے لئے ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! ان سچّے ہیرے جواہرات، ان سچّے مومنوں کی زندگیوں سے سیکھیں۔ ان اسباق کو نظر انداز نہ کریں جو انہوں نے دنیا کو سکھائے ہیں، کیوں کہ اب آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے جواہرات کبھی بھی نظر نہیں آئیں گے۔ اللہ ہمیں اپنے حسین جواہرات سے محبت کرنے اور ان کے چھوڑے ہوئے اسباق کو یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

Marfat.com

۱۸ دسمبر ۲۰۰۹ء

باب (۹۱)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ جس نے انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا۔ اور جسے اپنا نائب بنایا۔ اللہ ہی وہ واحد ذات ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔

درود و سلام ہوں اللہ کے محبوب پر جو تاجدارِ کائنات ہیں، جن کے دل میں سب کے لئے درد ہے اور جو محبت کی باریکیاں جانتے ہیں۔

سلام، رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے، اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو آپ سب کے لئے جو ہر ہفتے اپنے اللہ اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں اور اللہ کی نعمتیں انعام پاتے ہیں۔

آپ کے اطراف بڑا حسن پھیلا ہوا ہے، چاہے

Marfat.com

آپ اکیلے ہوں اور کچھ بھی نہ کر رہے ہوں، لیکن پھر بھی آپ اپنے اِرد گرد موجود قدرت کے عجائب کو دیکھ کر خود کو اچھی طرح مصروف رکھ سکتے ہیں۔ چہچہاتے ہوئے پرندے آپ کو حیران کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔

جس طرح وہ صبح سویرے ہر طرف رزق کی تلاش میں دکھائی دیتے، پانی میں غوطے لگاتے ہیں۔ یا اپنے بچّوں کے لئے گھونسلے بناتے ہیں، یا محض کسی درخت کی شاخ پر بیٹھے ہوئے کوئی خوبصورت سا گیت گاتے ہیں، یا آپ اُن رنگ برنگے خوب صورت پھُولوں کا لطف اُٹھا رہے ہوتے ہیں جن کی نازک پنکھڑیوں سے شبنم کے قطرے اس طرح ٹپکتے ہوں جیسے معشوق کی یاد میں بہتے آنسو۔

یا آپ خود کو اُن درختوں کی طرح جھومتے محسوس کریں گے جو صبح کی ٹھنڈی اور لطیف ہوا کے جھونکوں سے جھُوم رہے ہوں۔ آپ اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ اُن کے جھُومنے کی حرکت میں ایک ردھم ہے، ایک سُر ہے، جیسا کہ وہ ایک بے آواز گیت گا رہے ہوں، جس سے اُن پر حالتِ وجد طاری ہو۔

Marfat.com

کیاآپ نے کبھی غور کیا ہے کہ کس طرح ہررات چاند تیزی اور خاموشی سے چمکتا ہے، اس بات سے قطعاً بے پرواہ ہوکر کہ اس دنیا پر کیا بیت رہی ہے انسانیت کی المناک داستانوں سے قطعی طور سے غمزدہ ہوئے بغیر، اس بات سے قطعًا بے خبر کہ کس کو کس نے قتل کیا یا کس نے کس کو لوٹا۔

ایسا لگتا ہے کہ یہ چاند اپنے ہی خیالات میں گم، اپنے اِردگرد کے ماحول سے بے گانہ ہے حتیٰ کہ جھلملاتے چھوٹے ستارے بھی ایک خاص ردھم میں جھلمل جھلمل کرتے ہیں ۔اور ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہ خفیہ الفاظ گا رہے ہوں۔اور جب وہ اس لفظ کا، گا کر اظہار کرتے ہیں، تو اس لفظ کی گونج اس قدر شدید ہوتی ہے کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے جھلملانا بند کر دیتے ہیں ۔ جیسے کہ وہ خود کو مکمل طور سے بھول گئے ہوں۔

اور ایسے لگتا ہے کہ اس وقتی موت کے بعد کوئی ان کو دوبارہ زندہ کرتا ہے تاکہ وہ ایک بار پھر چمکنا شروع کردیں، اور چمکتے ہوئے پھر اسی لفظ کو

Marfat.com

دہرائیں۔ اس طرح وہ بھی کچھ زندگی بھر کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح یہ فلک بوس اور عالی شان پہاڑ، جو صدیوں سے خاموش کھڑے ہیں، سب پر چھائے ہوئے بہت سے رازوں کے امین اور پھر بھی اتنے عاجز۔ لیکن یہ بھی اس وقت کانپنے اور لرزنے لگتے ہیں جب انہیں کوئی یاد آتا ہے۔

جب انہیں جلال یاد آتا ہے تو وہ کانپ اٹھتے ہیں اور مارے ہیبت کے لرزنے لگتے ہیں، اور یہ جلال کا خیال ہے جو انہیں قرار پہنچاتا ہے۔ انہیں بے آواز کرتا ہے اور انہیں بے حرکت کر دیتا ہے۔

اور کون ہے جسے پہاڑوں کا سینہ چیر کر بہنے والے خوبصورت اور چمکتے ہوئے جھرنوں کا گنگنانا پسند نہیں؟ یہ چشمے جیسے ہی باہر آتے ہیں تو ڈھلان کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ اپنی آزادی کے ایک ایک لمحہ کا لطف اٹھاتے ہیں۔ بالکل شرمائی معصوم لڑکیوں کی طرح۔ اچھلتی ناچتی، گاتی ہوئی اور زندگی کی خوشیاں مناتی ہوئی۔

یہ جھرنے اور چشمے زندگی کا ایک ایسا خوبصورت گیت گاتے ہیں، جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ وہ اپنی مسرتوں

Marfat.com

کی چمک دمک کو انسانی بستیوں میں پہنچنے تک برقرار رکھتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پُر درد کہانی اُس وقت شروع ہوتی ہے، جہاں انسان فطرت سے دست درازی کرتا ہے اور حسُن غم میں بدل جاتا ہے۔

فطرت کو تو بس زندہ رہنا پسند ہے، وہ خوشی سے جھُومنا پسند کرتی ہے۔ خوبصورت نغموں پر ناچنا پسند کرتی ہے۔ یہ درخت، پھُول، آسمان، سوُرج، چاند تارے، پہاڑ، دریا، سمندر، ہوا، بارش اور اولے، یہ پوری فطرت زندگی سے بھرپور ہے۔ یہ بہت ہی باخبر اور محبت میں مبتلا ہے، درحقیقت بڑی گہری محبت میں۔ اپنے خالق کی محبت میں۔

پرندے صبح سویرے جب اپنی آنکھیں کھولتے ہیں، تو کہتے ہیں "سُبحان اللہ" اور اپنی دن بھر کی چہچہاوٹوں میں کہتے ہیں " رَبّیِ ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں، توُ بھی ہم سے محبت کر، اور زیادہ اور زیادہ۔" درختوں کی شاخیں " اللہ ھُو" کے ردھم پر اپنے پتّوں کو دھیرے دھیرے ہلاتی ہیں۔ جب کہ راز داری کا وہ لفظ جو ستارے سرگوشیوں میں ادا کرتے ہیں وہ اسمائے حُسنیٰ یعنی اللہ

Marfat.com

کے خوبصورت نام ہیں۔

ہر ستارے کو ایک اسم اللہ عطا ہوا ہے، جو اس کی زندگی ہے۔ اس لفظ کی شدّت ہر تارے کو عارضی طور موت میں مبتلا کرتی ہے، اور اس طرح وہ ٹمٹماتا اور چمکتا رہتا ہے۔

پہاڑ اس قدر خاموش اور بے حرکت کیوں ہیں؟ یہ اس لئے کہ وہ اپنے خالق کی ہیبت، حیرت اور تحسین میں مبتلا ہیں۔ ہر چھوٹا بڑا پتھر حالتِ سجدہ میں ہے، اور اپنے رب کی حمد و ثناء میں مشغول ہے۔

جھرنوں اور دریاؤں کا چیرتا ہوا پانی اس تیزی سے دوڑتا ہے جیسے اُسے کسی ایسے شخص کی تلاش ہے جو اللہ کا نام لیوا ہو، جس نے اُس سے اللہ کی محبت کا وعدہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ اپنا وعدہ کبھی نہیں توڑتا۔

اور پھر وہ پُرجلال اور پُراسرار سمندر ہیں جو گویا اپنے سینوں میں کئی راز پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں کبھی تو نہایت خاموشی اور سنجیدگی سے اپنے رب کی یاد میں مشغول اور کبھی شدید ذہنی دباؤ سے تنگ آ کر زبردست موجوں کی شکل میں جوش مار کر اپنی واحد محبت تک پہنچنے کی کوشش کرتے

Marfat.com

ہیں، اس کے نام کو صاف اور بلند آہنگ میں پکارتے
ہوئے۔

اللہ کی پیدا کردہ فطرت گہری محبت میں ہے۔
جو اس کے وجود کے ہر ایک لمحہ سے لطف اندوز رہتی
ہے۔ وہ اس سے اس وقت تک لطف لیتی ہے جب
تک انسان اُسے آلودہ نہ کرے کیوں کہ وہیں سے ہی
اس کی المناک موت کی داستان شروع ہوتی ہے۔ اللہ
کی پیدا کردہ فطرت کے خیال میں انسان نہایت ہی
عجیب شے ہے۔

جب اُس کی خوشی کے اتنے زیادہ سامان ہیں
تو پھر انسان کیوں اُداس اور رنجیدہ رہتا ہے؟ وہ بھی
اپنے رب کو اللہ کی پیدا کردہ مخلوقات میں کیوں نہیں
تلاش کرتا؟ وہ تخلیقات سے لُطف کیوں نہیں
اُٹھاتا؟ کیوں وہ ہر اُس چیز کو تباہ کرنے پر تُلا ہوا ہے
جس پر اُس کا ہاتھ پہنچے؟ تمام جنگلوں کو اُس نے
کیوں کاٹ ڈالا ہے؟ کیا اس لئے کہ وہ اپنے لئے
آرام دِہ پلنگ اور شاندار ڈیزائن والے صوفے بنوا لئے؟
وہ تمام جانوروں کو کیوں مار رہا ہے؟ کیا اس

Marfat.com

لئے کہ وہ خون کے لئے اپنی پیاس بجھا سکے ؟ اُس نے پانی کو کیوں زہر آلود بنا دیا ہے ؟ محض مال و دولت کی خاطر سارا کوڑا اس پانی میں ڈال کر جو اللہ کی مخلوق کے لئے زندگی کا باعث ہے ؟ کیا یہ دنیا صرف انسان کے عیش و آرام کے لئے ہی تھی ؟ کیا اللہ کی دوسری مخلوقات کی زندگیوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ؟ کیا وہ سانس نہیں لیتیں ؟ کیا وہ زندگی بسر نہیں کرتیں ؟ کیا انہیں بھی اس زمین پر رہنے کا اتنا ہی حق نہیں جتنا کہ انسان کو ہے ؟

تو پھر اتنی ناانصافی، اتنی لالچ اور ایسی تاریکی کیوں ہے ؟ محشر کے دن آپ میں سے ہر ایک، انسانی کردار کے حوالہ سے جواب دِہ ہوگا۔ یعنی انسانوں کا کردار اُن کے اللہ کے ساتھ کیا تھا ؟ اُن کا روّیہ دوسرے انسانوں کے ساتھ کیسا تھا۔ مچھلیوں، پہاڑوں، پانی، اور فطرت کے ساتھ کیسا تھا ؟

ہر انسان کا ایک ایک عمل تفصیل سے ریکارڈ کیا جارہا ہے۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جارہی ہے جس کا حساب نہ لیا جائے۔ اور انسان ان تمام باتوں سے

Marfat.com

اچھی طرح باخبر ہے۔ وہ اس بربادی سے پوری طرح واقف ہے جو وہ ہر طرف پھیلا رہا ہے۔ اُس تباہی سے آگاہ ہے جو اس نے اللہ کی بے گناہ مخلوقات پر ڈھائی ہیں۔

وہ ان تمام چیزوں سے اچھی طرح واقف ہے، مگر بڑی بے شرمی سے انہیں نظرانداز کرتا ہے۔ وہ بے شرم ہے اور اُسے کوئی احساسِ جُرم نہیں ہے۔ یہ زمین اللہ نے انسانوں کے لئے بنائی ہے تاکہ وہ اس پر کچھ عرصہ قیام کرسکیں۔ اللہ کی پیدا کردہ خوبصورتیوں کا نظارہ کر سکیں اوراس کی حمد وثنا کرسکیں۔

توشیطان یہ کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ اللہ کی کسی بھی قسم کی محبت انسانوں پر نچھاور ہو، تو پھر وہ کیا کرتا رہا ہے؟ اس نے تولبس انسان کے پانچ خواسوں پرغلبہ پالیا ہے۔ اب جب اس کی نظر جنگل پر پڑتی ہے تو وہ یہ دیکھتا ہے کہ اُس سے کتنی مقدار میں ٹمبر یعنی تعمیراتی لکڑی حاصل کی جاسکتی ہے۔ جب اس کی نگاہ پہاڑوں پر پڑتی ہے تو اُس کی آنکھیں یہ تلاش کرتی ہیں کہ اُس میں کس قسم کی کانیں موجود ہیں، جن

Marfat.com

کی کھدائی سے وہ سونا یا ہیرے وغیرہ حاصل کرسکتے ہیں۔

جب اس کی نظر درختوں سے پُر کسی بڑے علاقے پر پڑتی ہے تو وہ سوچنے لگتا ہے کہ اُسے محل نما مکانات اور فلک بوس عمارتوں کے لئے کتنی مزید زمین درکار ہے۔

یہ ہے آج کا انسان۔ لالچ اور خودغرضی میں پوری طرح جکڑا ہوا۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ سارے انسان ایسے نہیں ہیں۔ ایسے بہت سے لوگ تھے جن کے دل دوسروں کے دلوں کے ساتھ دھڑکنا جانتے تھے۔ اور اب بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کے درد کو محسوس کرنا جانتے ہیں۔

اگلے وقتوں کا انسان فطرت سے محبت کرنے والا بھی تھا۔ اس کے دل میں رحم تھا اور اس کا ہاتھ دوسروں کی مدد کے لئے ہر وقت موجود رہتا تھا۔ چاہے وہ انسان ہوں یا کوئی دوسری مخلوق۔ اُن ہی وقتوں میں ایک بہت ہی خاص شخص تھے جو اللہ کے بہترین جواہرات میں سے ایک تھے۔

جب انسان دوسروں کے بارے میں محسوس کرتا ہے، تو دوسرے بھی اس کے بارے میں محسوس کرتے

Marfat.com

ہیں۔ دوسروں پر نچھاور کرنے والی محبت کبھی ضائع نہیں جاتی۔ آج ہم ایک ایسے شخص کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جنہیں دوسروں کا احساس تھا۔ جو دوسروں کے لئے جیا اور حتیٰ کہ جہاں سے رخصت ہونے کے بعد بھی وہ سب کے لئے تھا اور اب بھی ہیں۔

حضرت سید عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ جو حسنی بھی تھے اور حسینی بھی تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش سال ۹۸ ہجری میں ہوئی۔ آپ کے والد سید محمد نفس ذکیہ بن سید عبداللہ حمزہ بن سید مثنیٰ بن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت مثنیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے سیدہ فاطمہ صغریٰ بنت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سید عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کو حسنی اور حسینی کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کی پرورش مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ اور آپ رحمتہ اللہ علیہ حدیث کے ایک معروف عالم تھے۔ تقریباً ۱۳۸ ہجری میں جب بنو اُمیہ کا زوال ہوا تو انہوں نے سادات کے ساتھ بڑا ظالمانہ سلوک کیا۔ اسی زمانے میں حضرت سید عبداللہ

Marfat.com

شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے والد نے علوی خلافت کی تحریک شروع کی اور اپنے بیٹے کو تحفظ کی خاطر اپنے بھائی حضرت ابراہیم بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بصرہ بھیج دیا۔

لیکن جب شیطان اللہ کی طرف سے اس دنیا کو بخشی ہوئی خوبصورتی کو تباہ کرنے کے لئے انسانوں کو ترغیب دے سکتا ہے تو یہی شیطان اللہ کے بے انتہا انمول جواہرات کو چمکتے ہوئے کیسے دیکھ سکتا ہے، اور اس چمک کو ان کے اطراف پھیلتے ہوئے کس طرح دیکھ سکتا ہے۔

شیطان ہر وقت ایسے لوگوں کی تاک میں رہتا ہے جن کے دلوں سے اللہ کی معرفت اور اللہ کے عشق کی نورانی شعاعیں پھوٹتی ہیں اور وہ اُن کو دیکھتے ہی ایک خوفناک درندے کی طرح اُن کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ آپ لوگ تھوڑا سا غور کریں کہ کس کا خاندان شیطانیت اور بربریت کے لئے ابلیس کا نشانہ بنا تھا اور اب تک ہے۔

ہمیشہ سے یہ اللہ کے محبوب، حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم اور اُن کا گھرانہ، یعنی اہلِ بیت تھے جن کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہمیشہ سے جانتے تھے کہ انسانیت کے تحفظ کے لئے سب سے زیادہ قربانی انہی کو دینا ہے۔ انہوں نے کبھی بھی اقتدار، دنیاوی دولت یا شہرت کی تمنّا نہیں کی۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے پیغام کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو فقط اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور ارشادات کو پھیلانا چاہتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے ہاتھوں میں ہمیشہ تلوار کی بجائے قلم ہوتا تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حق کی خاطر لڑنا نہیں جانتے تھے۔ ان کے پاس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی مثال موجود تھی۔ ان کے پاس ان کے اباؤ اجداد کی شجاعت موجود تھی۔ جس نے انہیں سکھایا تھا کہ حق کے لئے کس طرح ثابت قدم رہا جائے۔

حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ نے سندھ کا سفر کیا اور دینِ الٰہی کی اشاعت کا کام زور وشور

Marfat.com

سے شروع کیا۔ اگرچہ وہاں کے لوگوں کے لئے یہ پیغام نیا تھا، لیکن اس کی واحدانیت اور محبت کے پیغام نے لوگوں کو بڑی حد تک متاثر کیا۔ اور ایک قلیل عرصہ میں حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ بہت ہی پکے پیروکار پیدا ہو گئے۔ اور یوں اسلام کی روشنی ہر سُو پھیلنے لگی۔

اسی دوران حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے والد حضرت سید محمد زکیہ رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے چچا حضرت ابراہیم بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ کی المناک شہادت کی اطلاع ملی۔ اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عباسی خلیفہ المنصور کی طرف سے ان کی اپنی گرفتاری کا حکم بھی جاری ہو چکا ہے۔

خلیفہ کا یہ حکم پہنچ تو گیا تھا، لیکن سندھ کے گورنر عمر بن نفاس، جن کے دل میں سادات کے لئے بڑی عزت تھی، اور جو خود دیکھ چکے تھے کہ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کا مقصد صرف تبلیغ دین تھا۔ انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے اس عظیم فرزند کو ایک ساحلی

Marfat.com

ریاست میں روانہ کر دیا۔ جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے چار سال قیام کیا۔ اور اس دوران اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے پوری طرح سرگرم عمل رہے۔

کچھ عرصے بعد خلیفہ المنصور نے عمر بن نفاس کی جگہ ہشام بن عمر کو سندھ کا نیا گورنر مقرر کیا۔ یہ گورنر بھی جانتا تھا کہ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کون تھے اس لئے وہ بھی ان کا بڑا احترام کرتا تھا۔ لیکن اس وقت سندھ نے عباسیوں کے خلاف عَلمِ بغاوت بلند کیا، اس لئے گورنر ہشام بن عمر نے اپنے بھائی صالح بن عمر کو اس بغاوت کو کچلنے کے لئے روانہ کیا۔

راستے میں دریائے سندھ کے کنارے اس کی ملاقات حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ہوئی جن کو وہ باغیوں کا ایک گروہ سمجھا۔ اس لئے اس نے اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا۔

اگرچہ اس کے اپنے ساتھیوں نے اُسے اس طرح کرنے سے منع کیا اور یہ بھی بتایا کہ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق کس خاندان سے تھا۔

Marfat.com

لیکن جب لالچ دلوں کو اندھا کر دے، جب زندگی کا مقصد دولت اور شہرت ہو، تو باقی تمام حسن سُن ہو جاتی ہیں۔ اور یہی کچھ صالح بن عمر کے ساتھ ہوا۔

صرف خلیفہ کی خوشنودی کی خاطر اس نے حسنی حسینی خون سے اپنے ہاتھ رنگنے سے ایک لمحہ بھی دریغ نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن ہاشمی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ازلی حقیقت کی خاطر جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھیوں نے نہایت خاموشی سے آپ کا جسدِ خاکی پہاڑی کی چوٹی پر لے جا کر اُسے دفن کر دیا۔

اے اُمتِ محمدی حبیب اللہ کے عاشقین اس دُنیا میں موجود ہوتے ہیں، تو وہ اللہ کے بھیدوں کے امین ہوتے ہیں۔ وہ نقشِ رسول کے مانند زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ سب کے لئے رحمتِ پاک ہیں، اور دُنیا سے رُخصت ہونے کے بعد وہ اب بھی سب کے لئے رحمتِ پاک ہیں۔

وہ خاموشی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی عظمت

Marfat.com

کو کبھی ظاہر نہیں ہونے دیتے، لیکن مُشک کی خوشبو خود کو کیسے چھُپا سکتی ہے چاہے آپ اُسے بوتل میں کتنا ہی بند رکھیں۔ بالکل اسی طرح محبت کی وہ خوشبو کس طرح چھُپ سکتی ہے، جو ہر وقت اللہ کے عاشقین سے پھُوٹتی رہتی ہے چاہے وہ دنیا میں ہوں یا اپنے اللہ کے ساتھ۔ ان کی عبادتیں بھی دائم جاری ہیں، وہ ہمیشہ صلوٰۃ الدُعا میں ہیں۔ یہی صورتِ حال حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قدرت سے محبت کی، انسانوں سے محبت کی۔ تو پھر عظیم الشان سمندر کیوں نہ آپ کے تابع ہو، تو پھر میٹھا پانی کیوں نہ سمندر کے کھارے پانی سے اُبل کر نکلے۔ تو پھر ان زائرین پر اللہ کی رحمتیں کیوں نہ برسیں جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے عاشقین سب کے لئے مجسمِ رحمت، مجسمِ حق اور مجسمِ محبت ہیں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ آپ سب کو اپنی محبت سے نوازے اور آپ سب کو حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ سے

Marfat.com

پُرخلوص نسبت عطا کرے، اور اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ اور اُن کا سائیہ عافیت ہم سب پر تاابد قائم رہے۔

آمین!

Marfat.com

۲۵ر دسمبر ۲۰۰۹ئہ

باب (۹۲)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سب کا معبود ہے، جو ربِ دوجہاں ہے، جو مالک الملک ہے اور جو عرش، کرسی اور لوحِ محفوظ کا مالک ہے۔

درُود وسلام اُن پر، جن سے مقامِ محمود کا وعدہ کیا گیا ہے۔ جو شفیعِ محشر اور سیاہ پرچم کے مالک ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے، سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو ہر ہفتے یہاں آکر جمع ہوتے ہیں اور اپنے دامن بصیرت کے موتی اور محبت کے خوشبودار پھول، جو اس محفل پر بڑی فیاضی سے نچھاور ہوتے ہیں، سمیٹ کرلے جاتے ہیں۔

حرمت کا مہینہ، عزت کا مہینہ اور قرب کا مہینہ

Marfat.com

شروع ہو چکا ہے۔ آپ بڑے صبر وتحمل سے اس ماہِ مبارک کے منتظر تھے۔ ماہ کربلا کے۔ جب ہم اللہ کے کرم سے کربلا کے درد کو محسوس کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے شہیدوں اور ان کے ساتھیوں کے درد کو، جو وہاں موجود تھے۔

آپ میں سے اکثر لوگ اب دو کشتیوں پر سوار ہیں، یعنی دنیا کی اور روحانیت کی کشتیوں میں۔ لیکن ان دونوں میں توازن قائم رکھنا اتنا آسان نہیں ہے۔ یعنی آپ کے بچے، آپ کی سماجی ذمے داریاں، آپ کو ایک طرف کھینچتی ہیں۔ عبادات، ذکر واذکار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو اور آپ کے رب کا جمال وجلال آپ کو دوسری طرف کھینچتے ہیں۔

اب اس کا انحصار اس امر میں ہے کہ کون سا پلّہ مضبوط تر ہے، یا کس جانب کے لئے آپ نے زیادہ محنت کی ہے۔ آپ میں سے اکثر لوگ دنیا کی جانب اس قدر ملوث ہیں کہ روحانیت یکسر نظر انداز ہو چکی ہے۔ اسی طرح اللہ نے یہ بھی نہیں فرمایا ہے کہ آپ صرف روحانیت کی جانب کام کریں اور اپنی دنیا اور

Marfat.com

ذمے داریوں کو نظر انداز کریں۔

آپ اپنی دنیاوی اور رُوحانی زندگی کو بادام سے تشبیہہ دے سکتے ہیں، جو ایک خوبصورت خول میں پوشیدہ ہے۔ یہ خول بہت سخت اور آسانی سے ٹوٹنے والا نہیں بھی ہو سکتا ہے اور کبھی کبھی اتنا باریک بھی ہو سکتا ہے کہ اُسے اُنگلیوں کے درمیان رکھ کر ذراسا دبانے سے چٹخ سے کھل جاتا ہے۔

اب اگر آپ کو باداموں میں انتخاب کرنا پڑے تو آپ اس بادام کو ترجیح دیں گے جس کا خول باریک اور اس کی گری بڑی اور میٹھی ہو۔ ظاہر ہے کہ آپ اس وقت بہت مایوس ہوں گے جب آپ کو کوئی ایسا بادام مل جائے جس کا خول بے حد سخت ہو اور بڑی مشکل سے جب اسے کھولا جائے تو اس میں سے ایک چھوٹی، سکڑی ہوئی بے مزہ گری برآمد ہو۔

آپ کا جسم بھی بادام کے خول کی طرح ہے۔ یہ آپ کی اصل ذات، یعنی آپ کی روح کا بسیرا ہے، جو اصل اہمیت کی حامل ہے۔ آپ کا بیرونی خول، یعنی آپ کا ظاہری جسم، جب اس دُنیا میں داخل

Marfat.com

ہوتا ہے تو نہایت نرم اور باریک ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اللہ کی بخشی ہوئی تمام خوبیوں کو بڑی آمادگی سے مان لیا ہے۔ یہ بے فکر اور خوش ہے۔

یہ جسم آپ کے بچپن کا جسم ہے لیکن جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی ہے، دنیا آپ کے اس بیرونی خول کو سخت کرنا شروع کرتی ہے۔ یہ آپ کو لالچ کے غلاف میں لپیٹ لیتی ہے۔ اور آپ دنیاوی طور سے زیادہ طلب کرتے ہیں۔

کبھی کبھی جب آپ دوسروں کی کامیابی اور دولت کو دیکھتے ہیں، تو حسد کی ایک سخت اور ہری تہہ آپ پر چڑھ جاتی ہے۔ جس سے آپ کا بیرونی خول مزید سخت ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی آپ دوسروں سے کی جانے والی نفرت کی آگ میں جلتے ہیں غریبوں اور ضرورتمندوں کی طرف غیر مہربانہ فقرے اور غیر منصفانہ رویہ اس آگ کے لئے ایندھن بن کر آپ کے بیرونی خول کو سخت سے سخت تر بناتے ہیں۔

اب کسی کے کبھی آنسو اور غم آپ کے دل پر اثر

Marfat.com

نہیں کرتے ۔ آپ اپنے ظاہری جسم کی تزئین و آرائش اور اپنی ذات کی آسائش و آرام میں اس قدر مصروف ہیں کہ آپ کو اپنے اطراف کے لوگوں کی بالکل پرواہ نہیں ہے ۔

مگر اس منظر نامے میں جو سب سے زیادہ بدقسمت چیز ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے ظاہری خول میں اتنے اُلجھے ہوئے ہیں کہ آپ اپنے باطنی وجود، یعنی اپنی رُوح کو بھلا بیٹھے ہیں، جو آپ کی حقیقی ذات ہے ۔

ظاہری خول کی سختی سے دو اُلجھنیں پیدا ہوتی ہیں ۔ اولاً اس کا توڑنا مشکل ہے اور دومُ آپ کی رُوح کی ترقی نہیں ہوگی ۔ اگر آپ کا ظاہری خول سخت ہو، "مشکل سے ٹوٹنے" کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے لئے اس دنیا کو چھوڑنا اور اپنے ابدی مکان کی طرف جانے کی تیاری کرنا مشکل ہے ۔

آپ کی دنیا بہت سخت ہے اور سختی سے آپ کے ساتھ لپٹی ہوئی ہے ۔ آپ کی دولت آپ کے لئے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ہیں جنہوں نے آپ کو دنیا سے

Marfat.com

باندھے رکھا ہے۔ آپ کی اپنے مال، آل اور زمین کے لئے محبت، نام ونمود کے لئے آپ کی ہوس اور دنیاوی چمک دمک کے باعث آپ کا اندھا پن، یہ سب کچھ آپ کی دنیا سے رخصتی کو نہایت تکلیف دہ بناتے ہیں۔

آپ بڑی بے بسی سے اس دنیا سے چمٹے رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیوں کہ آپ کا باطنی وجود جانتا ہے کہ اس دنیا کے حفاظتی حصار سے نکلتے ہی آپ مکمل طور سے خالی ہاتھ ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دنیا سے زیادہ سے زیادہ چمٹے رہنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی اصلی ذات کو فراموش کرتے ہیں۔

آپ کی روح یا آپ کی اصلی ذات آپ کی اپنی حماقت کے باعث متاثر ہوتی ہے۔ وہ مارے بھوک کے سوکھ جاتی ہے۔ آپ کے بُرے اعمال کی تاریکی اُسے وقت کے ساتھ ساتھ کمزور کرتی جاتی ہے۔

یاد رکھیئے! ہر ایک روح کی غذا ذکرِ اللہ ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو اُسے نمو یا بالیدگی عطا کرتی ہے۔ اللہ کے اسماءِ حسنیٰ، اُس کا ذکر اور اُس کے محبوب صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اور اولیاءِ کرام کا ذکر اصل غذا ہیں۔ اگر کسی رُوح کو یہ غذا نہ ملے، تو وہ صحیح طور سے کام نہیں کرتی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کمزور ہو جاتی ہے، اور دوسری یہ کہ وہ خود کو شیطان مردود کے حملوں سے نہیں بچا سکتی جو ہمیشہ ہر انسانی روح کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

وہ تمام لوگ جو اللہ کے سچّے دین میں داخل ہیں، اور اس کے احکامات پر سختی سے عمل پیرا ہیں، وہ دراصل اپنی اپنی ارواح کے سچّے محافظ ہیں۔ وہ اپنی پنج وقتہ نمازوں سے، اپنی تسبیح حمد وثناء سے، اپنے ذکرِ مصطفےٰ ﷺ سے، اپنی باطنی ذات کو مضبوط تر اور خوبصورت بناتے ہیں۔

یہ روحیں نہایت پُرسکون اور خوش ہیں۔ دنیا کی کوئی بھی تکلیف انہیں مضمحل نہیں کرتی۔ وہ دراصل اللہ کی محبت میں شرابور ہیں۔ وہ ہر وقت اس کی رحمت کے سائے میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جو ایسی روحوں کے مالک ہیں، وہ اس طرح ہیں جیسے ان کے پاس دنیا کا عظیم ترین خزانہ ہے۔ وہ شیطان کے

Marfat.com

حملوں کے مقابلے کے لئے مضبوط بھی ہیں۔

وہ ان کی سرگوشیوں اوران کے وسوسوں کو جانتے اور پہچانتے ہیں اوران سے خود کو محفوظ رکھنا بھی جانتے ہیں۔ ایسے افراد کا ظاہری خول باریک اور نرم ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس کو دُنیا سے بچائے رکھا ہے۔

تو اس طرح جب ان کا اپنے رب سے ملنے کا وقت آئے گا، انہیں اپنے ظاہری خول کو اُتارنے میں کسی قسم کی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ جس کا مطلب ہے کہ انہیں اس دنیا کو چھوڑنے کا کوئی غم نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس ایسے لوگوں کی روحیں اس دنیا میں اپنے قیام کو ایک قید سمجھیں گے اور جس وقت ان کے رب کی طرف سے بلاوا آتا ہے، تو یہ ان کے لئے آزادی کے اعلان کی طرح ہوتا ہے۔ مکر وفریب کی اس دنیا کو چھوڑنے اور اپنے ابدی مسکن کی طرف جانے کا اعلان ہوتا ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! آپ کو چاہیئے کہ اپنے روحانی وجود مضبوط بنانے کے کربلا کے سامنے کوئی تاخیر نہ ہو۔

Marfat.com

کربلا ہر وقت آپ کے اندر موجود رہنا چاہیئے۔ کربلا کا یہ درد ایسا ہونا چاہیئے کہ آپ کو ایک لمحہ کے لئے بھی تنہا نہ چھوڑے۔ کیونکہ یہی وہ درد ہے جو آپ کو دوسروں کے درد کا احساس دلاتا ہے، مظلوموں کے درد کا، اہلِ بیت کے درد کا۔

اور یہ آپ کے دل کو اس قدر گداز کرے گا کہ آپ انسانیت کے تمام رنج والم کو آسانی سے جذب کر سکیں گے، اور یہ آپ کو نرم سے نرم تر اور آپ کے دل کو نوری بنا دے گا۔

آج ہم ایک ایسے ہی خوبصورت دل کے بارے میں گفتگو کریں گے، ایک چشتی دل کے بارے میں جو پوری اُمّتِ محمدی کے لئے دھڑکتا تھا۔ آج کل تو آپ کو مشکل سے ہی ایسے تجلی والے دل اور ایسی نُوری روحیں ملیں گی جن کا نُور اس وقت بھی دکھائی دیتا تھا جب وہ دنیا میں موجود تھے۔

بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھا اور فاروقیت ان کی پوری زندگی میں عیاں تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کی والدہ ماجدہ کلثوم خاتون بھی ایک صاحبِ کرامت ولیہ تھیں ۔ ایک رات جب وہ تہجد پڑھ رہی تھیں تو ایک ہندو چور گھر میں داخل ہوا ۔

چور نے سوچا کہ یہاں ایک بیوہ اور اس کے چار بچے رہتے ہیں جو کسی قسم کی مزاحمت نہیں کر سکتے ۔ اور وہ جو چاہے یہاں سے لے جا سکتا ہے ۔ مگر اس نے اللہ کے عاشقین کی قوت کا غلط اندازہ لگایا تھا ۔ اس نے اس پاکباز خاتون کو نماز میں آنکھیں بند کئے مشغول پایا ۔ لیکن جیسے ہی اس نے قدم آگے بڑھایا، تو اچانک اس کی دنیا تاریک ہو گئی اور وہ اندھا ہو گیا ۔

اُسے فوراً ہی اپنی حماقت کا احساس ہوا اور وہ جان گیا کہ وہ کسی معمولی مکان میں داخل نہیں ہوا تھا ۔ اس لئے اس نے مدد کے لئے چیخنا شروع کیا ۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ کو اس شخص پر رحم آ گیا جو بھٹک گیا تھا اور اس کی آنکھوں کے نور اور دل کی صفائی کے لیے دعا کی ۔ چند لمحوں میں ہی نہ فقط اللہ کے کرم سے اس کی بینائی لوٹ آئی ۔ بلکہ اس کی

Marfat.com

دنیا ہی بدل گئی اور دوسرے دن اس نے اپنے گھرانے سمیت کلثوم خاتون کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا اور وہ بھی اللہ کے کرم سے ولی کے کرم ، ولی کے مرتبے تک پہنچا۔

یہ تھی وہ آغوش جس میں بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی پرورش پائی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ ایک ولیہ اس میں کوئی کمی ہونے دیتیں یہی وجہ ہے کہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ کی محبت ایک نہایت پیارے انداز میں عطا ہوئی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک نہایت ہی ذہین بچے تھے اور جانتے تھے کہ ادب و آداب کیا ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب مبارک گنج شکر کیوں ہے ؟ اس کے لئے تین واقعات سند فراہم کرتے ہیں۔ حقیقت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ خود محبت و مٹھاس کا ایک خزانہ تھے، جسے آپ بڑی فیاضی سے تقسیم کرتے تھے۔

روایت ہے کہ بابا صاحب جب کمسن تھے تو آپ کی والدۂ محترمہ خاموشی سے نماز پڑھنے کے

Marfat.com

انعام کے طور پر آپ کی جائے نماز کے نیچے کچھ شکر رکھا کرتی تھیں۔ یہ اس لئے کیا جاتا تھا کہ بچپن سے ہی بچّوں میں پنجگانہ نماز کی عادت پڑ جائے۔

لیکن ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کی والدہ صاحبہ شکر کی پُڑیا رکھنا بھول گئیں اور جیسے ہی آپ کو یاد آیا تو آپ نے فوراً ہی چھوٹے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا "مسعود! کیا آپ نے نماز پڑھ لی؟ اس پر آپ نے جواب دیا کہ: "جی ہاں مادر، میں نے نماز پڑھ لی اور مجھے میری شکر بھی مل گئی۔"

اس سے آپ کی والدہ صاحبہ حیران ہوئیں، لیکن آپ سمجھ گئیں کہ ان کا بیٹا کوئی معمولی بچہ نہیں تھا۔ اللہ کی رحمت بچپن سے ہی ان کے شاملِ حال رہی۔

ایک اور واقعہ بھی ہے۔ ایک بار ایک تاجر ملتان سے شکر لے کر دہلی جا رہا تھا۔ جب وہ اجودھن پہنچا، تو بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ وہیں قریب ہی کھڑے تھے۔ آپ نے اس تاجر سے پوچھا کہ: اِن بوریوں میں کیا ہے؟" تاجر نے جواب دیا کہ: "اس میں نمک ہے"۔ یہ سن کر بابا فرید رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ نے فرمایا: ' اچھا نمک ہی ہوگا'۔
جب تاجر اپنی منزل کو پہنچا اور بوریوں کو کھولا تو یہ دیکھ کر اسے زبردست دھچکا لگا کہ ساری شکر نمک میں بدل چکی تھی۔ تاجر فوراً ہی بھاگتا ہوا باباصاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، اور معافی طلب کی۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ پیار سے مسکرائے اور فرمایا: "جھوٹ بولنا درست نہیں"۔ پھر فرمایا کہ" جب تم کہو گے کہ یہ شکر ہے، تو یہ شکر ہی ہوگی"۔ یہ دیکھ کر تاجر نے سکھ کا سانس لیا کہ بوریاں اب شکر سے بھری ہوئی ہوں گی'۔
ایک اور واقعہ کے مطابق باباصاحب نے ایک دفعہ تین روزے رکھے۔ جسے طے کا روزہ کہتے ہیں۔ تیسرے روز ایک آدمی باباصاحب کے لئے کچھ روٹی لایا جس سے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے روزہ افطار کیا۔ لیکن جیسے ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وہ روٹی کھائی، آپ رحمتہ اللہ علیہ کو قے ہوگئی۔ دوسرے دن جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کو اس واقعہ کے بارے میں بتایا، تو انہوں نے فرمایا :

" وہ روٹیاں ایک شرابی اور جواری کی طرف سے تھیں، اس لئے آپ سے کھائی نہ جا سکیں، اب روزہ دوبارہ رکھیں، اور جو کچھ اللہ کی طرف سے ملے، اس سے افطار کریں۔"

چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایسا ہی کیا۔ افطار کے وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ نے افطاری کا انتظار کیا، لیکن کچھ نہیں آیا۔ رات کے وقت آپ کو اتنی بھوک لگی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ زمین پر لیٹ گئے تاکہ بھوک کی ٹیسیں ختم ہوں۔ زمین پر لیٹے لیٹے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جب اپنا ہاتھ زمین پر پھیرا تو ہاتھ کچھ کنکریوں پر جا لگا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے غیر ارادی طور پر انہیں اپنے منہ میں ڈالا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ان میں کنکر کی بجائے شکر کا مزہ پایا۔ صبح جب آپ کے مرشد نے سارا واقعہ سنا تو انہوں نے فرمایا :

Marfat.com

"انشاء اللہ آپ شکر کی طرح ہمیشہ میٹھے رہیں گے اور آپ کو سب گنج شکر کہیں گے"۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد کی کہی ہوئی ایک ایک بات سچ ثابت ہوئی۔

بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد، چشتیوں کے سب سے روشن تر مشعل حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفۂ اکبر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ جن سے بابا صاحب کی ملاقات ملتان کی ایک مسجد میں ہوئی تھی۔ یہ "پہلی نظر کی محبت" جیسا معاملہ تھا۔

حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ کی روشن آنکھوں نے بابا صاحب کے چہرے پر نورِ معرفت کو دیکھ لیا تھا، اور جب اٹھارہ سالہ فرید اپنے مرشد کے آگے جھکے ہوئے تھے، تو انہوں نے اپنے دوست، حضرت بہاء الدین ذکریا رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ:

"اے شیخ! یہ فرید ہیں۔ میرا فرید"۔

تاہم مرشد نے بابا صاحب سے فرمایا کہ وہ جا کر علمِ ظاہری حاصل کریں۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

نے ہندوستان چھوڑا اور بغداد، بخارا، سیستان، بدخشان اور چشت کا سفر کیا۔ اس سفر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ صلاح الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علاؤ الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور قلندر شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ جیسے صوفی بزرگان سے ملے۔ ان میں سے ہر ایک تصوف کے ایک ستون تھے جنہوں نے بڑی فیاضی سے نوجوان فرید کو علم کے نور سے نوازا۔

بابا صاحب نیشاپور بھی گئے جہاں آپ نے فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ وہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے جو آپ کا وطن تھا۔

یہی وقت تھا جب بابا صاحب نے اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کی اور ان سے ملنے کے لئے بے تاب ہوئے۔ دہلی میں داخل ہوتے ہی اس ہونہار مرید کو شاہِ تصوف حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یہ بھی ایک معلوم حقیقت ہے کہ ۶۱۲ھ ہجری میں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اپنے خلیفۂ اکبر سے ملنے دہلی تشریف لائے تھے۔ وہاں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب کو اپنے سینے سے لگایا اور ان کی روحانیت اور درویشی کے لئے دعا کی۔

اسی سال بابا صاحب کو سلسلۂ چشتیہ کی خلافت عطا کی گئی۔ اس وقت آپ کی عمر بمشکل تئیس برس کی تھی۔ سال ۶۱۸ھ ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے بدایوں تشریف لائے، جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سال قیام کیا۔ آنے والے سالوں میں بابا صاحب نے اجودھن یعنی پاک پتن شریف کو اپنا مستقل مسکن بنایا اور وہاں تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔

شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک بہت مشہور خطیب تھے۔ ان کی تقریروں سے بہت سے لوگوں کے دل متاثر ہوتے تھے۔ جب کسی نے بابا صاحب کو اس کے بارے میں بتایا، تو بابا صاحب نے فرمایا کہ: "جمال، زبان کا ماہر ہے مگر اس کا دل معرفت کی دولت سے خالی ہے"۔

جب حضرت جمال رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے

Marfat.com

میں سُنا تو انہوں نے بابا صاحب سے درخواست کی کہ وہ انہیں اپنی غلامی میں قبول فرمائیں، اور بہت کم عرصہ میں وہ بابا صاحب کے پسندیدہ مرید بن گئے۔ جب بابا صاحب اجودھن کے لئے روانہ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت حضرت جمال رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ آپ کی دو بیویاں اور چھوٹے بچے، آپ کے بھائی شیخ نجیب الدین متوکل، آپ کے بھتیجے حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ اجودھن آئے۔

شروع میں یہ جگہ ہندوؤں کی آبادی تھی، لیکن بابا صاحب کی دن رات کوششوں سے سینکڑوں ہندو دائرہ اسلام میں آگئے۔ ایک روز ایک ہندو عورت بابا صاحب کی خدمت میں آئی اور کسی جوگی اور اس کے گرو کے بارے میں شکایت کی۔ اس نے بابا صاحب کو بتایا کہ وہ دودھ بیچتی ہے لیکن پچھلے کئی دنوں سے یہ جوگی اس کا دودھ زبردستی چھین لیتے ہیں۔ اور اگر وہ انکار کرتی ہے تو وہ اپنے جادو کے ذریعے دُودھ

Marfat.com

میں کیڑے ڈال دیتے ہیں۔

جس وقت یہ عورت بابا صاحب سے یہ باتیں کر رہی تھی، تو وہ جوگی اس کی تلاش میں وہاں پہنچے اور اس عورت پر چیخنے چلّانے لگے۔ لیکن جب ان کی نظر بابا صاحب پر پڑی، تو وہ زمین پر بیٹھ گئے، جیسے کہ کسی نادیدہ ہاتھوں نے انہیں پکڑ کر بٹھا دیا۔ اس دوران وہاں کچھ اور بھی جوگی آگئے، اور ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔

آخر کار ان کا گرو بھی ان کی تلاش میں وہاں پہنچا۔ اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے تمام چیلے بابا صاحب کے آگے جھکے ہوئے تھے۔ اس نے فوراً کچھ منتر پڑھنا شروع کئے۔ لیکن جب اس نے بابا صاحب کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھے، تو اس کے منہ سے ایک لفظ بھی ادا نہ ہو سکا۔

بابا صاحب نے جوگیوں کو صرف اس شرط پر رہا کیا کہ وہ اجودھن سے نکل جائیں گے۔ اس طرح اس جگہ کو ان کے شر سے پاک کر دیا۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ بھی بابا

Marfat.com

صاحب کے فیض یاب ترین مریدین میں سے ایک تھے۔

ایک اور واقعہ بھی ہے جس کے مطابق بابا صاحب کے مریدین اپنے مرشد کے سامنے دوزانوں بیٹھے تھے، کہ ایک قلندر وہاں آن پہنچے۔ اور غصے سے چیخ کر بولے "آپ کیوں اس طرح بُت بن کر بیٹھے ہیں۔ اور دوسروں سے اپنی پوجا کروا رہے ہیں"؟ اس پر بابا صاحب مسکرائے اور فرمانے لگے "مجھے اللہ نے اس طرح بنایا ہے، میں تو بس اللہ کا عاجز بندہ ہوں"۔

مگر قلندر غصے میں کچھ اور الفاظ بولتے رہے۔ پھر اچانک بابا صاحب کی طرف گھورتے ہوئے کہنے لگے "شیخ! آپ کے تحمل پر ہزار آفرین، جب تک دنیا قائم رہے گی، آپ کا تحمل باعزت رہے گا"

اور قلندر کی یہ دعا سچ ثابت ہوئی۔ بابا صاحب کی پوری زندگی صبر و تحمل کی ایک زندہ مثال تھی، آپ کی محبت، شفقت اور عظمت ہزار ہا لوگوں کو آپ کے دربار تک کھینچ لائی تھی۔ آپ کی خانقاہ کے دروازے آج تک سب کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

اور بابا صاحب کا اسم گرامی اللہ کے معروف ترین عاشقوں میں شامل ہے۔

جب آپ بابا صاحب کے بارے میں بات کرتے ہیں تو درحقیقت آپ اللہ کے ایک پسندیدہ ترین عاشق سے بات کرتے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بسر کیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ ہمارے دلوں پر بابا صاحب کی گہری محبت نقش فرما دے۔ اور اللہ کی رحمت ابد تک ہم سب پر برستی رہے۔

آمین!

Marfat.com

۲۸ دسمبر ۲۰۰۹

باب (۹۴)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نور السموٰت والارض ہے۔ جو اللہ احد ہے، جو اللہ الصمد ہے۔ جس نے کسی کو نہ جنم دیا، نہ ہی کسی نے اس کو جنم دیا۔ اور نہ اس کی کوئی مثال ہے۔

درود وسلام اُن پر جن پر اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود وسلام بھیجتے ہیں، جن کے لئے تمام سچی زبانیں کہتی ہیں: "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ الْاَنْوَارِ وَسِرِّ الْاَسْرَارِ"ؐ

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن اہلِ وفا پر جو یہاں اپنے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھرانے کی خدمت میں بہ صد نیاز وادب اپنی سچی محبت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ میں فرماتا ہے "اور جو اُن سے کہا کہ زمین میں فساد نہ ڈالو، تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں ۔ جان لو کہ وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں ۔ اور جب اُن سے کہا جائے کہ ایمان لاؤ ، جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں ۔ جان لیں کہ وہی خود احمق ہیں ۔ مگر جانتے نہیں ۔ اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے ، اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں ، تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔ ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں ۔ اللہ ان سے ہنسی فرماتا ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے ۔ اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں "

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ۔ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا ۔ اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ۔ ان کی کہاوت اس طرح ہے (کہ) جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا (تو) اللہ اُن کا نور لے گیا ۔ اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ گیا کہ (انہیں) کچھ نہیں

Marfat.com

سُوجھتا۔ بہرے، گونگے، اندھے، تو وہ پھر آنے والے نہیں۔ یا جیسے آسمان سے اُترتا پانی کہ اس میں تاریکیاں ہیں، اور گرج اور چمک اپنے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب، موت کے ڈر سے، اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔ جب کچھ چمک ہوئی (تو) اس میں چلنے لگے۔ اور جب اندھیرا ہوا، (تو) کھڑے رہ گئے۔ اور اللہ چاہتا تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا۔ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اے لوگو! اپنے رب کو پُوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا۔ یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔"

اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور آسمان سے پانی اُتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کے لئے۔ تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے (شریک) نہ ٹھہراؤ۔ اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اُتارا، تو اس جیسی ایک سُورۃ لے

Marfat.com

آؤ۔ اور اللہ کے سوائے اپنے سب حمایتیوں کو بُلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرما دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے"۔

تو ڈرو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ اور خوشخبری دیں انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ جب انہیں ان باغوں میں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا، تو صورت دیکھ کر کہیں گے (کہ) یہ تو وہی رزق ہے، جو ہمیں پہلے ملتا تھا، اور وہ صورت میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا، اور ان کے لئے ان باغوں میں پاک بیویاں ہیں، اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے"۔ (۲/ ۲۵۔ ۱۱)

آیئے ماضی میں چل کر اس واقعہ کے بارے میں بات کریں، جو بہت پہلے ہو چکا ہے۔ یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا تھا جب زمان (وقت) کا وجود نہیں تھا۔ بس ایک "معشوق" وہ ازل سے پہلے موجود تھا اور ابد کے بعد بھی موجود رہے گا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

Marfat.com

اور پھر ایک عاشق تھا جن کی گہری سیاہ آنکھیں تھیں اور جن کے بال سیاہ اور خوبصورت تھے۔ جب اس عاشق نے پہلی بار اپنی مخمور آنکھیں کھولیں تو اس نے سچی محبت کو اپنے سامنے پایا۔ اسی لمحہ عشق کا ایک شعلہ عاشق کے معصوم دل میں بھڑکایا گیا، جس نے اس کے سارے وجود کو آناً فاناً جلا کر رکھ دیا۔

اُس کی پوری ذات محبت کے کرب میں جل اُٹھی۔ عشق کا درد ہر لمحہ کے ساتھ بڑھتا گیا، اُس وقت تک جب تک کہ وہ اُسے مزید برداشت نہ کرسکا۔ اس وقت اس کا معشوق اس کی آنکھوں کی گہرائیوں میں جھانکتا رہا۔ اور پھر اُسے یہ دو الفاظ سکھا دیئے۔ یعنی "رب عشق"، جو پھر عاشق کے نازک لبوں نے ادا کیئے۔

آہستہ آہستہ معشوق، عاشق کے قریب تر آگیا۔ اور پھر دوسرا سبق سکھایا گیا، جو تھا "محبوب، عاشق اور عشق" جو درحقیقت ایک لفظ ہے۔ اس کے ساتھ ہی قربت زیادہ قربت میں بدل گئی، نُور کے قطرے ہر طرف چھڑکائے گئے۔

Marfat.com

ایک قطرے میں تمام آسمان سمائے ہوئے تھے جب کہ دوسرے قطرے میں تمام جہان پوشیدہ تھے۔ کچھ قطروں میں ملائک تھے اور کچھ میں ستارے اور سورج تھے۔ قطرے اُن مقامات تک پہنچے جہاں کے لئے مخصوص تھے۔ اور نور کے انہیں قطروں میں سے آسمان، زمینیں، سورجیں، سارے چاند ستارے ملائک بہشت، دوزخ اور دوسری بہت ساری چیزیں وجود میں آئیں۔

سیاہ آنکھیں حیرت سے کھلی ہوئی تھیں اور جس وقت دل ان کے معشوق کی محبت اور عظمت سے زیادہ سے زیادہ لبریز ہو گیا، تو معشوق نے اُن آنکھوں میں جھانک کر دیکھا۔ اور کہا "یہ سب کچھ آپ کا ہے"۔ عاشق نے جواب میں مسکرا دیا۔ اس کے بعد معشوق نے پوچھا "اس کے بدلے آپ مجھے کیا دیں گے"؟ عاشق نے حیران ہو کر کہا "میں اپنا آپ پیش کرتا ہوں میں تو پہلے سے ہی آپ کا ہوں"۔ معشوق نے جواب میں کہا۔ "مجھے آپ کی مکمل وفا تا ابد چاہیئے"۔

اس پر عاشق نے کہا "میں تمام زمانوں کے لئے

Marfat.com

آپ کا عاجز بندہ ہوں ۔ آپ مجھے ہمیشہ باوفا پائیں گے۔
اور یہ سب کچھ میرے لئے ایک وعدہ ہے جو ابد تک
قائم رہے گا۔

اے اُمتِ محمدی! دسویں محرم ۶۱ھ ہجری
بھی وعدے کی ایک تکمیل تھی۔ ایک وعدہ جو ازل کے
وقت کیا گیا تھا۔ ایک وعدہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو اُس وقت بھی اچھی طرح یاد تھا جب اللہ کے دینِ
اسلام کا اعلان کیا گیا۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم
سے اس پیغام کو پھیلانے کے لئے کہا گیا تھا۔

ایک وعدہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
وقت بھی یاد تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا گھر
بار چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے لئے کہا گیا
تھا۔ ایک وعدہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس
وقت بھی یاد تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ۳۱۳
ساتھیوں کے ہمراہ ہزاروں پر مشتمل دشمنوں سے لڑے
تھے۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
اس دنیاوی زندگی کا آخری سانس لے رہے تھے ،

Marfat.com

وہ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اس دُنیا سے چلے جانے کے بعد بھی انہیں یہ وعدہ نبھانا ہوگا۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہلِ بیت کے ذریعہ کرنا ہوگا۔ جی ہاں، یہ وہ وعدہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت یاد تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سربریدہ لاش کو اور ان کے جوان شہیدوں کی لاشوں کو دیکھا تھا۔

صدیاں بیت گئیں، کئی موسم آئے اور کئی گزر گئے۔ کئی درختوں کے نئے پتے پیدا ہوئے اور کئی پرانے پتے جھڑ گئے، کئی پرانے ستارے معدوم ہوئے اور کئی نئے ستارے چمک رہے ہیں۔ وقت کبھی رُکا نہیں۔ اس کا سفر متواتر جاری ہے، اسی رفتار سے، اسی عزم کے ساتھ۔ تیزی سے ٹِک ٹِک کرتا ہوا گھنٹوں لمحوں اور لحظوں کو پیچھے چھوڑتا ہوا، تاکہ اس آخری گھڑی تک جا پہنچے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات سے وعدہ کر رکھا ہے، انصاف اور عدل کی گھڑی۔

وہ وقت جب زمین اپنا آخری سانس لے گی،

Marfat.com

یہ وہ وقت ہے جب ایک اور وعدہ وفا ہوگا۔ ایک وعدہ جو اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ یہ وعدہ کہ وہ ان سب سے محبت کرے گا جو اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ اور جو زندگی بھر اللہ تعالیٰ سے باوفا رہیں گے۔ اور انعام کے طور پر یہ وہ لوگ ہوں گے جو عشق کے راز و نیاز کو جان جائیں گے، یعنی عشقِ محمدی کے راز براہِ راست اللہ تعالیٰ سے۔

کچھ تو وہ اس دنیا میں سیکھ جائیں گے، اور باقی ماندہ وہ ایک ایسی خوبصورت جگہ پہنچ کر سیکھیں گے جو اس دنیا سے باہر اُن کا ابدی مسکن ہے۔

یہ آخری گھڑی کچھ لوگوں کے لئے انعام و خوشی کا دن ہوگا لیکن بہت سے لوگوں کے لئے یہ پشیمانی اور شرمندگی کا دن ہوگا۔ اس دن چند ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی آنکھیں خوشی سے دمک رہی ہوں گی۔ اور جن کے چہرے نُور سے روشن ہو رہے ہوں گے۔

ان لوگوں کے لباس موتی اور ستاروں سے جگمگاتے ہوں گے اور اُن کی سواریاں ایسے شاندار گھوڑے ہوں

Marfat.com

گے جن کے اُڑنے والے پر لگے ہوں گے، جن کے سواروں کے سروں پر سونے اور ہیروں سے مزّین تاج ہوں گے۔ اور اُن سواروں سے ایسا نُور پھوٹے گا جس سے ہر ایک آنکھ چُندیا جائے گی۔

یہ وہ لوگ ہوں گے جن سے جنت کی خوشبو آئے گی اور ملائکہ، حُوریں اور غلمان اُن سواروں کے ہمرکاب ہوں گے۔ اُن سواروں میں سب سے آگے اللہ کے لئے باعثِ سکون و سُرور یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہوں گے۔ اس عظیم الشان سوار کے دائیں جانب راحتِ احمدؐ ان کے دل کا حسُن، خاتونِ جنّت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شجاع اور دلبر خاوند، بابِ علم، شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوں گے۔ اور اُن کے بائیں جانب اُن کے دو شہزادے، یعنی جوانانِ جنّت کے سرداران حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ جو تمام شہدائے کربلا کی پیشوائی کر رہے ہوں گے۔ یہ سواریاں عرشِ الٰہی کے عین نیچے آکر رُکیں گی جو اُن کیلئے اللہ کا بخشا ہوا حقیقی مقام ہے۔

Marfat.com

پھر اس کے بعد دوسری سواریاں ہوں گی ——

خوبصورت لباس پہنے، جواہرات سے روشن و تاباں اور ہر سُو خوشبو پھیلاتے ہوئے۔ یہ سواریاں ان تمام اہلِ بیت کی ہوں گی جن پر ان کی زندگیوں کے دوران صرف اس لئے ظلم وستم ڈھائے گئے ہیں کہ ان کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ یہ سب لوگ بھی عرش کے قریب اپنی جگہ پر پہنچیں گے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کے تمام ارکان اپنی اپنی مقررشدہ جگہوں پر پہنچیں گے، تو اللہ کی رضا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ پرچم اٹھائیں گے۔ عَلم الفتح، یعنی فتح کا پرچم، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اُسی مقام پر لہرائیں گے، جہاں پہلی بار اُسے رُوحانی طور سے 9 ذی الحج ۱۴۳۰ھ والے دن سلسلۂ نظامیہ نُوریہ کے نُوریوں نے لہرایا تھا۔ جب میدانِ حشر میں یہ پرچم لہرادیا جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے اولیاء کرام کو اُن کا نام لے کر آواز دینا شروع فرمائیں گے، جو نہایت خاموشی

Marfat.com

اور بے حد احترام سے اپنے اپنے مُریدین کے ہمراہ آکر اِس پرچم کے پیچھے صفیں باندھنا شروع کر دیں گے۔

وہ سب لوگ جنہوں نے اللہ کے ولیوں، اللہ کے عاشقین کے ہاتھوں کو تھامے رکھا ہوگا، وہ اُمّت کے اوّلین خوش نصیبوں میں سے ہوں گے جو اپنے مرشدین کے ہمراہ اس پرچم تک پہنچیں گے۔ اسی طرح تمام عالم بھی اپنے مُریدین کے ہمراہ جمع ہوں گے۔ تمام شہداء، صالحین، صادقین بھی اس پرچم کے پیچھے اپنی اپنی جگہوں پر ہوں گے۔ اس کے علاوہ اُمّت محمدی میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسے بھی چاہیں گے، وہ اس عَلَم الفتح کے نیچے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے ایک ایک فرد سے اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ انہیں اُن کے ناموں سے چہروں سے اور اعمال سے جانتے ہیں۔ فقط اُمّتِ محمدی میں پیدا ہونا ہی اس پرچم کے پیچھے تک پہنچنے کی ضمانت نہیں۔

ایسے بے شمار لوگ ہو سکتے ہوں گے جو اس دن یہ دیکھ کر حیران ہوں گے جب ان کے نام اُمّتِ محمدی

Marfat.com

کے طور پر نہیں پکارے جائیں گے۔ پھر ان کے اعمال نامے انہیں اس کی تفصیل بتائیں گے کہ ایسا کیوں ہوا۔

عین اسی طرح تمام دیگر انبیاء کرام بھی اپنے اپنے اُمتیوں کو جمع کریں گے۔ اور پھر یہ انہیں کی مرضی ہو گی کہ وہ کسے بُلاتے ہیں۔ اور کسے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح جو بھی اللہ اور اپنے نبیوں کی سچّی پیروی کرتے تھے، وہ میدانِ حشر میں اُن کی جگہ دائیں جانب ہو گی۔ اور وہ سب جو بائیں جانب ہوں گے، وہ اپنے جھوٹے خداؤں کے ساتھ ہوں گے، اپنے لیڈروں کے ساتھ، شیطانوں کے ساتھ ہوں گے جنہیں وہ زندگی بھر پوجتے رہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ابلیس اُن سب کی پیشوائی کرے گا۔

جب میدان کو ان دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو دائیاں حصہ نور کا ہو گا اور بائیاں حصہ تاریکی کا ہو گا اور ہر ایک اللہ کے حکم کے انتظار میں خوف زدہ ہو گا۔ تو اس وقت ایک پُرشور آواز قریب سے سُنائی دے گی۔ اور ہر ایک کو پانی دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھائی دے گا، جو خون سے بھرا ہو گا۔

Marfat.com

خوُن کا وہ دریا، بڑے غیض و غضب میں بھرا ہوا میدان کے بیچوں بیچ بہنا شروع کر دے گا۔ یہ دریا، دریائے کربلا ہے۔ یہ دریا تمام شہیدانِ اہل بیت کے خون کو صدیوں سے امانت کے طور سے جمع کئے ہوئے ہے، اور وہ اس دن وہاں حصولِ انصاف کے لئے بہے گا۔ اور وہ یہ انصاف اس سے طلب کرے گا، جو سب سے بڑا عادل اور حاکم ہے۔

یہ وہ وقت ہو گا جب عدالت اپنا کام شروع کرے گی۔ اور سب سے پہلا مقدمہ جو اس کے سامنے پیش ہو گا وہ حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ بہ مقابلہ یزید کا ہوگا اور یزید کے تمام شیطانی چیلوں سے بھی کہا جائے گا کہ وہ آگے آئیں لیکن وہ کیسے ایک قدم بھی آگے اُٹھانے کے قابل ہوں گے؛ اُن کی زبانیں خوف کے مارے ان کے حلقوں میں سکڑ گئی ہوں گی ان کے جسموں کا ایک ایک پور سُوکھ چکا ہو گا۔ ان کے جسموں میں پانی کا ایک بُوند تک نہ ہو گا۔ اُن کے چہروں، ہاتھوں اور ٹانگوں پر ہزاروں جھُریاں ہوں گی جو انہیں جکڑے ہوں گی۔

Marfat.com

اُن کی کھالیں اُن کی ہڈیوں سے چمٹی ہوئی ہوں گی۔ اور اُن کے جسموں کا ایک ایک خلیہ پانی کے لئے چیخے گا، چلائے گا۔ لیکن انہیں ایک بوند تک پانی بھلا کیسے مل سکے گا، جب کہ کربلا والے دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زبان سوکھ کر کانٹا ہوچکی تھی۔ اُن کے بچّوں کی زبانیں سُوکھی تھیں۔ جب معصوم سکینہ نے اپنے چچا سے پانی کے لئے کہا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹے چھوٹی شہزادی کے لئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ لا سکے تھے۔ یا جب علی اصغرؓ کی صدائیں اُن کے سُوکھے حلق میں دم توڑ گئیں اور معصوم بچّے کو اُن کی ماں کی گود سے محروم کیا گیا تھا۔ اور دُودھ کا ایک قطرہ بھی اُن کے مُنہ میں نہیں گیا تھا۔

اور یہ سب کچھ اس وقت ہوا تھا جب پانی سے لبریز دریائے فرات کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے سوا سب کے لئے آزادی سے بہہ رہا تھا۔ اور یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ یہ محض اس لئے ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ "تاریکی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی جانوں کی پرواہ

Marfat.com

نہیں کی۔ انہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔
کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے یزید کی خلافت کو قبول کیا، تو اسلام ایک ظالم اور فاجر شخص کے حوالے ہو جائے گا، جو اُن کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچائے گا۔ وہ اپنے مفاد اور ملوکیت کی خاطر شریعت کے قوانین کو مسخ کر دے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سادہ اور خوبصورت دین پر عمل نہیں کرے گا۔

جب یہ سب کچھ عیاں ہو تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کس طرح اس وعدہ کو فراموش کر سکتے تھے۔ جو اُن کے نانا حضورؐ نے اپنے رب سے کیا تھا یہ کس طرح ممکن تھا کہ حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ اس وعدہ کو بھلا بیٹھیں۔ کربلا کے تمام شیر اور شیرنیاں اس کے بارے میں جانتے تھے اور انہوں نے بڑے وقار اور شجاعت سے اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کو وفا کر دکھایا۔

یہ وہ دن ہو گا جب اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے اپنے وعدے کو پورا فرمائے گا۔ یہ دنیا اس دن اللہ

Marfat.com

کے انصاف کو دیکھ لے گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے ۔
زمان (وقت) واقعی بڑی تیزی سے حرکت میں ہے۔
وقت کا خاتمہ تیزی سے اپنے انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ وقت کے گلے کا ہار نومبر ۲۰۰۷ء میں توڑ دیا گیا تھا، اور اب اس کے دانے ایک ایک کر کے نکل کر بکھر رہے ہیں۔

۱۰ محرم ۶۱ھ فتح کا دن تھا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی فتح کا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح کا۔

یہ یوم الفتح تھا۔ اب چونکہ خاتمۂ وقت کے گلے کا ہار ٹوٹ چکا ہے، تو ہر سال یوم الفتح ایسے واقعات کا مشاہدہ کرے گا جو دنیا کو وقت کے خاتمہ کے لئے تیار کرے گا۔

اس سال ذوالحج کے مہینے کے دوران عَلَم الفتح رُوحانی طور سے عرفات میں لہرایا گیا تھا۔ اور اب یہ پرچم یوم الفتح کے موقع پر نُور کی محفلوں میں لہرایا جا رہا ہے ۔ اس کے لئے آپ کو اور آپ کے اطراف ہر ایک کو مُبارک ہو۔

Marfat.com

یہ پرچم حُرمت کا پرچم ہے۔ اس کی تعظیم کیجئے۔
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم ہے۔ اس کی نسبت وقت کے خاتمہ سے ہے اور یہی وہ پرچم ہوگا جسے امام حسین رضی اللہ عنہ، امام مہدی کے حوالہ کریں گے، اور یہ وہ دن ہوگا جب سلسلۂ نظامیۂ نوریہ، حسینیہ کہلائے گا۔

یہ سلسلہ اللہ کے عاشقین کا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقین کا ہے اور اہلِ بیت کے عاشقین کا ہے۔ یہ اہلِ بیت کا سلسلہ ہے، جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے سے آگاہ ہیں۔ یہ سلسلہ دنیا کے تمام سچّے سلسلوں کا ہے۔ دنیا کے تمام سچّے لوگوں کا سلسلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ سب یہاں احترامِ عشق کے لئے موجود ہیں۔

وہ عشق جو کربلا والے دن دنیا کو دکھایا گیا تھا۔ یوم الفتح میں دکھایا گیا تھا۔ یعنی اس دن جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام موتیوں کو اپنی آغوش میں ضم کیا، اپنی ذات میں جذب کیا۔

اے اُمّتِ محمدی! اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے محبت کرتا ہے، اور اللہ آپ سب سے محبت کرتا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے محبت کرتے ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہلِ بیت کا احترام کریں، اور ان سے محبت کریں۔ اور بے شک حشر والے دن آپ سب عَلَم الفتح کے پیچھے موجود ہوں گے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیتِ رسول کی نگاہِ کرم آپ سب پر ہو، تا ابد۔ آمین۔

Marfat.com

۱؍ جنوری سنہ ۲۰۱۰ء

باب (۹۴)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سُبحان اللہ، سُبحان العظیم اور مالک الملک ہے، واحد و یکتا اور تنہا ہے۔ جو واحد الاحد اور سب سے عظیم ترین ہے۔

درود و سلام ہوں رحمت العظیم، عاشق العظیم، اور محبوب العظیم پر، جو اپنی اُمّت کے رازدار اور اپنی اُمّت کے شافی ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی آپ سب کے لئے جو اللہ کی راہ کے پُرجوش و پُر ذوق طالب ہیں۔

ہر سال محرم میں کربلا کا درد شدّت اختیار کرتا ہے، اللہ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عاشقین اپنے دلوں میں اس درد کی شدت کو محسوس کرتے ہیں۔

وہ آنسو جو اللہ کے عاشقین کی آنکھوں سے بہتے

Marfat.com

ہیں، محبت کے حقیقی آنسو ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آنسو آپ کی نظر میں شفاف پانی ہوں، لیکن حقیقت میں وہ پانی نہیں ہیں۔ وہ سب آنسو جو عشق کربلا میں بہتے ہیں، وہ دراصل خون کے آنسو ہیں جو ضائع نہیں جاتے۔ وہ زمین پر نہیں گرتے۔ ان اشکوں کو نیچے گرنے سے پہلے ملائک، جنہیں اس کام کے لئے کربلا والے دن پیدا کیا گیا تھا، اپنے دامن میں سمیٹ لیتے ہیں۔

ان ملائک نے اب تک اللہ کے عاشقوں کے بہائے ہوئے اشکوں کے ایک ایک بوند کو سمیٹ کر جمع کیا ہے، اور پھر ان قطروں کو دریائے کربلا میں ڈال دیا ہے۔ انہیں یہ کام وقت کے خاتمہ تک کے لئے سونپا گیا ہے۔ یعنی جب کبھی بھی کوئی آنکھ بھر آتی ہے، تو یہ فرشتے فوراً اس شخص کے پاس پہنچتے ہیں اور ان قطروں کو اپنے ہاتھوں میں سمیٹ لیتے ہیں۔ پھر وہ انہیں بڑی احتیاط سے اسی دریا میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ ان قطروں کو کبھی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔

یہ اشک دلوں کے صافی بھی ہیں اور ان میں کسی کے اعمال نامہ میں موجود گناہوں کو دھونے کی تاثیر

Marfat.com

بھی ہے۔ اب آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ آنسو کتنے قیمتی ہیں۔ یہ محبت کے وہ اشک ہیں جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہلِ بیت کے لئے بہتے ہیں۔ جو اُن کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت ہیں۔ یہ عین اس لہو کے مانند ہیں جو اس دن اللہ کی محبت میں اللہ کی نذر کے طور سے بہائے گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہادت کے بارے میں پہلے سے آگاہ تھے۔ اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا گھرانہ اس سے واقف تھا۔ مگر کسی چیز کے بارے میں جاننا اور حقیقی طور سے اس کے وقوع پذیر ہونے میں بڑا فرق ہے۔

کربلا کے اس سانحہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود تھے۔ اور اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور ہزاروں ملائک بھی وہاں موجود تھے، جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے گھرانے کے براتی تھے۔

ان معصوموں کے لئے جنّت کو خاص طور سے سجایا گیا تھا۔ جہاں حُور و ملائک بڑی بے تابی سے اُن کے

Marfat.com

منتظر تھے۔ کالی آنکھوں اور لمبی ریشمی دموں والے سفید گھوڑے خاص طور سے کربلا میں اپنے سواروں کو لینے آئے تھے تاکہ انہیں ان کے ابدی قیام گاہ تک لے جایا جا سکے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے والدین اور بھائی فجر کے وقت وہاں پہنچ چکے تھے۔ اور میدان کے قریب ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ البتہ میدانِ جنگ کے اندر نہیں گئے تھے۔ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ صرف وہی ہر جگہ جہاں چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔

جس وقت فجر کی نماز ختم ہوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا، تو انہوں نے صاف طور سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے اپنے نانا جان کو دیکھ لیا تھا۔ پھر انہوں نے اپنے والدین کو تلاش کیا، اور انہیں بھی اپنے بھائی کے ہمراہ وہاں موجود پایا۔

میدان میں اُن کا اس طرح نظر آنا اور موجود ہونا، اس بات کی تصدیق تھی کہ وہ لمحہ آ چکا تھا جب شہادت کا وعدہ نبھانا تھا۔ جب کوئی شخص کسی کو اپنی سب سے

Marfat.com

قیمتی شے تحفے میں پیش کرتا ہے، تو تحفہ لینے والے پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اس تحفہ کو دل کی گہرائی سے قبول کرے اور اس کی حفاظت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانیٔ ابراہیم علیہ السلام سے واقف تھے۔ جب یہ واقعہ آپ پر وحی کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل خاموش ہو گئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ اپنے رب کے محبوب العظیم تھے، اس لئے ان کی قربانی بھی عظیم ہو، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بہت عزیز ہو۔

ایک دن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا" آپ اپنے اللہ کو کیا چیز پیش کریں گے ؟" اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھرانے کے ساتھ مدینہ میں تھے۔ آپ فوراً سمجھ گئے کہ آپ کا رب یہ سوال کیوں پوچھ رہا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھیرے سے کہا" میرا بیٹا ابراہیم حاضر ہے"۔ لیکن انہیں قبول نہیں کیا گیا ابراہیم کو تو اللہ کے لئے ہدیہ ہونا تھا قربانی نہیں۔

پھر جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا

Marfat.com

ہوئے، تو اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر وہی سوال پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ لیکن اللہ نے انہیں بھی قبول نہیں کیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی اللہ کے لئے ہدیہ تھے۔

پھر جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو ان کی خوبصورت مسکراہٹ نے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو فوراً مسحور کر دیا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نازک اور فخر سے تمتماتے چہرے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید خوشی دی۔ حتیٰ کہ کم سن حسنؓ بھی اپنے ننھے بھائی کو دیکھ کر خوش ہوئے تھے۔

یہ وہ وقت تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا خاندان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے پیار سے ننھے حسین کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے اور جان رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ پھر ان سے یہی سوال پوچھے گا کہ: "اے میرے محبوبؐ! آپ اپنے رب کو کیا پیش کریں گے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً سمجھ گئے کہ اللہ ان

Marfat.com

سے یہ سوال کیوں بار بار پوچھتا ہے ۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی سے جواب دیا " اے میرے رب ! میں آپ کا ادنیٰ بندہ ہوں ، جو کچھ میرے پاس ہے آپ کا ہے " تو اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پیش کیا ، اور اللہ نے انہیں قبول فرمایا ۔

یہ ہے محبت ، یہ ہے عشق ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قربانی قبول کی جو ۱۰ محرم کو پیش کی گئی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ کربلا میں موجود تھے اور آپ کا شہزادہ حسین رضی اللہ عنہ بھی وہاں پر تھے ۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تھا ، اور دونوں جانتے تھے کہ قربانی دینے کا دن آن پہنچا ہے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے بیٹے کو قتل گاہ میں لائے ، تو انہوں نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ لی ، تاکہ چھری پھیرتے وقت اُن کے ہاتھ نہ کانپیں ۔ لیکن جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کو قربان گاہ تک لائے ، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ، ایک بار بھی بند نہیں ہوئیں ۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ۷۲ بیٹوں کی قربانی پیش کی۔ جب لشکرِ حسینی کا ایک ایک شیر میدانِ کارزار میں اُترتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری سانس تک اپنے اس شیر کے ساتھ ہوتے تھے، اور خاموشی سے دعا فرماتے: ''اے اللہ! اسے قربانی کے طور پر قبول فرما۔'' اور اللہ کی طرف سے جواب آتا ''قبول کیا۔''

اس طرح کربلا کی قربانیاں ایک ایک کر کے قبول کر لی گئیں۔ ہر شہید کی رُوح کو ایک ہرے رنگ کی پوشاک اور ہرے رنگ کا ایک عمامہ دیا جاتا اور پھر اسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تعظیم کے لئے پیش کیا جاتا۔ اور پھر آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا، جنہوں نے سب کو سفید گھوڑوں پر سوار ہونے کے لئے فرمایا، جو خاص طور سے جنّت سے آئے تھے۔ حتیٰ کہ ایک چھوٹا سا گھوڑا ننھے علی اصغرؓ کے لئے بھی آیا تھا۔

Marfat.com

تو اس طرح براٴتِ کربلا میدان کے قریب جمع ہوئی۔ جب سب نکل کر براٴت میں شریک ہو چکے، تو وہ گھڑی آن پہنچی جب حضرت امام حسین ابنِ علی رضی اللہ عنہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے محبوب تر بیٹے کو مقتل میں لایا جانا تھا۔

اب یہ وہ وقت تھا جب ایک طرف فقط ایک اور دوسری طرف ہزاروں کے ہزار تھے۔ جب امام عالی مقام رضی اللہ عنہ میدانِ کارزار کے عین درمیان پہنچے تو آپ کی نظر اپنے والدین اور اپنے نانا حضور کے فخر سے روشن چہروں پر پڑی۔ پھر ہر ایک نے سہمیں ذوالفقار کو ہوا میں چمکتے دیکھا جو لمحوں میں سینکڑوں کو کاٹ رہا تھا۔

حسینی کافلہ تو سو افراد سے بھی زیادہ نہ تھا جب کہ یزیدی لشکر بیس ہزار سے زائد تھا۔ کوئی بھی عام آدمی جو فوجی معاملات کو نہ جانتا ہو، وہ بھی کہہ سکتا ہے کہ وہ پہلا فوجی دستہ جو حُر کے ہمراہ آیا تھا اور جس کی تعداد ایک ہزار تھی، وہ اس چھوٹے سے قافلے کے لئے بہت کافی تھا۔

حُر کے سپاہی جدید ساز و سامان سے لیس تھے۔

Marfat.com

اور مضبوط بھی تھے۔ جب کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے معصومین کے پاس مشکل سے کچھ اسلحہ تھا، اور ان میں زیادہ تر کم عمر مرد، عورتیں اور بچّے تھے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیا وجہ تھی کہ ابنِ زیاد کی طرف سے ہزاروں سپاہیوں پر مشتمل فوجی دستے بھیجے جا رہے تھے؛ وہ لوگ آخر کیوں ڈر رہے تھے؟ حالانکہ ہزاروں سپاہیوں نے قافلے کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اور حسینی معصومین پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا گیا تھا۔

ان سارے سوالوں کا ایک ہی سادہ جواب یہ ہے کہ ابلیس نے واقعہ بدر کو فراموش نہیں کیا تھا — وہ جنگِ بدر کو نہیں بھولا تھا، جس میں سفید پوش لوگ آسمان سے اُترے تھے، جن میں سے ہر ایک ہزاروں پر بھاری تھا۔

تو اس طرح جب ابلیس نے کربلا کے لئے منصوبہ بندی کی تھی، تو اس کی نظر میں یہ ۷۲ افراد، ۷۲ ہزار کے برابر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس جنگ کے لئے خوف زدہ تھا۔ لیکن اُسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ معصومین کی

Marfat.com

مدد کے لئے کوئی نہیں آیا۔ تاہم اس دن اس کے تمام منصوبے تباہ ہوئے۔ یعنی یوم الفتح والے دن، وہ دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ دوبارہ جیتی۔

جس وقت لڑائی شروع ہوئی، تو ابلیس کا خیال تھا کہ تھوڑی دیر میں ہر طرف سفید پوش لوگ آموجود ہوں گے۔ مگر یہ دیکھ زبردست حیرت ہوئی کہ جب اس نے وہاں بس ۷۲ معصومین کو ہی پایا۔ جن کے چہرے سورج کی طرح چمک رہے تھے۔ ان میں سے اکثر لوگوں کی رگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لہو دوڑ رہا تھا اور بازوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت نمایاں تھی۔

ابلیس کو یہ دیکھ کر بہت رنج ہوا کہ کس طرح ایک ایک جوان دشمن سے بڑی بے جگری سے لڑ رہا تھا اور ایک بار بھی اُن کے چہروں پر خوف کے آثار نظر نہیں آرہے تھے اور نہ ہی کوئی رنج اور پریشانی ظاہر تھی۔

ابلیس کی نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے گھرانے پر پڑی جو شہدا کا بڑے صبر سے انتظار کر رہے تھے۔ اُسے ہرے پوشاکوں اور جنّتی گھوڑوں کی ہرگز توقع نہ تھی، اور نہ ہی اُسے شہداء کی لاشوں کی ایسی

Marfat.com

شان اور شوکت کا اندازہ تھا۔ اس نے آسمان سے نُور برستے دیکھا جو ہر ایک شہید کو ڈھانپ رہا تھا۔

یہی وقت تھا جب اُسے اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی۔ اس نے خود کو اس سارے منصوبے کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اُسے اس بات پر مایوسی ہوئی کہ خونی کربلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کے لئے قربان گاہ بن گیا تھا۔ اس دن ایک نے نہیں بلکہ ۷۲ شہیدوں نے قربانی دی اور اُن میں سے ہر ایک قربانی کو شرفِ قبولیت عطا ہوئی۔

ابلیس نے جشنِ کربلا اپنے سر پہ خاک ڈالتے ہوئے منایا۔ اس خاک سے جو اس کے اپنے لوگوں کے خُون سے آلودہ تھی۔ وہ خون جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے معصومین کی مار سے دشمن نے بہایا تھا۔ تو اس طرح ابلیس نے رات گزاری غم و غصہ اور پشیمانی میں۔ اپنی اس دن کی غلطی پر افسوس کرتے ہوئے۔

اے اُمتِ محمدی! کربلا ایک خوبصورت سبق ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خانوادے نے اُمت کو سکھایا تھا۔ یہ رضائے الٰہی کے آگے کامل تسلیم کا سبق تھا۔ یہ ایک ایسا سبق تھا جس نے سب کو انا الحق

Marfat.com

کا مفہوم سکھایا اور یہ سکھایا کہ روحانیت کے اس اعلیٰ ترین مقام کو کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمّد! (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کرو وہ چیز جو آپ کو سب سے زیادہ عزیز ہے" اللہ کے انا الحق، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، "اے میرے محبوب! یہ صرف آپ ہی ہیں جس کا وجود ہے"۔

اور پھر ۱۰ محرم کو اللہ کے ۷۲ جواہرات نے، اللہ کے کوہ نُور ہیروں نے دُنیا کو دکھا دیا کہ فقط اللہ ہی کے وجود کو دوام حاصل ہے۔ یہی سبق سکھایا گیا تھا جسے ہمیشہ ہمیشہ، ہر لمحہ، ہر لحظہ یاد رکھنا چاہیئے۔

آپ سب یہاں اللہ کے بڑے اطاعت گزار بندے ہیں۔ وہ اللہ سب سے عظیم ترین ہے۔ تمام حکومتیں، تمام ملک اُسی کے ہیں۔ وہ سب کا رب ہے۔ کسی کو اس کے احکام سے سرتابی نہیں کرنی چاہیئے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے اطاعت کرنا سیکھئے۔ اپنے آپ کو کامل اطاعت کے ساتھ اللہ کے سپُرد کیجئے۔ آپ کی زندگی، آپ کا مال، آپ کی اولاد، آپ کے

Marfat.com

عزیزہ اور آپ کی ہر چیز بس اللہ کی ہے۔ کوئی شے آپ کی نہیں ہے۔ اور جب اللہ آپ کو دینے کے لئے کہے، تو وہ آپ کو دے دینا چاہیئے۔ کیوں کہ آپ کا اپنا کوئی وجود نہیں۔ آپ تو محض اس کے اطاعت گزار بندے ہیں۔

جو کچھ آپ کے اِردگرد ہو رہا ہے، وہ حقیقتاً ہو رہا ہے عَلَم الفتح، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم کو تھامے رکھیئے۔ اپنے آپ کو اللہ کے سُپرد کرتے رہیئے، اور پھر آپ جلد ہی دیکھیں گے کہ ساری کامیابیاں آپ کے قدم چُومے گیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ کی محبت اور رحمتیں ہمیشہ آپ سب کے ساتھ ہوں۔ ابدالآباد تک۔ آمین!

Marfat.com

۸ر جنوری ۲۰۱۰ء

باب (۹۵)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو زندگی عطا کرتا ہے اور اس زندگی کو واپس بھی لے سکتا ہے۔ ہر زندہ رہنے والے کو بہت جلد موت کا مزہ چکھنا ہے سوائے اس ذاتِ پاک کے جو حیّ و قیوم ہے۔ بے شک تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔

درود و سلام ہوں رب کے دلبر اور کائنات کے دُولہا پر، جو اپنے رب کے پیارے اور اپنے اہلِ بیت کے پیارے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے سلامتی اُن سب کے لئے جو اس محفل میں بے حد ادب و احترام سے سر جُھکائے اور حضوریٔ قلب سے بیٹھے ہیں۔

آپ کا زمانہ، یعنی یہ صدی تضادات کا مجموعہ

Marfat.com

ہے ۔ ایک طرف دنیا اور دنیا والے ہیں' جو چمکدار بھڑکیلے اور دل لبھانے والے لباس پہنے ہوئے ہیں اور دوسری طرف اللہ کی راہ ہے ۔ روحانی دنیا ہے ۔ ایک جانب شیطان ہے جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کی سرتوڑ کوشش میں لگا ہے ۔ جب کہ دوسری جانب اللہ کا نُور ہے' جو اس دنیا میں زیادہ سے زیادہ شدت اختیار کر رہا ہے ، جیسا کہ آپ جانتے ہیں ، زمان یعنی وقت اپنے آخری مرحلے میں ہے ۔ آپ کے اِردگرد ہر چیز نے اپنی رفتار بڑھا دی ہے ۔

دنیا کی خاموش ، عام اور دھیمی رفتار کا دور ختم ہو گیا ۔ آپ میں سے ہر ایک کو اپنے باپ داداؤں کا زمانہ یاد ہو گا ، یا اُن کے بارے میں سُنا ہو گا کہ وہ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے ۔ آپ نے اپنے بڑوں سے سُنا ہو گا کہ ماضی میں زندگی بسر کرنے کا بہترین دَور تھا ۔ ہر چیز سستی تھی ، ہر آدمی دیانت دار تھا ، فکر' پریشانیاں بہت کم تھیں اور ہر طرف خوشیاں زیادہ تھیں ۔

Marfat.com

لوگوں کے پاس دوسروں کے لئے وقت تھا۔
لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے، اُن کے پاس قدریں تھیں جو انہیں عزیز تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ آج کے دور کو مکمل طور سے مختلف پاتے ہیں۔ لگتا ہے کہ وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آج کی دنیا اتنی تیز رفتار کیوں ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ ہر آدمی ایسی ریس میں دوڑ لگا رہا ہے۔ جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ ہر ایک اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگ رہا ہے، ایک خواہش پوری ہوتی ہے تو دوسری کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ اس بھاگم بھاگ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ خواہشات دو طریقے سے جنم لیتی ہیں۔ پہلا طریقہ، ایک دوسرے کو دیکھنے سے خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر آپ اب تک اپنے چھوٹے سے آرام دہ گھر میں رہتے ہوئے مطمئن تھے۔ اور آپ کو اس میں کوئی عیب نظر نہیں آیا تھا۔ یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ اس میں جگہ کی کمی ہو، لیکن

Marfat.com

آپ نے سوچا ہوگا کہ تمام بچّوں کو ایک کمرے میں رہنے کے باعث آپ انہیں برداشت اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا سکھا رہے ہوں۔

تو اس طرح آپ کے چھوٹے سے گھر میں ایک دوسرے کے لئے حِدّت و محبت بہت تھی۔ جب تک آپ کے دفتر کے ساتھی نے آپ کو اپنے گھر آنے کو نہ کہا تھا، آپ اپنے چھوٹے سے مکان سے مطمئن تھے۔ اس کے مکان میں آپ کو حیرت کے بہت سامان نظر آئے۔ آپ کے ساتھی نے بڑے فخر سے اپنا مکان دکھا دیا۔ اس کا مکان آپ کے مکان سے دُگنا بڑا ہے۔

ہر بچّے کا الگ کمرہ ہے۔ کھانے کے لئے سونے کے لئے اور تفریح وغیرہ کے لئے، الگ الگ کمرے ہیں۔ آپ دولت اور عشرت کی اس نمائش سے حیرت زدہ ہو گئے۔ اب آپ کو اپنا گھر بہت چھوٹا نظر آنے لگا۔ اب آپ کو اپنے بچّوں کے شور اور ہنسی مذاق پر غصّہ آنے لگا ہے۔

پھر آپ سوچنا شروع کرتے ہیں کہ دنیا کی ساری

Marfat.com

اچھی چیزوں سے صرف آپ ہی کو کیوں محروم رکھا گیا ہے۔ آپ کے پاس زیادہ بڑا گھر کیوں نہیں ہے۔ آپ کے پاس ایک سے زائد گاڑیاں کیوں نہیں ہیں۔ آپ چھٹیاں گزارنے بیرونِ ممالک کیوں نہ جائیں۔

آپ یہ سوچنا شروع کرتے ہیں کہ آپ کا ساتھی، جو آپ کی طرح کام کرتا ہے، اُتنے ہی گھنٹے ڈیوٹی کرتا ہے۔ اس کے پاس اتنی دولت اور آسائش و آرام کیسے ہے، جب کہ آپ کو اپنی محنت کا صلہ نہ ہونے کے برابر ملتا ہے۔ آپ کے ساتھی نے یہ ساری دولت ناجائز ذرائع سے جمع کی ہوگی۔ لیکن اس کی اس شاندار طرزِ زندگی کو دیکھتے ہوئے، ہو سکتا ہے کہ آپ اس کے ناجائز طریقوں کا جواز ڈھونڈنا شروع کر دیں۔

آپ اس طرح کا بہانا بنا سکتے ہیں کہ: "کیا ہوا اگر میں اس ٹینڈر پر رشوت لے لوں۔ آخر اس میں خرابی کیا ہے؟ مجھے حکومت نے اب تک کیا دیا ہے؟ جب ہر طرف اس قدر کرپشن ہے کہ کوئی نظام مشکل ہی سے نظر آتا ہے، تو میری اس چھوٹی سی رقم لینے سے کیا فرق پڑے گا؟ کم سے کم اس سے میرے بچوں کو اچھی تعلیم

Marfat.com

اور طرزِ زندگی تو ملے گی۔ بس یہی چیز میرے لئے اہم ہے۔

جب دُنیا اپنی چمک دمک سے اندھا بنا تی ہے، تو یہ آپ کی صحیح سوچ کو بھی مفلوج کر دیتی ہے۔ آپ زیادہ وقت اپنے ذہن کو بند رکھتے ہیں، تاکہ آپ کو اپنے عمل پر احساسِ جُرم یا ندامت نہ ہو۔ یہ آپ اپنی سوچ کو بند رکھ کر سکتے ہیں۔

مثلاً اگر آپ تھوڑے سے مالی فائدے کے لئے اپنی کمپنی کے حسابات میں غلط اخراجات دکھاتے ہیں، تو آپ اپنے اس عمل کے جواز میں کئی بہانے ڈھونڈنا شروع کریں گے۔ ایک طرح سے آپ حرام کو حلال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، آپ اپنے اقدامات کو غلط نہیں سمجھیں گے۔ اور اگر کوئی ملامت کرے تو آپ اس کی نصیحت کے لئے اپنے کان اور دل مکمل بند کر دیتے ہیں۔

گناہ کرنا درست نہیں، لیکن موقع تو ہے کہ آپ اپنی زندگی کے دوران کسی بھی وقت توبہ کر لیں گے۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ گنہگار ہیں۔ لیکن اُن لوگوں کے

Marfat.com

بارے میں کیا کہیں گے جو گناہ کرتے ہیں اور اسے گناہ تسلیم نہیں کرتے۔ جب آپ اپنے کئے کو غلط نہیں سمجھتے تو پھر اس پر توبہ کیوں کریں گے۔ یہ ہے رویہ آج کل کے لوگوں کا۔ ہر قسم کے گناہ کرتے پھرتے ہیں۔ اور بڑی بے شرمی سے ان کے لئے تمام قسم کے بہانے ڈھونڈ کر خود کو درست برحق کہتے ہیں۔

ہم گفتگو کر رہے تھے کہ خواہشات کس طرح جنم لیتی ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ فقط دوسروں کی آسائشوں کو دیکھ کر نفس میں دنیاوی مال کے حصول کی خواہش پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور پھر ان خواہشات کی تکمیل کے لئے کی جانے والی بُرائیوں کو درست سمجھا جاتا ہے۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ حلال اور حرام کی تمیز دھیمی ہونے شروع ہو جاتی ہے۔ تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حسد اور شک کے بیج جب بوئے جاتے ہیں تو دل میں دنیاوی خواہشات اُبھرتی ہیں۔

دوسری قسم کے بیج غرور و تکبّر ہیں، جو اگر کسی کے دل میں جڑ پکڑ لیں تو وہ اس شخص کو دوسروں کے معاملے میں دل شکستہ بنا دیتے ہیں۔ جب ایسے بیج بوئے

Marfat.com

جاتے ہیں تو پھر وہ خواہش جو اس کھیتی سے پیدا ہوتی ہے
وہ سب سے بہتر ہونے کی خواہش ہے۔ وہ خواہش کہ
سب آپ کی تعریف کریں، سب آپ سے متاثر ہوں اور
کسی کے پاس آپ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔

اس شخص کی میں یا اَنا اس کھیتی کے لئے کھاد ہے۔
جو اس شخص کو خود سے فراموش نہیں ہونے دیتی ہے۔ تو
کہا جا سکتا ہے کہ حسد اور رشک کے بیج اور غرور و تکبّر
کے بیج دنیا کی خواہشات کی خاص وجہ ہیں ــــ اور یہ
خواہشات دنیا کی وہ پُرفریب خواہشات ہیں جو اپنے
اطراف ہر ایک پر جادوئی اثرات ڈالتی ہیں۔ آپ آج
کی دنیا کو اس منظر نامہ سے تشبیہہ دے سکتے ہیں، جس
میں دو نا سمجھ لڑکے صبح کے وقت ایک خوبصورت باغ
میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اطراف پھیلے ہوئے
حسن پر نظر ڈالتے ہیں۔ تازہ رنگ برنگے، خوشبودار پھول
شبنم کے شفّاف قطرے، ہر شے کو گیلا اور صاف کرتے
ہیں۔ بھنبھناتی ہوئی شہد کی مکھیاں اور رنگ برنگی تتلیاں
ہر پھول اور پودے پر ناچتی ہیں۔ جُونہی اُن لڑکوں کی
نظر تتلیوں کے دل کش رنگوں اور جادُو بھرے نقش و نگار

Marfat.com

پر پڑتی ہے تو اُن کے دلوں میں ان کی خواہش جنم لیتی ہے وہ اپنے پھندے اٹھاتے ہیں اور ان کا تعاقب شروع کرتے ہیں۔

ایک ایک تتلی کے پیچھے بھاگتے ہوئے جب وہ ایک تتلی کو پکڑتے ہیں تو کچھ دیر کے لئے اس سے کھیلتے ہیں پھر اسے پھینک دیتے ہیں، تاکہ دوسری کو تلاش کر سکیں۔ دونوں یہ چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ اور بہتر شکار میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔ اور اس کوشش میں وہ سارے پھولوں کو لتاڑتے ہیں، اور پودوں اور باغ کے حسن کو تباہ و برباد کرتے ہیں۔

اس بے معنی مہم جوئی میں پورا دن بیت جاتا ہے، اور جب رات آتی ہے تو انہیں احساس ہوتا ہے کہ ان کے ہاتھ تو خالی ہیں، پورا باغ بری طرح سے تباہ ہو چکا ہے۔ تمام تتلیاں اُن کے لئے بے کار ہو چکی ہیں۔ اور جب وہ گھر لوٹتے ہیں، تو اُن کے ہاتھ خالی اور اُن کی تھیلیاں خالی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے پاس لے جانے کے لئے کچھ نہیں رہا۔ سوائے اپنے رویہ پر پشیمانی کے۔

اے اُمّتِ محمدی! یہ باغ آپ کی دُنیا ہے، وہ

Marfat.com

لڑکے آج کے دنیادار لوگ ہیں، تتلیاں بے سُود خواہشات ہیں، جو دُور سے خوبصورت لگتی ہیں، لیکن جیسے ہی آپ انہیں پکڑتے ہیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ وہ آپ کے کسی کام کے نہیں، کیوں کہ وہ تو بس اس باغ یعنی اس دُنیا کا حصّہ ہیں۔

آپ ان سے صرف اس دنیا میں لُطف اُٹھاتے ہیں، اور وہ بھی ایک مختصر عرصہ تک، یعنی جب تک آپ کو آپ کی موجودہ خواہش سے زیادہ کوئی پُرکشش خواہش نظر نہ آئے، زندگی بھر آپ صرف یہی کرتے رہتے ہیں۔ یعنی اپنی خواہشات کا تعاقب، ان سنہری تتلیوں کا تعاقب، جنہیں جونہی آپ ہاتھ لگاتے ہیں وہ اپنے رنگ کھو بیٹھتے ہیں اور پھر مرجاتے ہیں۔ اس کے باوجود دنیادار لوگوں نے ابھی تک کوئی سبق نہیں سیکھا ہے۔

وہ تو اُن ناسمجھ لڑکوں سے بھی بدتر ہیں، اس لئے کہ وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے، حالانکہ انہیں کئی بار بتایا بھی گیا ہے، مگر پھر بھی وہ سُننا نہیں چاہتے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ وہ اس دنیا میں فقط ایک مختصر عرصہ کے لئے ہیں؟ کیا وہ نہیں دیکھ سکتے کہ اگلے وقت کے لوگوں پر کیا گزری؟ وہ اپنے ساتھ دوسری دنیا میں کیا لے گئے؟

Marfat.com

ذرا سوچیں تو، کہ آپ دو گز والی قبر میں اپنے ساتھ کتنا کچھ لے جا سکتے ہیں؛ زمین کے نیچے جو کچھ بھی جاتا ہے وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں کی غذا بن جاتا ہے، تو پھر بھی اگر کوئی اپنے ساتھ کچھ لے جانے کی کوشش کرتا ہے، تو سمجھ جائیے کہ وہ کیڑے مکوڑوں کے لئے ہے۔

یہ کسی انسان کو کسی طرح کا بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ یہ کیڑے مکوڑے صرف شہیدوں، اللہ والوں اور اس کے عاشقین کے خاکی جسدوں کو چھو نہیں سکتے اِن کے پاک جسم زمین کے لئے حرام ہیں۔ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیوں کہ وہ ہمیشہ نورِ الٰہی کے غلاف میں لپٹے ہوئے ہیں، یعنی یومِ حساب تک۔

جب آپ اس حقیقت کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی انسان کے ساتھ اس کے اعمال کے سوا کچھ اور نہیں جا سکتا، تو پھر ایسا کیوں ہے کہ آپ کا مال و آل آپ کے پیروں کی زنجیر بنے ہوئے ہیں؛ وہ آپ کو اس دنیا کے ساتھ اس قدر مضبوطی سے پیوست رکھتے ہیں کہ آپ دوسری دنیا کے بارے میں سب کچھ

Marfat.com

بھول جاتے ہیں۔

ماضی میں جن لوگوں نے اپنی ابدی آماجگاہ کو اس فانی دنیا کے بدلے بیچا تھا، انہوں نے خسارے کا سودا کیا تھا، جس سے انہیں ذلت اور رسوائی ملی تھی کیا آپ سب کو نظر نہیں آرہا کہ وقت کس تیزی سے حرکت میں ہے ؛ کل تک آپ سب چھوٹے بچّے تھے۔ آج آپ پُختہ ذہن بالغ ہیں۔ اور کل آپ میں سے اکثر اپنے بڑھاپے میں ہوں گے۔

کیا آپ میں سے کوئی وقت کو روک سکتا ہے۔ کیا کوئی اپنی جاتی ہوئی جوانی کو روک سکتا ہے۔ چاہے آپ کتنی ہی کوشش کریں، کتنی ہی جوانی واپس لانے کا وعدہ کرنے والی دوائیں کیوں نہ استعمال کریں، آپ بوڑھے ہو ہی جائیں گے، آپ کے جسم کمزور ہو ہی جائیں گے۔ آپ اپنے ذہن کی تیزی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ آپ کی کھال پر جھُریاں پیدا ہوں گی اور وہ خشک ہو جائے گی۔ آپ اپنی قوت اور تندرستی سے محروم ہو جائیں گے۔

اس کے باوجود اس وقت بھی آپ سے اکثر لوگ

Marfat.com

دنیا سے چمٹے رہیں گے، حالانکہ آپ دیکھ رہے ہوں گے
کہ کس طرح آپ کے دوست اور ہم عمر دنیا سے رُخصت
ہو رہے ہوں گے۔ آپ انہیں اپنی آنکھوں سے منوں
مٹی تلے جاتے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ ان کی
بے بسی اور بے حرکتی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں
گے۔ لیکن اس سب کچھ سے بھی آپ کی آنکھیں نہیں
کھُلتیں۔ آپ قبرستان سے لوٹتے ہی دوبارہ دنیا
سے چمٹ جاتے ہیں۔

ایسے لوگ کتنے بدنصیب اور احمق ہیں۔ یہ تو
بس ایسا ہی ہے جیسے آپ سب نے اپنی زندگیوں کی
شمعیں اپنے ہاتھوں میں اُٹھا رکھی ہیں۔ یہ کچھ بڑی اور
کچھ چھوٹی شمعیں ہیں اور سب جل رہی ہیں۔ آپ
ایک پگھلتی ہوئی موم بتی کو پگھل جانے سے کیسے روک
سکتے ہیں۔ وہ سب ایک ہی رفتار سے پگھلتے ہیں۔
آپ اپنی بتّی کو بچانے کے لئے جو کچھ بھی کریں، ایک
جلتی ہوئی موم بتّی پگھل ہی جاتی ہے۔ اُسے پگھلنے سے
کوئی روک نہیں سکتا۔

بڑی بتیوں کے مقابلے میں چھوٹی بتیاں جلد

Marfat.com

پگھل جاتی ہیں۔ لیکن یہ طے ہے کہ تمام جلتی ہوئی موم بتّیاں آخر کار پگھل جاتی ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! اس دنیا میں زندگی اس قدر کم ہے کہ اس پر خوش نہ ہوا جائے۔ اس لئے ہر وقت اپنے ابدی گھر کے بارے میں سوچا کریں، جو اطاعت گزاروں کے لئے ایک بشارت ہے اور سرتابی کرنے والوں کے لئے ایک دائمی خسارہ ہے۔ بے شک یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود اپنی مرضی سے بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! آپ کا یہ دور تضادات کا دور ہے۔ بہت زیادہ دنیاداری بھی ہے مگر روحانیت بھی ہے۔ درحقیقت جس تیزی سے دجّالی نظام اپنا جالا پوری دنیا کے گرد بُن رہا ہے اسی طرح اللہ کی نُورانیت میں بھی روزانہ اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ایک عجیب وقت ہے، جس میں عجیب وغریب چیزیں واقع ہونا شروع ہو چکی ہیں۔

آپ نے وقت کے خاتمہ کی نشانیوں کا مشاہدہ شروع کر دیا ہے، اور بہت جلد مزید نشانیاں آپ

Marfat.com

سب کو نظر آئیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عَلَم الفتح رسمی طور پر ۱۰ محرم ۱۴۳۱ ہجری کو میدانِ کربلا میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت نے لہرایا تھا۔ فاتح کربلا نے عَلَم الفتح لہرایا دیا ہے۔ اس کے لئے اللہ کی طرف سے مُبارک باد قبول ہو۔

اب دجّال کی آمد سے پہلے بس ایک اور جگہ ہے جہاں اس پرچم کا لہرانا باقی ہے، اور وہ جگہ بیت المقدس ہے۔ اور اس آخری پرچم کشائی کا عِلم صرف اللہ ہی کو ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! اپنی آنکھوں کو اور اپنے دلوں کو کُھلا رکھیئے، اور غفلت کی نیند سے جاگ اُٹھیئے، کیوں کہ سو کر ضائع کرنے کے لئے وقت بہت کم ہے۔ جو لوگ جاگے ہوئے ہیں، صرف وہی ابدی خوشی کے حق دار ہوں گے۔ آپ اللہ سے محبت کریں، اور وہ بھی آپ سے بے حد محبت کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبت کریں، اور وہ بھی آپ سے بے حد محبت کریں گے۔ آمین!

Marfat.com

۱۵ / جنوری ۲۰۱۰ء

باب (۹۶)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو بہت رحم والا اور نہایت مہربان ہے۔ جو رات میں سے دن کو نکالتا ہے اور جو زندہ سے مُردہ کو نکالتا ہے اور مُردہ سے زندہ کو نکالتا ہے۔ جو سب سے عظیم ترین ہے۔

درود و سلام ہوں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر، جو اپنی اُمت کے ہر ایک دل سے آگاہ ہیں، اور جو اللہ کے تمام محبوبین کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب پر جو اللہ کے عشق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے حصول کے لئے دُعائیں مانگتے ہیں، اور جو ان محفلوں میں ان دعاؤں کو قبول ہوتے دیکھتے ہیں۔

Marfat.com

علم، قلم اور بصیرت ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ایک ساتھ چلتے ہیں۔ دنیا کی تخلیق سے بہت پہلے لوح و قلم کو پیدا کیا جا چکا تھا۔ علم کسی چیز کے جاننے کو کہتے ہیں۔ اور بہترین علم، علمِ نافع ہے، یعنی وہ علم جو آپ کو نفع بخشے۔ علم نافع آپ کی زندگی کو بہتر بناتا ہے۔ آپ کو ایک بہتر انسان بناتا ہے، اور آپ کو آپ کے اطراف کی آگاہی دیتا ہے۔

علمِ نافع نا صرف آپ کو نفع دیتا ہے، بلکہ اُن سب کے لئے بھی نفع کا باعث بنتا ہے جو آپ کے ارد گرد موجود ہیں۔ جس دم انسان اس دنیا میں داخل ہوتا ہے، تو اُسے اپنی بھوک اور بے آرامی کے سوا بمشکل کسی اور چیز کا علم ہوتا ہے۔ جب وہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے، اور اُسے اپنی ماں کی مہربان آنکھیں نظر آتی ہیں، تو وہ اُن سے محبت اور آسائش کو جوڑنا شروع کر دیتا ہے۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ اپنے ماحول سے زیادہ سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔ وہ بڑی کم عمری میں ہی جان لیتا ہے کہ محبت کیا ہے۔ وہ اپنے والدین کی محبت کو ایک فطری امر سمجھتا ہے۔ یہ حقیقت وہ اوّلین

Marfat.com

سبق ہے جسے وہ حاصل کرتا ہے۔ یعنی کوئی ہے جو اس کا خیال رکھتا ہے اور اس سے غیر مشروط محبت کرتا ہے۔ وقت کے ساتھ اس کے والدین اسے اسکول میں بٹھاتے ہیں جہاں اسے لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے جو اس کے لیے ضروری ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں مناسب طریقہ سے جینا چاہتا ہے۔

پھر دینی تعلیم بھی ہے، جو بچّوں کو اسکول میں اسلامیات کے پیریئڈز میں دی جاتی ہے۔ یہ اللہ کا علم ہے۔ اُس کے دین کا علم ہے۔ اللہ کی ہدایت کا علم ہے۔ اور بچّوں کو ناظرہ قرآن پڑھانے کے لئے ایک قاری بھی بُلایا جاتا ہے۔

بدقسمتی سے آج کل کے والدین نے اپنی ذمہ داریاں دوسروں کے سپرد کی ہوئی ہیں۔ دین کے لئے اسکول ٹیچر اور قاری صاحبان موجود ہیں۔ اور تفریح کے لئے کمپیوٹر اور ٹی وی موجود ہیں۔ آیا اور نوکران کو کمپنی دینے کے لئے، اور سکھانے کے لئے ٹیوٹرز اور کوچنگ سینٹرز موجود ہیں۔

اس طرح آج کل بچّے علم کو مختلف ذرائع سے

Marfat.com

حاصل کرتے ہیں، اور یہ کہیں کہیں تو والدین کے علم میں بھی نہیں ہوتا۔ یہ اس لئے ہے کہ ترجیحات بدل چکی ہیں۔ آج کل کے والدین کی اچھی لائف اسٹائل کے لئے جو چیز فراہم ہے، وہ ہے سوسائٹی میں اچھا مقام، اچھی پبلک ریلیشنگ اور اچھی سماجی حیثیت۔ یہ ہیں ان کی ترجیحات۔ یہی وجہ ہے کہ جب منتخب کرنے کا وقت آتا ہے، تو جو استطاعت رکھتے ہیں وہ اُونچی کلاس کے اسکولوں کا چناؤ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ یہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ ان اسکولوں میں کیا پڑھایا جاتا ہے۔

اُونچے طبقے میں جو اسکول مشہور ہیں وہ سماجی رُتبے کا نشان بن گئے ہیں۔ جن والدین کو ایسے اسکولوں میں اپنے بچّوں کو بھیجنے کی طاقت نہیں، تو وہ اپنے بچّوں کو ان اسکولوں میں بھیجنے کی کوشش کرتے ہیں جن کے نام اُونچی کلاس کے اسکولوں سے ملتے جُلتے ہیں اور جن میں اُونچی کلاس کے اسکولوں کی نقل میں تعلیم دی جاتی ہے۔

آج کل کی تعلیم تجارتی تعلیم بن چکی ہے، توجہ زیادہ تر

Marfat.com

اس بات پر ہے کہ آدمی کس طرح سوسائٹی کے لئے معاشی طور سے اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیمی ادارے صرف اس قسم کے علم کو اہمیت دیتے ہیں، جو مشینیں تیار کرتے ہیں۔ یعنی پیسے بنانے کی وہ مشینیں جو انسانی احساسات اور انسانیت کے بارے میں بہت کم جانتی ہیں۔

جو رحم اور اُن چیزوں کے بارے میں نہیں جانتی جو زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ یہ ہے وہ طریقہ جس سے وہ ان نوجوانوں کے ذہنوں کی تشکیل کرتے ہیں، جن پر میڈیا کی طرف سے پہلے ہی مادی خواہشوں کی یلغار ہو رہی ہے۔

تو جب کوئی کم سن بچّہ اسکول جاتا ہے، تو اُسے یہ سکھایا جاتا ہے کہ اگر وہ میتھمیٹکس، سائنس، جغرافیہ یا تاریخ میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا، تو وہ بہت مشہور ہو جائے گا۔ اور اُسے زندگی کی تمام آسائش حاصل ہوں گی۔ یہ ہے وہ سب کچھ جو بچّے اور والدین تعلیم حاصل کرنے والے تمام سالوں کے دوران کرتے ہیں۔ یعنی یہ منصوبے بناتے ہوئے کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ حاصل

Marfat.com

ہو، تاکہ جب وہ اپنا کیرئیر شروع کرے تو یہ اُسے زیادہ سے زیادہ کمانے کے قابل بنائیں۔

وہ دنیاوی تعلیم پر اس قدر توجہ مرکوز کرتے ہیں، کہ دینی علم کو یکسر نظر انداز کر بیٹھتے ہیں۔ جب اسلامیات کے پیریڈز ختم ہوتے ہیں، تو وہ ان اسباق کو محض امتحان کے مجموعی مارکس میں اچھے نمبرز حاصل کرنے کی خاطر یاد کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے کچھ عرصے بعد یہ دینی علم بچّے کے ذہن سے صاف ہوجاتا ہے۔

اس کا صرف ایک ہی سبب ہے: یعنی جو کچھ بھی وہ سیکھتے ہیں وہ نظری یا نظریاتی ہے، اور اس کی کوئی عملی صورت یا کوئی مثال اُن کے سامنے نہیں جس کی وہ پیروی کرسکیں۔ وہ یہ پڑھتے ہیں کہ اخلاق اسلام کے بنیادی قوانین یا اصولوں میں سے ایک ہے۔ یا وہ پڑھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں کے دل اپنے حُسنِ اخلاق سے جیتے تھے۔

لیکن جب یہ بچّہ باہر نکلتا ہے اور معمولی باتوں کے باعث لوگوں کو ایک دوسرے پر چیختے چلّاتے اور غلیظ زبان استعمال کرتے دیکھتا ہے، یا مباحثوں کے دوران

Marfat.com

ایک دوسرے کا گریبان پکڑتے دیکھتا ہے، تو سوچیئے ذرا کہ یہ بچّہ اس سے کیسا عملی سبق سیکھے گا۔

اب اگرچہ اس نے اخلاقِ مومن میں پورے نمبر حاصل بھی کر لئے ہیں، لیکن جب اس پرعمل کرنے کا وقت آئے گا، تو یقیناً وہ اس کے برعکس آپ کو یہ دکھائے گا کہ کس طرح زیادہ زور سے چیخا جاتا ہے یا کس طرح چھوٹی چھوٹی باتوں پر گالی گلوچ کی جاتی ہے، یا کس طرح لمحوں میں غصّہ کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عملی مظاہروں کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔

یہ بچّہ یہ بھی سیکھتا ہے کہ دیانت داری بہترین اصول یا عمل ہے، لیکن جب وہ اپنے اطراف نظر ڈالتا ہے، تو اُسے کچھ اور ہی دکھائی دیتا ہے یعنی اُسے یہ تعلیم ملتی ہے کہ اگر اُسے سمارٹ (چالاک) ہونا ہے تو اُسے دوسروں کو بے وقوف بنانا، دوسروں سے فائدہ اُٹھانا اور دوسروں کو دھوکا دینا سیکھنا چاہیئے۔ تو ایک طرح سے بد دیانتی اس کے لئے ایک بہترین طرزِ عمل ہو گا۔ کیوں کہ اپنے اطراف اُس نے عملاً یہی ہوتے دیکھا ہے۔

Marfat.com

توسوچئے ذرا کہ کیا وہ علم جو اُسے اسکول میں بے دلی سے سکھایا گیا تھا، اس کی زندگی میں کوئی تبدیلی لائے گا؛ یا کیا وہ اس علم کی پیروی کرے گا جس کا عملی مظاہرہ اس نے اپنے اطراف دیکھا ہے؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ دنیا آخر اس افراتفری میں کیوں مبتلا ہے؛ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ لوگ اصل دین سے واقف نہیں ہیں۔ بات اصل یہ ہے کہ قرآن کو نہ پڑھنے والے دنیا کو چلارہے ہیں، مگر اُن علاقوں کے بارے میں کیا کہیں گے جہاں قرآن کے پڑھنے والے موجود ہیں؛ یا کہاں مسلمان حاکم ہیں؛ وہ موجودہ حالات کو بہتر بنانے کے لئے کیوں کچھ نہیں کرسکتے؟

اس کی وجہ پھر وہی ہے، یعنی علم کی کمی، لیکن آخر کیوں؛ فقط اس لئے کہ انہوں نے دنیا اور دین کو الگ کر رکھا ہے۔ اُن کی زندگیوں میں دو الگ الگ خانے ہیں۔ ایک دین کے لئے اور دوسرا دنیا کے لئے۔ دین والے خانے میں اسلامیات کی کچھ بھولی بسری یادیں ہیں جس کی تعلیم اسکول کے دنوں میں دی گئی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ اس خانے میں قرآن کی تلاوت بھی موجود ہو، لیکن وہ بھی صرف اس

Marfat.com

وقت کے لئے جب کوئی فوت ہوا ہو۔ یا نئے مکان یا نئی دکان کی برکت کے لئے قرآن خوانی کرائی گئی ہو۔

دین کے خانے میں کچھ نمازیں بھی ہیں، جو روزانہ نمازوں کی بجائے زیادہ تر جمعہ کی، یا کبھی کبھار کی نفلی نمازیں۔ اور وہ بھی جب اللہ سے کچھ مانگنا ہو۔ اس کے علاوہ رمضان کے کچھ روزے، اور ہو سکتا ہے کہ استطاعت کی صورت میں حج یا عمرہ بھی ہو۔

ان عبادات کے کر چکنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جیسے مسلمان ہونے کی ذمہ داری ختم ہو گئی ہو۔ اب اس کے بعد آدمی مکمل طور سے دنیاوی خانے پر توجہ دے سکتا ہے۔ اس میں آپ ہر چیز اور ہر ایک سے بہتر سے بہتر منصوبہ بناتے ہیں۔ دنیاوی تعلیم کا اہتمام کرتے ہیں، چاہے اس میں جتنا بھی وقت صرف ہو اور جتنا بھی پیسہ خرچ ہو۔

پھر بہترین ملازمت حاصل کرنا، اس میں دن رات محنت کرنا، تاکہ ترقی ملے۔ حتیٰ کہ آپ اس کے لئے چھٹیوں والے دن بھی کام کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی آپ سے زیادہ قابل ہے تو آپ اپنے باس کے سامنے اس کی برائی کر کے اس کی پیٹھ میں خنجر گھونپتے ہیں، فقط

Marfat.com

اس حسد کے مارے کہ آپ سے زیادہ کوئی اور کیوں حاصل کرے۔

آپ کا دُنیاوی خانہ آپ کو یہ بھی بتاتا ہے کہ زندگی اگر غیر ممالک میں بہتر مواقع فراہم کر رہی ہے، تو پھر اپنے پیاروں کو چھوڑ دیں۔ اُن کے بارے میں سوچیں بھی نہیں۔ آخر آپ کے لئے پیشہ ورانہ ترقی کا معاملہ سب سے زیادہ اہم ہے۔

دین اور دنیا کی یہ علیحدگی آپ کے لئے بہتر کارآمد ہے کیوں کہ آپ بغیر دینی پابندیوں کے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ درحقیقت آپ اپنے دین کے بارے میں تفصیل کسی خاص وجہ سے نہیں جاننا چاہتے۔ اور وہ وجہ یہ کہ اگر آپ اس کے بارے میں زیادہ باخبر ہوں گے تو آپ کو اس پر عمل کرنا پڑے گا، جس کا مطلب زیادہ پابندیوں کا لگنا ہو سکتا ہے۔

مثلاً آپ میں سے کتنے ایسے لوگ ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اسلامی معاشی نظام کس طرح چلتا ہے۔ اگر آپ اس کی تفصیل جان جاتے ہیں، تو پھر سود وغیرہ جیسے مسائل کے باعث آپ کی دولت کا آدھا حصّہ ناجائز قرار پائے گا۔

Marfat.com

اسی طرح اگر آپ کو غرباء و مساکین کے حقوق کا علم ہو جائے تو پھر آپ ان کے لئے وقت کیسے نکالیں گے جب کہ آپ پہلے ہی بہت مصروف ہیں۔ یا آپ اپنے غریب عزیزوں سے کس طرح ملیں گے۔ اعلیٰ سوسائٹی والے آپ کے احباب اس پر کیا سوچیں گے؟ لیکن آپ کو دوسروں کے حقوق جاننے کی کیا پڑی ہے۔ کیا آپ کے اپنے مسائل زیادہ نہیں ہیں؟

آپ اندازہ ہی نہیں لگا سکتے کہ آج کل کے لوگوں کے پاس قرآن و سنّت پر عمل نہ کرنے کے کتنے بہانے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے لئے یہ سب کچھ جاننے سے نہ جاننا کہیں بہتر ہے۔ کیوں کہ اگر وہ نہیں جانتے، تو انہیں یہ سب کرنے کے لئے نہیں کہا جائے گا۔

کتنے احمق ہیں ایسے لوگ۔ یہ دراصل احمقوں کی جنّت میں رہتے ہیں۔ لیکن اب بہت جلد انہیں معلوم ہو جائے گا، آنکھیں بند کرتے ہی انہیں معلوم ہو جائے گا، پھر انہیں پتہ لگ جائے گا کہ علمِ دین ان کے لئے کتنا اہم تھا۔ لیکن افسوس اس وقت وہاں کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں ہو گا۔

Marfat.com

یہ بات ہمیشہ یاد رکھئے کہ دین اور دنیا کبھی الگ نہیں ہو سکتے۔ دین کیا ہے؟ یہ ایک ضابطۂ حیات ہے، اس دنیا میں رہنے کا ایک آئین یا دستور ہے۔ یہ انسانوں کے لئے ان کے خالق کا ایک ہدایت نامہ ہے، تاکہ آپ بھرپور انداز میں زندگی بسر کر سکیں۔

ذرا سوچیں تو جب آپ کوئی چھوٹی سی مشین خریدتے ہیں یا فرض کریں کہ کوئی جدید ترین DVD پلیئر خریدتے ہیں، تو استعمال سے پہلے آپ ہمیشہ اس کا ہدایت نامہ پڑھیں گے۔ اور اس کے استعمال کے صحیح آپشنز کو جانچیں گے، تاکہ آپ اُسے غلط استعمال نہ کرلیں۔

اس میں ایسی بھی ہدایات ہو سکتی ہیں کہ جیسے: اس کے چلانے کے لئے کس طرح کے خاص وولٹیج کی ضرورت ہے۔ یا ہو سکتا ہے کہ اس میں مٹی یا پانی سے بچاؤ کے بارے میں ہدایات ہوں۔ اس لئے آپ اگر ہدایت نامہ پڑھے بغیر اس کو چلائیں گے اور اُسے غلط استعمال کریں گے، تو اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

یا ہو سکتا ہے کہ آپ اُسے پوری طرح نہیں سمجھتے کہ اس کا استعمال کس طرح کیا جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ

Marfat.com

آپ اس کو چلا تو لیں، لیکن اس کے بھی امکانات ہیں کہ DVD پلیئر کی زندگی بہت لمبی نہ ہو، اور فقط آپ کی اپنی لاعلمی کی وجہ سے آپ ایک اچھی اور مکمل چیز کو برباد کر دیں۔

آپ کے ساتھ بالکل ایسا ہی معاملہ ہے۔ اگر آپ اپنے ہدایت نامہ کو پڑھیں گے، سیکھیں گے نہیں، یعنی قرآن و سنّت کو، اور اسی لاعلمی میں جئے جائیں گے، تو کیا آپ کا انجام بھی وہی نہیں ہوگا؟ آپ گناہ کئے جائیں گے اور آپ کو اس کو علم بھی نہیں ہوگا۔ آپ ایک غیر صحت مندانہ طرزِ زندگی اپنائیں گے، جس سے صحت کے کئی مسائل پیدا ہوں گے۔

آپ دوسروں کے حقوق کو پامال کریں گے اور اس طرح دوسروں سے اپنے تعلقات کو خراب کریں گے، اگرچہ آپ کی زندگی کی گاڑی تو چلتی رہے گی۔ لیکن آپ کو حقیقی خوشی نہیں ملے گی۔ آپ کے وہ مسائل جو آپ کی اپنی لاعلمی کے پیداوار ہیں، آپ کو پژمردہ اور اُداس کریں گے۔

یہ سب اس لئے ہوگا کیوں کہ آپ نے دین اور

Marfat.com

دنیا کو الگ رکھا ہو گا۔ اور آپ نے لاعلمی کو علم پر ترجیح دی ہو گی۔

اے اُمّتِ محمدی! دنیاوی علم اہم ہے، کیونکہ آپ کو اس دنیا میں رہنا ہے اور آپ کو تمام آزمائشوں کا سامنا کرنا ہے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھئے کہ آپ کے لئے دینی علم بھی اُتنا ہی اہم ہے۔ کیوں کہ آپ کو اس کا نفع نا صرف اس دنیا میں ملے گا، بلکہ آخرت میں بھی اس کا اجر ملے گا۔

اس علم سے مُراد یہ ہے کہ قرآن کو سمجھنا شروع کر دیں گے۔ اس کی گہرائی میں اُتریں۔ اس میں یہ پڑھیں کہ وہ آیتیں اس وقت کیوں نازل ہوئی تھیں۔ پھر ان کا موازنہ آج کے دور سے کریں۔ اور ان ہدایات کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کریں۔

نا فقط آپ خود یہ تمام باتیں سیکھیں، بلکہ اپنے بچّوں کو بھی سکھائیں۔ سُنّت پہ عمل کر کے قرآن کی عملی مثالیں بن کر دکھائیں۔ دین اور دنیا کی اپنی ذمہ داری کو نبھانے کی کوشش کریں۔

آپ ان ہدایات سے اچھی طرح آگاہ ہوں جو اللہ

Marfat.com

نے آپ کو دی ہیں۔ اپنی دنیا کو عبادتوں کی رُوح کو سمجھے بغیر فقط رسومات کی ادائیگی تک محدود نہ کریں۔

اے اُمّتِ محمدی! وقت نکالیں اور یہ معلوم کریں کہ آپ کا اللہ کون ہے اور اُسے کس طرح راضی کیا جائے۔ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علم حاصل کریں۔ اہلِ بیت کے بارے میں معلوم کریں کہ انہوں نے کیا کیا قربانیاں دی ہیں۔ اور جو کچھ علم آپ کو اس سے حاصل ہو، اُسے اپنے اہلِ خانہ اپنے بچوں اور اپنے دوستوں تک پہنچائیں۔

اے اُمّتِ محمدی! آپ کے تمام مسائل کا حل، آپ کے تمام سوالات کے جواب آپ کے دین میں موجود ہیں۔ آپ کی تمام اداسیوں میں یہ خوشی کا پیغام ہے۔ وقت نکالیں اور اس علم کو حاصل کریں، جو بلاشبہ آپ سب کے لئے ابد تک فائدہ مند ہوگا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتیں آپ سب پر سایہ فگن رہیں، ابد تک۔

آمین!

Marfat.com

۲۲ جنوری ۲۰۱۰ء

باب (۹۷)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو ربِ دو جہاں خالقِ کائنات، لوح و قلم اور حشر کے دن کا مالک ہے۔

درُود و سلام ہوں محبوبِ ربِ دو جہاں، وجۂ تخلیقِ کائنات، لطف و کرم کے تقسیم کنندہ اور شافعِ محشر پر۔

سلام آپ کے لئے، آپ کے گھرانے کے لئے، برکتیں اور رحمتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔

سلامتی ہو اُن سب پر جو اللہ کے غلام ہیں، اور جو اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے یہاں موجود ہیں۔

کچھ دن پہلے خواتین کی ایک جماعت حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آئی۔ اس

Marfat.com

کاتعلق ایک خاص فرقے سے تھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ وہ باقی سب کا مناسب احترام نہیں کرتے۔ ان خواتین میں سے ایک اونچی آواز سے وعظ کر رہی تھی۔ اس تعریف کے بعد اس نے اُن مصائب کا ذکر کرنا شروع کیا ہو، بقول اس کے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اُن غاصبوں اور غداروں کے ہاتھوں جھیلنی پڑی تھیں جنہوں نے ان کے حقوق غصب کئے تھے۔

اُس وقت اس بھیڑ میں آہ و بکا اور نوحہ کرنے والی کافی آوازیں اُٹھ رہی تھیں۔ کچھ عورتیں تو اُن مصائب کا ذکر سُن کر واقعی رو رہی تھیں۔ جب یہ محسوس ہوا کہ غاصب اور غدار کے الفاظ کن جلیل القدر صحابہ سے منسوب کئے جا رہے تھے، تو آپ اُن عورتوں کی جسارت اور گستاخی کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔

جی ہاں، یہ جسارت اور گستاخی کی حد ہے جو کسی سے سرزد ہو سکتی ہے۔ یعنی اللہ کے عاشقین کی شان میں گستاخی۔ مختلف مسائل کی بنیاد پر اُمت کو کئی فرقوں میں تقسیم کرنے کی یہ ابلیس کی ایک حکمتِ عملی ہے۔

Marfat.com

دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگوں کے پاس اپنا کوئی علم نہیں ہوتا۔ اس لئے ایسے لوگ آسانی سے ان مسائل میں اُلجھ کر پھنس جاتے ہیں۔ اور پھر حقیقت کی تصدیق کئے بغیر اُن غلط باتوں کو آگے پھیلا دیتے ہیں۔

اسلام ایک بہت ہی آسان دین ہے۔ اس کے احکامات پر آسانی سے عمل کیا جا سکتا ہے۔ یہ ضوابط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے زمانے میں نافذ ہوئے تھے۔ اور ان پر عمل بھی ہوا تھا۔ عام طور سے اختلاف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ابہام (یعنی کنفیوژن) ہو، یا سمجھنے کی صلاحیت میں کمی ہو۔

لیکن جہاں تک آپ کے دین کا تعلق ہے، معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ اللہ نے ایسے تمام معاملات کے لئے صاف احکامات دیئے ہیں جن کا واسطہ انسانوں سے پڑ سکتا ہے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان میں سے ہر ایک ہدایت (یا حکم) کو اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی نافذ کیا تھا، تاکہ سب کو دکھا سکیں کہ وہ ضابطۂ حیات جو قرآن کریم نے دیا ہے وہ قابلِ عمل ہے۔

Marfat.com

دراصل مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آپ خود کو دنیا سے اس قدر وابستہ کر لیتے ہیں کہ آپ دین سے غیر وابستہ ہو جاتے ہیں۔ آپ دین کو فقط چند رسومات اور عبادات تک محدود کر لیتے ہیں، یعنی ان کی گہرائی میں جائے بغیر۔

آپ لوگوں میں سے اب اکثر لوگوں نے یہ سوچنا شروع کیا ہے کہ زندگی میں فقط ایک بار قرآن پاک کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے سے آپ اپنے دین کے بارے میں اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ اس کے بعد آپ مختلف مسائل پر بات کر سکتے ہیں۔ ان کے متعلق بحث مباحثہ کر سکتے ہیں، اور آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔

قرآن کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جسے کسی انسان نے لکھا ہو۔ یہ اس ذات پاک کی عطا کردہ ہے، جو کائنات اور عرش کا تنہا مالک ہے۔ کسی کے پاس اللہ کا علم ایک قطرے کے برابر نہیں ہے۔ کوئی بھی اللہ کے علم کی حد بندی نہیں کر سکتا۔ فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کو اللہ کے اس

Marfat.com

علم کے بحرِ ذخار سے بڑی فیاضی سے نوازا گیا ہے۔

اور وہ علم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اس میں سے صرف چند ہی قطرے دنیا کو دیئے گئے ہیں، آپ خود سوچیئے کہ علم کے اتنے بڑے ذخیرے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ مبارکہ میں نعوذ باللہ کس طرح لغزش کر سکتے تھے؟

مزار شریف پر آنے والی ان عورتوں کی طرح ایسے کچھ لوگ ہیں، جن کا دعویٰ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں، یعنی آپ کے قریب ترین دوستوں کے درمیان آپس میں بھروسے اور وفاداری کا فقدان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس خاص فرقے کے لوگ ان جلیل القدر صحابہ کو غاصب اور غدّار کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے ان کی بے باکی اور جسارت کو، ان کی بے حیانہ جھوٹ اور عداوت کو۔ وہ اللہ کے معصوم عاشقین پر بہتان باندھ رہے ہیں۔ ان ہستیوں پر جنہوں نے اپنا سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر دیا تھا۔

ہمارے خلفائے راشدین، یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت

Marfat.com

عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ یہ سب اہلِ بیت ہیں۔ کیوں کہ یہ شادی بیاہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں شامل تھے۔ تو اس طرح کوئی اگر ان پر الزام تراشی کرتا ہے، یا اُن کی شان میں گستاخی کرتا ہے، تو گویا وہ اہلِ بیت کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔

وہ لوگ جو ایسے بے ہودہ الزامات لگاتے ہیں، خود اپنے گریبانوں میں کیوں نہیں جھانکتے؟ ان میں سے کتنے ایسے لوگ ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی دولت، یا جو خود اپنا تن من دھن نثار کرنے کو تیار ہیں؟ ان میں سے کتنے ایسے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ مبارک پر جان دے سکتے ہیں، یا ان کے پیغام کو پھیلانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر سکتے ہیں؟

یہ لوگ فتنہ و فساد کو پسند کرتے ہیں اور اپنی اس فسادی فطرت کے باعث یہ مقدس ہستیوں کے پاک ناموں پر دھبہ لگاتے ہوئے شرم محسوس نہیں کرتے۔ یہ اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے اتنے گر جاتے ہیں کہ ایسی کہانیاں گھڑتے ہیں جو سراسر جھوٹی اور بے بنیاد ہوتی

Marfat.com

ہیں۔ پھر بڑی بے شرمی سے ان جھوٹ باتوں کو اپنے اطراف پھیلاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ہر ایک آدمی کے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی نگاہ میں ایسے لوگوں کے دلوں کی کیفیت کو بھانپ لیتے تھے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بہترین دوستوں کے انتخاب میں بھلا کس طرح غلطی کر سکتے ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اُن قریبی ساتھیوں کے بارے میں کس طرح غلط اندازہ لگا سکتے ہوں گے، جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور ایک پل کے لئے بھی اپنی جانوں کی پرواہ نہ کی اور کفار کے آگے چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔ اور ایک بار بھی اپنے فیصلے پر افسوس نہ کیا۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی دولت اور اپنے شب و روز سب اسلام کے لئے وقف کئے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جو فلکِ نبوت کے جگمگاتے ستارے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر رکھ لئے تھے۔ اور تمام

Marfat.com

خطرات اور حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔

یہ سچ ہے کہ یہی وہ صحابہ کرام تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹ کر محبت کی۔ لیکن افسوس کہ وقت گزرنے کے ساتھ اُمت کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خانوادے سے محبت میں کمی آتی گئی۔

آج کے اس دور اور زمانے میں آپ اس محبت کی شدت کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے، جو اُن لوگوں کے دلوں میں موجزن تھی، جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ اب تو محبت صرف وہ لوگ ہی کر سکتے ہیں جو اپنے دلوں کو رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیتے ہیں۔

کوئی کتاب اور کسی بھی قسم کے الفاظ اس محبت کو بیان نہیں کر سکتے۔ یہ محبت فقط محسوس کی جاتی ہے، اور اس کا تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ آج کے لوگ قرآن کو نہیں سمجھتے، وہ غور و فکر نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کون تھے۔ وہ اُن کی حیاتِ مبارکہ، اُن کے دوستوں اور اُن کے گھرانے کے بارے

Marfat.com

میں نہیں جانتے۔

آج کل کے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت کچھ جانتے ہیں حالاں کہ وہ ایک اطلاعاتی دور میں رہ رہے ہیں۔ اُن کے پاس جدید ترین ٹیکنالوجی، سیاسیات، تاریخ، خلاء اور حالاتِ حاضرہ کا علم ہے۔ آپ کوئی بھی موضوع چھیڑیں اور ان میں سے اکثر کو اس پر بولنے پر آمادہ پائیں گے، وہ دراصل سب سے باخبر جاہل ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا علم فقط دنیا پر محیط ہے، مگر اُن کا دینی علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ شیطان کے مقابلہ میں نہایت کمزور ہیں۔ یہ اتنے کمزور ہیں کہ جو کچھ سُنتے ہیں، اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ یہ اس قسم کے لوگ ہیں جنہیں شیطان پسند کرتا ہے۔ یہ اس کے کام کو آسان بناتے ہیں۔

انہیں بس کوئی بھی جھوٹی بات بتائیں، وہ اُسے فوراً ہضم کر لیتے ہیں، اور پھر بلا تحقیق و تصدیق اس بکواس کو ہر سُو پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔

ایمان کسی بھی شخص کا نہایت ہی قیمتی اثاثہ ہوتا ہے۔ اگر اس کے پاس ایمان کی دولت نہیں ہے، تو پھر اس کی

Marfat.com

زندگی میں کتنی بھی زیادہ نعمتیں کیوں نہ ہوں، وہ پھر بھی اس دنیا کا بدقسمت ترین انسان ہوگا۔

جب آپ ایمان کہتے ہیں، تو آپ کی مُراد صرف اللہ پر گواہی دینا اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر گواہی دینا ہوتا ہے۔ (یعنی) اس سچائی کو ماننا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں پھیلائی۔ اس کے علاوہ ان کے اہلِ بیت کی سچائی کو ماننا، ان کے صحابہ کی سچائی کو تسلیم کرنا اور انؑ کے دوستوں کی سچائی کو ماننا۔ کوئی اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ مانے تو وہ ایمان کے بغیر ہے۔ وہ خواہ مسلمان ہونے کی کتنی ہی کوشش کرے، کتنی ہی نمازیں پڑھے۔ کتنے ہی حج اور عمُرہ کرے، وہ اس کے باوجود ایمان کے بغیر ہی ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے نوُر کے براہِ راست پانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے نوُر سے بنایا گیا ہے۔ اور اللہ نے ساری کائناتوں کو صرف اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے پیدا

Marfat.com

فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک تبسم صرف ان کے اللہ کے لئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے پھوٹتی ہر ایک چمک اُن کے اللہ کے لئے ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں، تو اُن کا اللہ بھی خوش ہوتا ہے۔ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتا ہے، وہ اُن کے رب کو ناراض کرتا ہے۔

تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ کچھ لوگ اس دیدہ دلیری سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، آپ کی آل اور آپ کے عاشقین کی توہین بھی کرتے ہیں۔ اور خود کو صاحبِ ایمان بھی سمجھتے ہیں اور گمان یہ کرتے ہیں کہ اُن کے دلوں میں ایمان باقی ہے۔

یہ اُن لوگوں کی طرح ہیں جو شیشے کے گھروں میں رہتے ہوئے اُن پاک ہستیوں کی طرف پتھر پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان پتھروں سے دراصل وہ ہر اُس چیز کو توڑ رہے ہیں جو ان کی اپنی ہے، جو کیچڑ وہ اُن ہستیوں کی طرف اُچھال رہے ہیں، وہ حقیقت میں اُن کے اپنے

Marfat.com

اعمال ناموں پر گر رہی ہے۔

ان کے لئے وہ کتنا بدنصیب وقت ہوگا جب یوم حساب پر وہ اپنے اپنے اعمال نامے کھولیں گے اور یہ پائیں گے کہ ان کی تمام عبادتیں، ان کے تمام ذکر واذکار اور تمام نیک اعمال مٹا دیئے گئے ہیں۔ اس دن سے وہ مکمل طور سے خالی ہاتھ ہوں گے۔ اس دن جب ہر ایک نیک اعمال کے حصول کے لئے ممکنہ طور پر ہر طرف سرگرداں ہوگا۔

اس دن آپ ایک دوسرے سے نیکیوں کے طلب گار ہوں گے۔ آپ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگیں گے۔ آپ چند نیک اعمال کے لئے عہدِ وفا کی قسمیں اٹھائیں گے۔ لیکن افسوس کوئی کسی کی نہیں سُنے گا۔ کوئی کسی کو نہیں پہچانے گا اور کوئی کسی کی مدد کے قابل نہ رہے گا۔

پھر مایوسی کے عالم میں ہر کوئی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ محبوبِ مکرم جن کا اسمِ مبارک آسمان پر چمک رہا ہوگا۔ نا فقط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ گرامی، بلکہ اُن کے اللہ کا نامِ پاک، اُن کے اہلِ بیت کے تمام نام، اُن کے صحابہ کرام کے

Marfat.com

اسمائے گرامی، اولیاءاللہ کے نام اور اللہ کے عاشقین کے نام بھی آسمان پر لکھے ہوں گے۔ اور اُن کے نام ہیرے جواہرات کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

اس کے بعد آپ کو اُن بدبخت لوگوں کے چہرے دکھائی دیں گے، جو اللہ کے عاشقین کی توہین کرتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اور اُن کے دوستوں کی توہین کرتے ہیں۔ جس وقت وہ ان جگمگاتے ناموں کو آسمان پر لکھا دیکھیں گے، تو اُن کے چہرے کالے پڑ جائیں گے۔

انہیں اس وقت فوراً ایک ایک کر کے وہ تمام باتیں یاد آئیں گی جو انہوں نے ان مقدس ہستیوں کے خلاف کہی تھیں۔ وہ اس وقت مارے شرم کے مرجانا چاہیں گے مگر موت انہیں کبھی نہیں آئے گی۔

وہ خاک بننا چاہیں گے لیکن زمین بھی انہیں قبول نہیں کرے گی۔ وہ اُمتیوں کو حوضِ کوثر کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھیں گے، لیکن وہ خود اس کا راستہ کبھی نہیں پائیں گے۔ وہ ہر ایک سے پوچھتے پھریں گے کہ "نبیٔ مکرم کہاں ہیں، براہِ کرم ہمیں ان کے پاس

Marfat.com

لے چلیں"، لوگ انہیں راستہ تو دکھا دیں گے ، لیکن وہ اُن تک کبھی پہنچ نہیں پائیں گے ۔

وہ بھلا شفاعت والی جگہ تک کس طرح پہنچیں گے جب کہ اُن کی اپنی باتوں نے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو ٹھیس پہنچائی ہو ۔ اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وہ فراموش کریں گے جو ان لوگوں نے اس دنیا میں کہی ہوں ۔ جب انہوں نے سوچا ہوگا کہ وہ سب کچھ کہہ سکتے ہیں ، افسوس اس وقت کوئی ان کی مدد نہیں کر سکے گا ۔

یاد رکھیئے ، سچائی کبھی چھُپ نہیں سکتی ، اسے مسخ نہیں کیا جاسکتا ، اسے کوئی توڑ مروڑ نہیں سکتا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، آپ کے اہلِ بیت ، آپ کے دوست اور آپ کے صحابی سچائی اور حق ہیں ۔ ان کے بارے میں چاہے کوئی کچھ بھی کہے ، انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔

یہ وہ ہستیاں ہیں جن کے اسمائے گرامی لوح پر سونے سے لکھے ہوئے ہیں ۔ ان کے نام قلبِ الٰہی پر ہمیشہ کے لئے کندہ ہیں ۔ محبت آپ کے اللہ کے نزدیک

Marfat.com

ایک نہایت حساس لفظ ہے۔ آپ میں سے جو اللہ کے عاشق ہیں، انہیں تو حقیقت میں ہر سانس اس لفظ کے ساتھ لینا چاہیئے۔

اے اُمتِ محمدی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیجئے اور ان کا احترام کیجئے۔ بے شک یہی وہ ہستی ہیں جو آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو جنت میں لے جائیں۔

اے اُمتِ محمدی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت سے محبت کیجئے اور اُن کا احترام کیجئے۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے پناہ محبت کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں سے محبت کیجئے۔ وہ ابھی تک ان کے دوست اور صحابہ ہیں۔

اُن سب سے محبت کیجئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو چکے ہیں۔ کیوں کہ یہ اللہ کے عاشقین کے رُتبے تک پہنچتے ہیں۔ احترام کے معنی کو سمجھیں۔ اللہ کے تمام عاشقوں کا احترام۔ اور پھر یہ سبق اپنے بچّوں، اپنے دوستوں اور اپنے اُن سب لوگوں کو سکھائیں، جو آپ

Marfat.com

کے اطراف ہیں۔

اللہ کے اولیاء اور اس کے دوستوں کا احترام کرنے والے کے درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ احترام نچلی سطح سے ہونا چاہیئے۔ یعنی بچے اپنے بڑوں کا احترام کرنا سیکھیں، اور بڑے اپنے بچوں کا۔ وہ اپنے استادوں کا احترام کرنا سیکھیں، خاص کر اس کا جو ان کا روحانی استاد ہو، یعنی جو اُن کا مرشد ہو۔

اللہ کی تمام برگزیدہ ہستیوں کا احترام کرنا سیکھیں، اللہ کے اُن عاشقوں کا احترام کیجیئے جو ابھی تک اس دنیا میں موجود ہیں، اور اُن کا بھی جو اللہ کے پاس ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! یاد رکھیے کہ ادب وہ پہلا زینہ ہے جو آپ کو اللہ تک لے جاتا ہے۔ اگر آپ کی سیڑھی میں پہلا قدمچہ نہ ہو، تو آپ سیڑھی پر کیسے چڑھ سکیں گے۔ محفلوں میں انتہا درجے کا ادب برقرار رکھنا سیکھیئے، جس وقت محفلیں برپا ہوں، تو ان میں بات چیت یا سرگوشیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ اور جب محفل ختم ہو جائے تو تب بھی نہایت دھیمی آواز میں بات کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

اگر مُرشد موجود نہ ہوں تو تب بھی خاموشی اختیار کیجئے۔ مرشد سے بات چیت کے دوران اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ مرشد کے گھرانے کا بھی نہایت درجے ادب کریں۔

یاد رکھیں، جو ہستیاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہیں، وہ بھی اُسی درجہ کے ادب کے مستحق ہیں، جو اُن کے صحابہ کو دی جاتی ہے۔ انہیں وہ احترام دیں اور بلاشبہ آپ سب کا نام بھی اللہ کے دل میں نقش ہو جائے گا۔

اے اُمّتِ محمدی! اپنے دلوں کو اللہ کی بے پناہ محبت کے لئے کھُلا رکھیں۔

آمین!

Marfat.com

۲۹ جنوری ۲۰۱۰ء

باب (۹۸)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سُورۂ فاتحہ کا مالک ہے۔ وہ جس نے علم عطا کیا ہے اور لوح و قلم کو پیدا فرمایا ہے۔ جو العلیم اور الخبیر ہے۔

درود و سلام ہوں حوضِ کوثر کے مالک پر جنہوں نے اُمت کو صلوٰۃ سکھائی، اور جنہوں نے عاجزی اور انکساری سکھائی۔ اور جو ہم سب میں سب سے زیادہ صابر اور شاکر ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو عشق و محبت کے طالب ہیں۔ وہ عشق و محبت، جن کی نسبت اللہ اور اس کے حبیب سے ہے۔

آج کل دُنیا کے حالات کو دیکھ کر واقعی دُکھ ہوتا ہے۔ آپ میں سے کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ آج کی دُنیا

Marfat.com

زیادہ پرکشش ہوگئی ہے۔ اس میں کرنے کہنے اور سننے کے لئے بہت کچھ ہے۔ زندگی سست اور مضمحل نہیں ہے، ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں۔ یہ بات کچھ لوگوں کی حد تک درست ہوسکتی ہے۔

آج کی ٹیکنالوجی نے چیزوں کو آسان کر دیا ہے۔ فاصلے سکڑ گئے ہیں، اطلاعات، آپ کے اردگرد موجود ہیں کسی بھی مشین جیسا کہ انٹرنیٹ کا بٹن دبایئے اور آپ لمحوں میں علم کی کسی بھی حیران کن دنیا میں پہنچ جاتے ہیں۔ یا آپ ٹی وی کے کسی بھی چینل کا سوئچ آن کریں، آپ کو حیرت انگیز نظارے دیکھنے کو ملیں گے۔

ایسے لگتا ہے کہ دن کے چوبیس گھنٹے وہ سب کچھ کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں جو آپ کرنا چاہتے ہیں۔ زندگی کے لئے محبت میں بے انتہا اضافہ ہوا ہے، جب کوئی بیمار پڑ جاتا ہے، تو سب سے پہلے جو خیال اس کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ ''کیا ہو گا اگر میں مر گیا؟ میرے بچوں، میرے گھرانے، میری دولت' میرے مکانات اور میرے کاروبار کا کیا بنے گا، اور وہ کس طرح باقی رہ سکیں گے؟'' گویا موت کے خیال سے

Marfat.com

بھی اُسے دُنیا کی فکر ہوگی۔

اُسے واقعی شاذونادر ہی یہ خیال آتا ہے کہ:

جب اس کی نظر ملک الموت پر پڑے گی تو اُس وقت اُس پر کیا گزرے گی، جب وہ لوگوں کو اپنی میّت دفن کرتے دیکھے گا، تو اُس پر کیا بیتے گی: یا اُس دن جب حشر برپا ہوگی، تو اُس پر کیا گزرے گی؟

یہ سوالات مشکل سے اُس کے ذہن میں آتے ہوں گے۔ اور اگر کبھی آتے بھی ہوں، تو وہ اُن کے بارے میں سوچتے ہوئے بھی ڈرتا ہوگا۔ اُس کے برعکس وہ ایسے پریشان کُن سوالات سے بچنے کے لئے خود سے کہتا ہے: " زندگی بہت ہی مختصر ہے۔ یعنی اُسے ضائع کرنے کے لئے بہت ہی مختصر۔

جس وقت انسان پیدا ہوتا ہے، تو اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے۔ اور جب وہ مرتا ہے، تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ اب اگر آپ حساب لگائیں کہ کسی بھی وقت کی نماز کی اذان اور اس کی جماعت کھڑی ہونے کے درمیان کتنا عرصہ لگتا ہے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس میں دس سے پندرہ منٹ کا عرصہ

Marfat.com

لگتا ہے۔

اس موازنہ کے پیشِ نظر آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایک انسان کا عرصۂ حیات انہی دس پندرہ منٹ کے برابر ہے، جو کہ اذان اور جماعت کے درمیان کا عرصہ ہے، اب آپ دس پندرہ منٹ والی اس زندگی کا مقابلہ اُس زندگی سے کریں جس کا کوئی خاتمہ ہی نہیں۔ اب آپ ہی بتلائیے کہ دونوں میں سے کون سی زندگی آپ کی نظر میں زیادہ اہم ہونی چاہیئے؟ کیا زندگی کا فقط ایک قطرہ یا زندگی کا وہ پیمانہ جس کی کوئی تہہ نہیں اور جس میں زندگی ابدی ہے؟

ہر روز آپ اپنے روزگار پر جاتے ہیں، یعنی ملازمت، اسکول، کالج وغیرہ کے لئے جاتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ آپ سب روزانہ ایک چھوٹا سا سفر کرتے ہیں، لیکن اس کے لئے کوئی خاص منصوبہ نہیں بناتے۔ یہ آپ کا روزانہ کا معمول ہو سکتا ہے۔ اور آپ اس تھوڑے سے وقت کی ضروریات سے اچھی طرح واقف ہوں گے۔

آپ بس اپنا لنچ اُٹھاتے ہیں، یا کچھ بھی آپ کے

Marfat.com

بریف کیس یا پرس میں سما سکتا ہے، اُسے اُٹھا کر چل پڑتے ہیں لیکن جب آپ کو کوئی لمبا سفر درپیش ہو، تو آپ اس کے لئے کئی دن پہلے سے تیاری کرتے ہیں۔ آپ اپنے سوٹ کیسوں کو کھولتے ہیں اور ہر وہ چیز نکالتے ہیں، جس کی آپ کو سفر میں ضرورت پڑ سکتی ہو۔

آپ نہ صرف اپنے گھر والوں کی ان ضروریات کا انتظام کرتے ہیں جن کے لئے انہیں آپ کی غیر موجودگی میں مسئلہ پیش آسکتا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ اپنا بھی اسی طرح خیال رکھتے ہیں۔ آپ اپنے لئے کافی زادِ راہ بھی لے جاتے ہیں، تاکہ سفر میں کوئی مشکل نہ پیش آئے اور آپ حفاظت سے کچھ وقت بعد واپس لوٹ سکیں۔

موت بھی ایک سفر کی طرح ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے آپ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہوں، لیکن اس فرق کے ساتھ کہ آپ اس سفر سے واپس نہیں آتے۔ ہر ایک کو یہ معلوم ہے کہ اُسے یہ سفر کرنا ہے۔ البتہ اس سفر پر جانے کے وقت سے کوئی واقف نہیں ہے۔

آپ کا یہ سفر کتنا آسان یا کتنا دشوار ہو گا یہ بھی

Marfat.com

نہیں معلوم۔ وہ جگہ جہاں آپ کو پہنچنا ہے وہ بھی نامعلوم اور وہاں آپ کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اس کا بھی قطعاً کوئی علم نہیں۔

اب ایسے سفر کے لئے آپ کو کیا کرنا چاہیئے، آپ کی تیاری کیا ہو؛ زادِ راہ کے لئے آپ کے ساتھ کیا ہونا چاہیئے؛ آپ کی اوّلین ترجیح ایسے ہی سوالات پر ہونی چاہیئے۔ ایسے طویل اور نامعلوم سفر کے لئے آپ کو زندگی بھر منصوبہ بندی اور تیاری کرنی چاہیئے۔ آپ کو اپنے زادِ راہ بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے جمع کرنا چاہیئے۔ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ نہ جانے کب آپ کی باری آئے اور کب آپ کا سفر شروع ہو جائے۔

یہ ہے وہ طریقہ جس کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام نے زندگیاں بسر کیں اور اُن کے بعد بے شمار دیگر مومنین نے اسی طرح زندگیاں بسر کیں۔ ہر وقت حالتِ خوف و فکر میں۔ ہمیشہ اس خوف میں کہ جب اُن کے جانے کا وقت آئے گا، تو اُن پر کیا گزرے گی اور ایسے لوگ سدا اس اندیشے میں رہتے ہیں کہ اس ناگزیر سفر کے لئے ان کے پاس کافی زادِ راہ نہیں

Marfat.com

ہے۔

آپ خود بتائیے کہ اس دُنیا میں پیدا ہونے والوں میں سے ایسے کتنے لوگ ہیں جو یہاں غیر متعینہ مدت تک رہ سکے، وہ خدائی کا دعویٰ کرنے والے آج کہاں ہیں؟ کیا آپ کو فرعون ابھی بھی اپنے لوگوں پر حکومت کرتے نظر آ سکتا ہے؟ کیا نمرود یا شدّاد آپ کو اپنی بنائی ہوئی جنّت میں راج کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے؟

وہ سب لوگ کہاں گئے جو کبھی اس زمین پر اکڑ اور تکبّر سے چلا کرتے تھے۔ جن کی گردنیں غرور و تکبّر سے اکڑی ہوئی رہتی تھیں۔ جن کی زبانیں دن رات کُفر بکا کرتی تھیں۔ اور جو سمجھتے تھے کہ وہ اس دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ افسوس کہ ان سب کو آخر جانا ہی پڑا۔ انہیں اپنی خود ساختہ جنّتوں کو چھوڑ کر جانا ہی پڑا۔ جی ہاں، وہ سب گئے، اور بڑی ذلّت و رسوائی سے گئے۔

ان کا سارا غرور و تکبّر ملک الموت کو دیکھتے ہی ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ ان کی گردنوں کی اکڑ اسی لمحہ ٹوٹ گئی اور اُن کی جھوٹ اُگلتی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

اس دُنیا میں جانکنی کی حالت انسان کے لئے سخت

Marfat.com

ترین کیفیت ہوتی ہے۔ آپ اس درد کا دنیا کی کسی اور تکلیف سے موازنہ نہیں کر سکتے۔ اس درد کو جسم کا رواں رواں محسوس کرتا تو ہے، لیکن بدقسمتی سے اس کے لئے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نا کسی ڈاکٹر کو بلایا جا سکتا ہے اور نہ کوئی دوا دی جا سکتی ہے۔ یہ اللہ کی مرضی پر منحصر ہے کہ مرنے والا اس تکلیف کو کس طرح اور کتنی دیر تک محسوس کرے یا سہتا رہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تکلیف ابد تک اس کے ساتھ رہے اور اُسے کبھی نہ چھوڑے۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے موت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: "چاہے آپ جہاد کے لئے نہ بھی جائیں، تب بھی آپ کو موت آئے گی۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بستر پر آنے والی موت سے تلوار کی ہزار ضربیں کھانا آسان تر ہے۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے موت کے خوف کے بارے میں فرمایا تھا کہ" ذرا سوچیں تو کہ کوئی اگر آ کے آپ سے کہے کہ آج رات آپ کے گھر ڈاکو آ سکتے ہیں، اور ممکن ہے کہ آپ کو نقصان بھی پہنچائیں، تو بتلائیے آپ کا ردِ عمل کیا ہوگا؟ ہو سکتا ہے کہ آپ اس

Marfat.com

خوف کے مارے اپنا کھانا صحیح طور سے نہ کھائیں یا سو بھی نہ سکیں۔

ہو سکتا ہے کہ لٹیرے نہ آتے ہوں، لیکن فرشتۂ اجل کا آنا اٹل ہے۔ وہ ضرور آئے گا اور آپ کو موت کا جام پیش کرے گا، تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کو اس وقت کی فکر نہیں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آپ اب بھی زندگی کی مستیوں میں مگن ہیں۔

موت کی سختی براہِ راست رُوح سے متعلق ہے اور آپ کے جسم کے ہر ایک خلیئے میں موجود ہے۔ موت سیدھے رُوح پر حملہ کرتی ہے۔ حالتِ سکرات میں انسان کے کچھ نہ بولنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں طاقت نہیں ہوتی۔ اس کی زبان بند ہو چکی ہوتی ہے، اس کا ذہن درد سے مغلوب ہوتا ہے۔

اس درد کو فقط وہ محسوس کر سکتا ہے جو اس میں سے گزرتا ہے۔ یا وہ بھی جو نُورِ نبوّت کے ذریعے اس سے واقف ہے (جس کا مطلب ہے کہ اس نے ان ارشادات سے اندازہ لگایا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو بتاتے تھے۔)

Marfat.com

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ: "آپ نے موت کے وقت کیا محسوس کیا؟" تو آپ علیہ السلام نے عرض کیا کہ "اے اللہ! میں نے آگ پر رکھے اس زندہ پرندے کی طرح محسوس کیا جو نہ تو اُڑ سکتا تھا اور نہ ہی مر سکتا تھا۔"

جب ملک الموت کو اُن لوگوں کی فہرست دی جاتی ہے، تو ہو سکتا ہے کہ اُن میں سے کچھ لوگ مکان بنا رہے ہوں، شادی کر رہے ہوں، یا حتیٰ کہ دنگا فساد برپا کر رہے ہوں، اس سے قطعاً بے خبر کہ اُن کے اپنے لئے کیا کھچڑی پکائی جا رہی ہے۔

ایک بار ملک الموت اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوا، جب وہ اپنے لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، جب وہ فرشتہ چلا گیا، تو بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے کہا: "اے اللہ کے نبی وہ شخص کون تھا جس نے آکر مجھے گھور گھور کر دیکھا تھا؟" نبی علیہ السلام نے جواب دیا کہ "وہ ملک الموت تھا۔"

یہ سُن کر وہ آدمی پریشان ہوا اور کہنے لگا: "ایسے لگتا ہے کہ وہ میرے لئے آیا تھا۔ میں فوری طور سے

Marfat.com

ہندوستان کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔ اگر وہ دوبارہ آئے تو بس یہ کہہ دیجئے کہ وہ مجھے تلاش نہ کریں۔ اے اللہ کے نبی ہوا کو حکم دیجئے کہ جتنی جلدی ممکن ہو وہ مجھے ہندوستان پہنچا دے۔"

جب اگلے روز ملک الموت واپس آئے، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ "۔ آپ میرے ایک آدمی کی طرف اتنے غور سے کیوں دیکھ رہے تھے؟" عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ" مجھے یہ حکم ملا تھا کہ میں جا کے اس شخص کی رُوح ہندوستان میں قبض کروں۔ لیکن جب میں نے اُسے یہاں آپ کے ساتھ بیٹھے دیکھا تو میں حیران تھا کہ وہ اتنے کم وقت میں ہندوستان کیسے پہنچے گا۔ لیکن اے اللہ کے پیغمبر مجھے اس وقت اور بھی زیادہ حیرت ہوئی جب میں ہندوستان گیا اور اُسی شخص کو وہاں بیٹھے ہوئے پایا۔"

اس حکایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ چاہے موت سے کتنی ہی دُور بھاگیں، آپ کامیاب نہیں ہوں گے۔ آپ اُسی مقررہ جگہ پر پہنچ ہی جائیں گے جو نوشتۂ تقدیر ہے۔

Marfat.com

موت کی تین سختیاں ہیں ۔ (۱) : موت کی ساعت کی سختی، یعنی حالتِ نزع (۲) : ملک الموت کو دیکھ لینے کے وقت کا انتہائی خوف ۔ دنیا کا طاقتور ترین انسان بھی اُس کی طرف دیکھنے کی جُرأت نہیں کر سکتا ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت کو دیکھا تو آپ علیہ السلام نے اُن سے پوچھا "کیا آپ مجھے اپنا وہ چہرہ دکھا سکتے ہیں جو ایک فاسق و فاجر کو دکھایا جاتا ہے"؟ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا "آپ میں اُسے دیکھنے کی ہمت نہیں ہو سکتی"۔

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام بہ ضد رہے ۔ چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے انہیں دوسری جانب دیکھنے کو کہا ۔ جب آپ علیہ السلام نے مُنہ پھیرا تو دیکھا کہ ایک کالا آدمی کھڑا تھا، بال اکڑے ہوئے، بدبودار سیاہ کپڑے پہنے ہوئے، مُنہ اور نتھنوں سے آگ کے شعلے اور دھواں نکل رہے تھے ۔ اس پر نظر پڑتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام بے ہوش ہو گئے ۔

جب آپ علیہ السلام کو ہوش آیا تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا: "اے ملک الموت! اگر فاسق وفاجر کو عذاب نہ بھی ملتا ہو تو فقط آپ کا چہرہ دیکھنا ہی اس کے لئے کافی عذاب ہے"۔

موت کے وقت ایک اور بھی مصیبت ہے، یعنی جب ایک آدمی اپنے محافظ ملائک کو دیکھتا ہے' اگر وہ اپنے رب کا سچا بندہ ہے، تو وہ ملائک اُس سے کہیں گے کہ: "اللہ آپ کو اُن تمام نیکیوں کا بدلہ دے' جو آپ نے ہم سے کی ہیں۔ آپ نے ہمیں پاکیزہ محفلوں میں بٹھایا اور اپنی نیکیوں کو لکھنے کا موقع دیا"۔

لیکن اگر ان ملائک کا تعلق کسی فاسق وفاجر آدمی سے تھا، تو وہ اُس بدنصیب آدمی سے کہیں گے کہ "اللہ کرے تم کو کوئی نیکی بدلے میں نہ ملے، کیونکہ تم نے ہمیں بُری مجلسوں میں بٹھایا، تمہارے بُرے کرتوت ہمیں دکھلائے گئے اور ہم نے تمہارے قبیح کلام کو سُنا۔ یہ ملائک انسانی صورت میں ہوں گے، جو مرنے والے کو آسانی سے دکھائی دیں گے۔

موت کی تیسری مصیبت اُن لوگوں کے لئے سب سے بدترین ہے جن کا خیال تھا کہ وہ کبھی بھی پلٹ کر

Marfat.com

اللہ کے پاس نہیں جا سکتے۔ ایسے لوگوں کو جہنم میں اپنا مقام اور جو کچھ اُن پر گزرنے والا ہے، وہ سب انہیں دکھائی دے گا۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی اللہ والا ہے اور اُس نے زندگی بھر اپنے رب سے وفاداری کی ہو، تو رُوح کا جسم سے نکلنے سے پہلے وہ جنّت میں اپنے مقام کو اور اُن سب انعامات کو دیکھ لیتا ہے، جو وہاں اُس کے منتظر ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! موت ایک حقیقت ہے، یہ ایک ایسی سچائی ہے جس کا سامنا ہم میں سے ہر ایک کو کرنا ہے۔ حتیٰ کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین پر اپنی آخری سانس لے رہے تھے، تو اُن کے قریب پانی کا ایک پیالہ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُنگلی مُبارک اس پانی میں ڈال کے اُسے اپنے چہرۂ پاک پر ملتے ہوئے فرماتے: "اے اللہ! موت کی سختیاں مجھ پر آسان فرما۔

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا" اے میرے باباجان، کیا آپ کی تکلیف اتنی زیادہ ہے"؟ اس پر رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہیں۔"

اے اُمتِ محمدی! جب اللہ کے محبوبینؑ اللہ کے عاشقین نے موت کی سختیاں جھیلی ہیں، تو پھر کیا یہ بات درست ہوگی کہ ہم زندگی کی اتنی بڑی حقیقت سے چشم پوشی کریں۔ جس نے بھی زندگی پائی ہے، اُسے موت کو ضرور چکھنا ہے۔ یہ صرف آپ کا اللہ ہی ہے جو حیُّ القیوم ہے۔ جو کبھی نہیں مرتا۔

تو پھر جب موت سے کسی طور بھی چھٹکارا نہیں، جب ملک الموت سے کوئی بچ نہیں سکتا، تو پھر کیوں نہ اس حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر کیوں معمولی دُنیاوی مسائل پر وقت ضائع کیا جائے۔ تو پھر کیوں سالہا سال تک بس دولت ہی جمع کرتے رہیں، تو پھر کیوں اس فانی دنیا سے دل لگائیں، اور اپنے دن رات اس خاکی جسم کی دیکھ بھال پر صرف کریں۔ یعنی اس جسم پر جسے آخر کار مٹی سے ہی جا ملنا ہے۔

آپ آخر ایسے کیوں جاہلانہ اور بے پرواہانہ طرزِ عمل اختیار کیئے ہوئے ہیں؟ انجام کار کسے نقصان ہوگا؟

Marfat.com

یہ آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہوگا۔ آپ کے بچے آپ کے اہلِ خانہ اور آپ کے دوست، آپ کو چھ فٹ گڑھے میں ڈال کر گھر لوٹ آئیں گے۔

یہ یہی لوگ ہوں گے جو آپ کے اُس مال کو کھا کر عیش اڑائیں گے، جو آپ نے زندگی بھر اس دُنیا میں جمع کر رکھا ہوگا۔ آپ کا مال یا آپ کی آل آپ کو کس طرح فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟

اے اُمّتِ محمدی! جاگئے اس سے پہلے کہ دیر ہو جائیے۔ جاگئے اس سے پہلے کہ ملک الموت کی صورت دیکھ کر آپ کی زبانیں آپ کے حلقوں میں اٹک جائیں۔ جاگئے، کیوں کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ چند سال، ہوسکتا ہے کہ چند مہینے یا چند گھڑیاں، یا شاید چند ثانیے۔

جاگئے، کیوں کہ شاعر نے بڑی سچائی سے کہا ہے:

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

Marfat.com

کچھ کام نہ آوے گا تیرے یہ لعل و زمرد سیم و زر
جو پونجی بعد میں بکھرے گی پھر آن بنے گی جان اوپر
نقارے نوبت بان نشان، دولت حشمت، فوجیں لشکر
کیا مسند تکیہ، ملک مکان، کیا چوکی کرسی تخت چھپر
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا!

Marfat.com

۵ ۔فروری ۲۰۱۰ء

باب (۹۹)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو پُورب اور پچھّم کا رب ہے۔ یعنی مشرق اور مغرب کا رب ہے۔ جو المصور ہے، جو حُسن کا خالق ہے، دلوں کا خالق ہے۔ اور جو ان سب چیزوں کا خالق ہے جو دلوں کے اندر موجود ہیں۔ یعنی عشق کا۔

درود و سلام ہوں اللہ کے نُور پر جو فقط اسُی کا ہے۔ اسُ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، جنہوں نے عشق کے تمام رنگ دیکھے ہیں۔ اور ہر ایک رنگ کے معنے کو خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ اور سلامتی ہو انُ سب پر بھی جو اللہ کی خوبصورت تخلیقات ہیں، جو محبت کا سبق براہِ راست اسُ ذاتِ پاک سے سیکھتے ہیں جس نے

Marfat.com

انہیں پیدا کیا ہے۔

کیا آپ نے کبھی کوئی دائرہ دیکھا ہے؟ کیا آپ ایک ایسا دائرہ بنا سکتے ہیں؛ چلئے فرض کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک ایسا تار ہے جو سیدھا ہے۔ آپ ایک ہاتھ سے اس کا ایک سرا پکڑتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے اس کا دوسرا سرا۔ پھر آپ بڑی نرمی اور آہستگی سے دونوں میں سے ایک سرے کو موڑنا شروع کرتے ہیں۔ آپ یہ کام بڑی احتیاط سے کرتے ہیں تاکہ تار ٹوٹنے نہ پائے۔

پہلے تو آپ اُسے °۱۸۰ ڈگری تک جُھکاتے ہیں اور پھر اسے مکمل °۳۶۰ ڈگری تک موڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دائرہ صرف اس وقت مکمل ہوتا ہے جب تار کے دونوں سرے آپس میں مل جاتے ہیں۔ یعنی آپ کا دائرہ اس وقت حقیقی دائرہ بنتا ہے، جب اس کے دونوں سروں کے درمیان کوئی خلا نہ ہو۔ اور تار کو بالکل صحیح طور سے موڑا گیا ہو اور اس میں کوئی کونا یا بے قاعدگی باقی نہ رہ گئی ہو۔

دائرہ تکمیل کمال کی علامت ہے۔ طرفین

Marfat.com

کا ایسا ملاپ جب دونوں ایک بن جائیں۔ کائناتوں میں کثیر تعداد میں اتنے دائرے کیوں ہیں؟ یہ محوریں، سیاروں کی گردش کے راستے، یہ سورج اور چاند جتنے بھی ہیں، ان میں زیادہ تر دائرہ نما ہیں۔ سورج چاند اور سیارے بھی گول ہیں۔ زمین کے مرکز میں ایک مسلسل دائرہ نما حرکت جاری ہے، یعنی کعبہ کے اردگرد۔

انسان اور اللہ کی دیگر مخلوقات کعبہ شریف کے گرد مسلسل طواف میں مصروف ہیں۔ ان میں سے ہر ایک دائروں کی شکل میں سات سات چکر لگا رہا ہے۔

ایک کامل دائرہ اس وقت بنتا ہے، جب وہ سامان جس سے آپ اُسے بنا رہے ہیں، وہ مڑنے کے لئے آمادہ ہو اور موڑنے کے عمل کے خلاف مزاحمت نہ کرے اور فطرتاً سخت نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ ایسا ہے تو موڑنے اور جھکاتے وقت وہ آسانی سے ٹوٹ سکتا ہے۔

تو کیا آپ کے خیال میں انسانوں میں بھی ایک کامل دائرہ ان کی زندگیوں میں تشکیل نہیں پا سکتا؟

Marfat.com

جی ہاں، لیکن یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب وہ اپنی انا (یعنی میں) کو بھول جائیں اور خود کو مکمل طور سے اللہ کے سپرد کریں، یعنی اللہ کی رضا کے۔ صرف اسی طرح کرنے سے ہی وہ یکجا ہو سکتے ہیں اور ایک دائرہ کی یک رنگی حاصل کر سکتے ہیں۔

لیکن اگر اُن کی انا اُن کی زندگیوں میں موجود رہی تو یہ ممکن نہیں کہ وہ خود کو مکمل طور سے جُھکا سکیں۔ بغیر تسلیم کے کوئی بھی شخص کسی قسم کا روحانی مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ حق تک وہ مشکل سے رسائی حاصل کر سکے گا۔ یہ بالکل سائنس کے (Convection) والے نظریہ کی طرح ہے، جس کے مطابق سرد ہوا ہمیشہ نیچی رہتی ہے، جب کہ گرم ہوا اوپر اٹھتی ہے۔

کسی کی فطرت میں موجود ٹھنڈک، اس کی انا اور تکبّر اُسے کبھی بھی زمین سے اوپر نہیں اُٹھنے دیں گے۔ یہ تو صرف اس وقت ہوگا جب وہ خود کو جلائے گا، اپنی انا کو پاش پاش کرے گا۔ اپنی جان کو، اپنی ''میں'' سے چھڑائے گا، اور جب اس کے دل میں محبت کی شمع روشن ہوگی۔

Marfat.com

جب دل ہی ٹھنڈا ہو، تو پھر ایسی جگہ میں محبت کا شعلہ کس طرح بھڑک سکتا ہے؛ ایک بار جو محبت اپنی آگ روشن کرنا شروع کر دے، تو تب ہی وہ شعلہ کسی کی ذات کو، اس کے مکمل وجود کو جلانا شروع کر دے گا۔ اور اُس سے پیدا ہونے والی حِدّت اُسے اُوپر اُٹھائے گی اِس مصنوعی دنیا سے دُور حقیقی دنیا کی طرف۔

تو اس حقیقت کے پیشِ نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی شخص کے دل میں موجود ٹھنڈک اُسے اُوپر اُٹھنے نہیں دیتی۔ اور اُسے اتنا نازک بنا دیتی ہے کہ وہ خود کو جُھکا کر دائرہ کو مکمل کر سکے۔

انسان کا جسم فانی ہے، اُسے مرنا ہی ہے، جب کہ اُس کی رُوح نہیں مرتی۔ اس کی بجائے اُسے دوسری دنیا منتقل کیا جاتا ہے۔ وہ روحیں جو دائرہ بنانے کے عمل سے گزر چکی ہیں، وہ دوسری دنیا میں جانے کے وقت کبھی مزاحمت نہیں کرتیں، کیوں کہ وہ پہلے ہی سے خود کو سپرد کر چکی ہوتی ہیں۔ وہ چونکہ اپنا وجود پہلے سے ہی ختم کر چکی ہیں۔ اس لئے وہ اس منتقلی کے لئے مشتاق ہیں۔

لیکن وہ ارواح جنہوں نے اس فانی دُنیا کو ہی

Marfat.com

اپنا مستقل مسکن سمجھا ہوا تھا۔ انہیں یہاں سے منتقل ہوتے وقت بڑی دشواری ہوگی، وہ مزاحمت کریں گی ـــ وہ روئیں گی پیٹیں گی اور تکلیف اٹھائیں گی۔ اُن کے لئے دوسری دنیا کا سفر انتہائی تکلیف دہ اور ناخوشگوار ہے۔ فقط اس لئے کہ انہوں نے سرِتسلیم خم نہیں کیا تھا۔ انہوں نے اللہ کی آواز پر "لبیک" نہیں کہا تھا۔ اور اللہ کے پیغامات کو نہیں مانا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس آخری سفر کی بھی مزاحمت کر رہے ہیں۔

تو ہم دائروں کی بات کر رہے تھے، کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی صلوٰۃ بھی ایک دائرتی حرکت ہے۔ آپ اپنے اللہ کے آگے تسلیم کا ایک دائرہ مکمل کرتے ہیں۔ نماز میں آپ کا قیام، آپ کا رکوع اور آپ کا سجدہ اصل میں عجز و تقویٰ میں آپ کا جھکنا ہے۔ یہ ہے آپ کی حقیقی صلوٰۃ یعنی جب آپ نیچے کی طرف جھکتے ہیں، جب آپ اپنے وجود کی نفی کرتے ہیں۔ اپنی ذات کو خود جلاتے ہیں اور جب اپنی انا کو ختم کرتے ہیں۔

آپ اس قدر جھکتے ہیں کہ آپ کا ماتھا زمین کو چھو لیتا ہے، آپ کی تسلیم کی انتہا یہ ہے کہ آپ کے اور زمین

Marfat.com

کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہ رہے۔ آپ یہ کام دو طریقوں سے کر سکتے ہیں: ایک جسمانی طور سے اپنی مادی حرکات کے ذریعے، جب کہ دوسرا اپنی رُوح کے ذریعے، اپنے رُوحانی حرکات سے کام لیتے ہوئے۔

یہ حلقہ یا دائرہ دونوں طرح سے مکمل ہونا چاہیئے۔ اگر آپ کا جسم تو جُھک رہا ہے، لیکن آپ کی رُوح مزاحمت کر رہی ہے اور ابھی تک دنیا میں مصروف ہے اور نیچے جُھکنے سے انکاری ہے، تو پھر ایسا دائرہ فقط ایک دھوکہ ہے، ایک بے مقصد حرکت ہے۔ اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔

آپ کا حقیقی حلقہ اس وقت مکمل ہوگا جب آپ کی روح بھی آپ کی جسمانی حرکات کے ساتھ حرکت میں ہو، یعنی آپ جب رکوع میں جائیں، تو آپ کی رُوح بھی حالتِ رکوع میں ہو۔ جب آپ سجدہ کریں، تو یہ بھی حالتِ سجدہ میں ہو۔ جب آپ کو یہ یکسانی اور یک رنگی حاصل ہو جائے تو پھر آپ کو ایک دوسری یکسانی بھی حاصل ہوگی۔ یعنی آپ اس قدر جُھکیں گے کہ آپ کا پورا وجود حق سے جا ملے گا۔

Marfat.com

آپ اس کا موازنہ اس تار سے کر سکتے ہیں جس کے
دونوں سرے آپ دائرہ کو مکمل کرنے کے لئے ملاتے ہیں۔
اگر آپ ان دونوں سروں کو کسی طرح نہیں ملاتے، اور آپ
اپنا ہاتھ ہٹا لیتے ہیں، تو یہ تار بھی اپنی صورت تبدیل کر لیتا
ہے، یہ پھر سے سیدھا ہو سکتا ہے۔

ایک غلطی سے پاک دائرہ کے لئے۔ اس کے دونوں
سرے ہمیشہ باہم جُڑے ہوئے اور دُرست ہونے چاہئیں۔
ہوتا یہ ہے کہ آپ نماز ختم ہوتے ہی دُنیا کی طرف تیزی
سے لوٹ جاتے ہیں۔ یہ بھُولتے ہوئے کہ چند لمحے پہلے یہ
آپ ہی تھے جو اپنے اللہ کے آگے جُھکے ہوئے تھے اور
اس سے اپنے تسلیم اور وفاداری کا عہد کر رہے تھے۔

تو پھر یہ کیا بات ہے کہ جیسے ہی آپ دنیا کے پاس
پہنچتے ہیں تو اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے
دوسروں کو تکلیف دینا شروع کرتے ہیں۔ اس کا مطلب
یہ ہوا کہ آپ کی صلوٰۃ کی تمام حرکات درست نہیں تھیں۔
اور وہ سب کچھ جو آپ نماز میں کہہ رہے تھے حق پر مبنی
نہ تھا۔

اس کے معنے یہ ہیں کہ نماز کے فوراً بعد آپ اپنے

Marfat.com

پُرانے طور طریقوں پر آجاتے ہیں اور آپ کے تسلیم کا دائرہ اپنی صورت برقرار نہیں رکھتا۔ یعنی آپ کی وابستگی نامکمل ہے۔ صرف چند ہی لوگ اپنی پوری زندگیوں میں ایک دائرہ کی صورت میں رہتے ہیں، چاہے وہ نماز پڑھ رہے ہوں یا اپنے معمول کے دنیاوی معاملات کر رہے ہوں، یا اپنے اِردگرد کے لوگوں سے مل رہے ہوں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو خود کو مکمل طور سے اپنے اللہ کے سپرد کئے رہتے ہیں۔ اب ان کے اللہ کی رضا ان کی رضا ہے۔ وہ زندگی بھر حالتِ سجدہ میں رہتے ہیں۔ وہ تمام چیزیں یا اعمال جن سے ان کا اللہ راضی ہوتا ہے، وہ بھی اُن سے راضی ہوتے ہیں۔ اور وہ تمام چیزیں یا اعمال جن سے اُن کا اللہ ناخوش ہوتا ہے، وہ خود بھی ان کو ناپسند کرتے ہیں۔ اُن کا دائرہ اتنا کامل ہے کہ کوئی بھی یہ نہیں بتا سکتا کہ اس دائرہ کے دونوں سرے کہاں جُڑے ہوئے تھے۔

اصل میں اُن کی تسلیم و رضا اتنی کامل ہے کہ آخرکار ان کا تمام وجود بھی بڑی خوبصورتی سے تحلیل ہو کر حق سے جا ملتا ہے۔ اور یہی وہ موقعہ ہوتا ہے کہ وہ حق کے ساتھ کامل طور سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

" اے قطرہ، خود کو مٹا دے بلا تاسف کے
اور اس کے بدلے مہاساگر پالے۔
سُن اے قطرہ، خود کو اس اعزاز سے نواز لے
سمندر کی آغوش میں محفوظ ہو جا
اتنا خوش نصیب کس کو ہونا چاہیئے؟
سمندر کو جو ایک قطرے کو لبھا رہا ہے؟
ارے خُدا کے لئے، خدا کے لئے، بیچ دو اور
فوراً خرید لو
ایک قطرہ دو اور موتیوں سے بھرا یہ سمندر لو۔
(مولانا رُومؒ)

دُنیا نے کئی جواہر کی چمک دیکھی ہے، کئی عاشقین کا نُور دیکھا ہے، اور سچے عاشقوں کی گرمئ محبت دیکھی ہے۔ ماضی میں ان جواہر اور اس گرمئ محبت کی وہ لوگ بڑی چاہت رکھتے تھے، جو ان کی قدر و قیمت جانتے تھے، یعنی اللہ کے عاشقین کی قدر و قیمت۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ دنیا کے لوگ اس جھوٹی چمک دمک اور بے معنی مشاغل میں اتنے گمُ ہو گئے کہ وہ حق کے متعلق ان اسباق کو بھول گئے جو اُنے

Marfat.com

جواہروں نے انہیں سکھائے تھے۔ آج دنیا جس صورتحال سے گزر رہی ہے، اس کی وجہ یہی ہے۔ آج خوشی بہت قلیل ہے اور مشکلات ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔

یہی وقت ہے کہ جب آپ کو پھر سے اللہ کے ان خزانوں، اللہ کے عاشقوں کی باتیں کرنی چاہئیں۔ آج آپ کو پھر سے اپنے دامن ان خزانوں سے بھرنے چاہئیں۔ جو حضرت گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ جیسی ہستیوں نے آپ کے لئے چھوڑی ہیں۔ بے شک یہ اُن ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے ان سب لوگوں کو بصیرت اور عشق و محبت کی باتیں عطا کیں، جو دنیا میں بڑی خوبصورتی سے روحانیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور جن کا فیض آج بھی ان ہزاروں لوگوں کو پہنچ رہا ہے جو اُن کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔

حتیٰ کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ جیسے جواہر بھی اُن کے دربار میں صرف چالیس دن گزارنے کے بعد دولتِ سکون سے مالا مال ہوتے تھے، جہاں انہوں نے اپنے اس استاد سے راز و نیاز کے کئی نازک معاملات سیکھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں کہے گئے

Marfat.com

یہ الفاظ کتنے سچے ہیں کہ :۔

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

یعنی : (حضرت گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، جو سارے عالم کو فیض پہنچاتے ہیں، جو اللہ کے نور کا مظہر ہیں۔ جو بے کسوں کے لئے پیرِ کامل اور کاملوں کے لئے راہنما ہیں۔")

حضرت داتا گنج بخش، یعنی روحانیت کے خزانے عطا کرنے والے کا اصل نام حضرت سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اور آپ کی ولادت غزنی میں پانچویں صدی ہجری میں ہوئی تھی۔ آپ حسنی سید تھے، آپ حضرت شیخ ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی کے مرید اور پھر خلیفہ بنے۔

اس کے علاوہ آپ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جنید بغدادی کے بھی خلیفہ تھے۔ آپ حضرت ابو علی سرمدی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالقاسم، غزگانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد تھے۔

Marfat.com

آپ رحمتہ اللہ علیہ چھوٹی عمر میں ہی علم کے اُن تمام شعبہ جات کے ماہر ہو چکے تھے، جو اس دور میں ایک عالم کے لئے ضروری سمجھے جاتے تھے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق بسر کی، جس میں ارشاد ہوا ہے کہ:

"اے اللہ کی اطاعت کرنے والو!
وہ جن کے پاس علم ہے، صرف وہی
اس (اللہ) کو جانتے ہیں"

آپ رحمتہ اللہ علیہ علم کو وہ چابی قرار دیتے تھے، جس سے کائناتوں کے اسرار کھولے جا سکتے ہیں۔ اور جس سے انسان اور اس کے رب کے درمیان مناسب رشتہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حصولِ علم کے لئے دُور دراز کے سفر کئے۔

اپنی مشہور کتاب "کشف المحجوب" میں آپ فرماتے ہیں "علم وہ خوبی ہے جس سے نادانوں کو دانا بنایا جاتا ہے۔ یہ بصارت کو وسعت عطا کرتا ہے اور آدمی کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ وہاں تک دیکھ سکے، نہ

Marfat.com

جہاں تک کوئی نہ دیکھ سکتا ہو اور وہ کچھ جانے جو دوسرے نہیں جانتے"۔

کم عمری میں ہی حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے کتابیں لکھنی شروع کی تھیں اور "کشف المحجوب" میں آپ نے اپنی آٹھ کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہیں' آپ شاعرانہ صلاحیت سے بھی نوازے گئے تھے، لیکن آپ کا ابتدائی دیوان کسی نے پڑھنے کے لئے لیا تھا اور اپنے پاس ہی رکھ لیا تھا۔ بعد میں اس نے حضرت داتا صاحب کا نام مٹا کر اُسے اپنے نام سے منسوب کر لیا۔

جب حضرت داتا صاحبؒ روحانیت کے کمال کو پہنچے تو آپ نے خاموش رہنا سیکھ لیا۔ کیوں کہ اُن کو شاعری کی ضرورت کم تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے اشعار اوائل عمری میں لکھے تھے۔

داتا صاحبؒ نے ان سب لوگوں کے دلوں کو چھُوا ہے جو عشق کے مہاساگر میں غوطہ لگانا چاہتے تھے۔ جو یہ چاہتے تھے کہ کوئی انہیں اس شعر کی تشریح سُنائے۔

"ساری عمر شراب وصل کے پیمانے نوش کئے
لیکن پیاس ہے کہ بجھنے میں نہیں آتی

Marfat.com

اے محبوب یہ کیا قیامت ہے کہ تو میرے آغوش سے میرے آغوش میں نہیں آتا۔"

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا ماننا تھا کہ اللہ کے لئے انسان کی محبت ایک ایسی خوبی ہے کہ جو کسی عاشق کے دل میں ایک بڑے جلوے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، جس سے وہ اپنے محبوب کو مطمئن کرنا چاہتا ہے اور پھر خود ہی اس کے دیکھنے کی آرزو میں بے تاب اور بے قرار ہو جاتا ہے اور اسے اس کے بغیر چین نہیں آسکتا۔

وہ خود کو محبت کے قوانین کے حوالے کرتا ہے، پھر وہ دو قسم کی محبت میں سے ایک بن جاتا ہے، یا تو وہ ان لوگوں جیسا ہو جاتا ہے جو اپنی جانب اللہ کی نعمت کا احترام کرتے ہیں اور جنہیں یہ احترام نوازنے والے کی محبت کی طرف لے جاتا ہے۔

یا وہ ان جیسا ہو جاتا ہے، جو محبت سے اس قدر مدہوش ہیں جو اللہ کی تمام نعمتوں کو اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان ایک پردہ سمجھتے ہیں، اور نوازنے والے کا احترام اس کی نعمتوں کے احساس تک کو لے جاتا ہے۔

Marfat.com

داتا صاحب کا ماننا تھا کہ دوسرے والوں کا طریقہ زیادہ ممتاز ہے، جیسے کہ رومیؒ کا ارشاد ہے :

''آپ کے اور میرے درمیان کیا پردہ رہ سکتا ہے ؛ پردہ تو صرف میں تھا اور تُو نے مجھے جلا کر الگ کر دیا''؛ اے میرے محبوب، تُو نے میری راکھ پر اپنا نام لکھ دیا ہے ۔ اب ساری چیزیں جنون ہیں جو ہماری آگ میں ناچ رہی ہیں''

داتا صاحبؒ نے محبت کو بھی گہرا مفہوم بخشا آپ نے فرمایا کہ محبوب تو قائم و دائم ہے اور عاشق معدوم ہے۔ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کے قیام کو دوام بخشے اور وہ خود اپنے مظاہر کی نفی نہیں کرسکتا، سوائے محبوب کے جوہر کے ماننے یا اس کی تصدیق کئے ۔کیوں کہ اس صورت میں اُسے اپنے محبوب کا حسُن و جمال درکار نہیں ہوگا۔

لیکن جب اُسے معلوم ہو کہ اس کی زندگی کا دارومدار محبوب کے حسُن و جمال پر ہے، تو اس کے لئے ضروری ہو جائے گا کہ وہ خود اپنے مظاہر کا خاتمہ کرے جو اس کے اور اس کے محبوب کے درمیان، اور محبوب کے لئے اس کی

Marfat.com

محبت کے درمیان بھی پردہ ہیں۔

مولانا رُومی علیہ الرحمت نے بھی اس کا اظہار اپنے خوبصورت خیالات میں کیا ہے، فرماتے ہیں:

''تم اسے دیکھ نہیں سکتے،

اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے، تو وہ تم ہی ہو۔

کیا قطرہ بھی سمندر تک پہنچ پائے گا

اگر اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ سمندر اس کے اندر اُبل رہا ہے؟

اس سے زیادہ بات نہ کرو، اس نے کہا

اپنے راز کی پاسداری کرو''۔

حضرت داتا صاحبؒ نے دراصل آپ کو دائرہ میں رہنا سکھایا، اتنا جُھکنا سکھایا کہ نہ صرف دائرہ کے دونوں سرے مل جائیں، بلکہ دونوں حقیقتاً ایک ہو جائیں۔ جب تک کہ آپ دُوئی کو نہیں مٹائیں گے، دائرہ تشکیل نہیں پائے گا۔ دائرہ کائناتوں کا راز ہے، بلکہ اس سے بھی آگے۔

اللہ کی محبت آپ سب پر ہو۔ آمین!

Marfat.com

۱۲ فروری ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۰)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو نُورالعالمین، نُورالسموٰت والارض، نُورِ کائنات اور نُورِ سچائی ہے۔ وہ نُور جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔

درود وسلام اللہ کے نبی پر، جو معصوم ترین دل اور پُرکشش ترین تبسم کے مالک ہیں۔ درُود وسلام اُس ذات پاک پر جو اپنی اُمّت کے لئے رحمت ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن اہلِ نُور کے لئے جو ہر جُمعہ یہاں جمع ہوتے ہیں اور اس خوبصورت محفل کی برکتیں اور جمعہ کی رحمتیں اکھٹی کرتے ہیں۔

گزشتہ خطاب میں یہ بتایا گیا تھا کہ ایک انسان کس طرح ایک دائرہ میں سما کر اس کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتا ہے۔ جب ایک آدمی اپنی انا، اپنی

Marfat.com

"میں"، کو چھوڑ کر کامل اطاعت کے ساتھ اپنے رب کے آگے جھک جاتا ہے۔ تو تب ہی وہ حلقہ مکمل تشکیل پاتا ہے۔

دائرہ کے دونوں سرے اس طرح باہم ملنے چاہئیں، کہ ان میں کسی قسم کا جھول، یا ڈھیلا پن نہ ہو اور دائرہ کی صورت صاف اور واضح دکھائی دے۔ جب کسی کا یہ محدود دائرہ اس حدِ کمال تک پہنچے، تب ہی وہ اس لامحدود دائرہ تک رسائی کے لئے تیار ہوتا ہے۔ یعنی وہ اس ذاتِ کامل سے وصل کرنے کو تیار ہوتا ہے، جس کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی انتہا۔ نہ اس کی کوئی ایسی صورت ہے جو کسی محدود صورت سے مشابہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہمیشہ سے موجود تھا اور ہمیشہ موجود رہے گا۔

محدود اور لامحدود کے اس وصل کے معنیٰ دراصل یہ ہیں کہ آپ نے اپنا وجود ختم کر دیا ہے اور آپ ہمیشہ رہنے والے وجود میں سما گئے ہیں۔ مگر یہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ انسان ایک بیرونی خول اور مختلف اندرونی مادے سے بنایا گیا ہے۔ اس کا بیرونی خول اس کا دنیاوی جسم ہے جب کہ اس کا اندرونی گودا اس کی روح اور اس کا

Marfat.com

پوری نہیں ہوتی ہیں، تو وہ اپنی تمناؤں کا اظہار نہ کرے۔
یعنی چاہے وہ اپنی غذا کا بندوبست نہ کرتا ہو لیکن پھر بھی مہنگے اور پُرتکلف طعام کی تمنّا تو کرسکتا ہے، چاہے اس کے پاس رہنے کو جگہ نہ ہو، لیکن وہ ٹی وی، اسٹیریو، یا ڈی وی ڈی وغیرہ کی تمنا تو کرسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کبھی کبھی اُس کی خواہشیں اس کی بنیادی ضروریات پر بھی غالب آجائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ سینما جانے کی ٹکٹ کی خاطر ایک وقت کا کھانا چھوڑ دے۔
انسان کی اندر کی بھی ضروریات اور خواہشات ہیں۔ لیکن یہاں ضروریات زیادہ شدید ہیں، اور ان سے محرومی انسانی روح کے لئے زیادہ نقصان دِہ ہے۔
رُوح کی اولین ضرورت توحید پر ایمان ہے، یعنی خُدائے واحد پر ایمان اور اُسے قادرِ مطلق اور علیم وخبیر ماننا اور اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک اور محفوظ رکھنا ہے۔ اس کی دوسری ضرورت اپنے رب کی کامل اطاعت کرنا جو آپ کا خالق بھی ہے اور رب بھی۔
تیسری ضرورت اس اطاعت کا اظہار اپنی تمام فرض عبادتوں کو خلوصِ نیّت سے ادا کرنا ہے۔ اور اللہ

Marfat.com

قلب ہے۔

ہر ایک تہہ کی اپنی خواہشات اور ضروریات ہیں، ضروریات وہ ہیں جو اس کی بقا کے لئے لازم ہیں، جب کہ تمنائیں وہ ضروریات ہیں جو آسائشیں تو دے سکتی ہیں لیکن وجود کے لئے ضروری نہیں ہیں۔

ظاہری جسم کو خوراک، لباس، گھرانے اور ساتھیوں کی ضرورت ہے۔ جن کے تقاضے بے شمار ہو سکتے ہیں۔ جسم کو آئے دن نئے کپڑوں کی ضرورت پیش آ سکتی ہے، اُسے سرکاری کھانا، یا نئے میک کی گاڑی، یا بیرونِ ملک جانے کے لئے تعطیلات کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ گویا ایک خواہش پوری ہونے کے بعد دوسری سامنے آجاتی ہے۔

ظاہری جسم کی ضروریات تو چند ہیں، جب کہ اُس کی خواہشات لامحدود ہیں۔ اکثر اوقات جب ایک شخص کی دنیاوی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں، جس کا مطلب ہے کہ اُسے روٹی، کپڑا اور مکان مل جاتا ہے۔ تو پھر وہ خواہشات کو پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اس کے معنے یہ بھی نہیں کہ جب تک اس کی ضروریات

Marfat.com

کی تعین کردہ تمام اقدار کی پاسداری کرنا، یعنی جھوٹ نہ بولنا چوری نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، انسانوں اور دوسری مخلوقات کو نقصان نہ پہنچانا وغیرہ۔ تیسری ضرورت یہ بھی ہے کہ راہِ راست پر چلنا، تاکہ دنیا و آخرت دونوں آسان اور باعثِ رحمت ہوں۔

دوسری اور تیسری ضرورتیں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ دوسری ضرورت کہتی ہے کہ اپنے رب کے آگے سرِ تسلیم خم کرو، جس کا مطلب ہے کہ اس کی رضا آپ کی رضا ہے۔

ایک چوتھی ضرورت بھی ہے، یعنی اللہ کا ذکر ہر وقت جاری رکھنا تاکہ رُوح کو اس کی غذا ملتی رہے۔ ذکر اللہ کی یہ غذا جو اُسے مضبوط تر اور زیادہ خوبصورت بناتی ہے۔ یہ ضرورت ذکر کرنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا اللہ اور اس کے محبوب کی حمد و ثناء اور درود شریف پڑھنے اور سُننے اور دوسری کوئی بھی نفلی عبادات ادا کرنے سے پوری ہوتی ہیں۔

اس داخلی ذات کا بس ایک ہی تقاضا ہے۔ یہ تقاضا دنیاوی ضرورتوں سے مختلف ہے۔ کیوں کہ اس

Marfat.com

سے نہ صرف خوشی وطمانیت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ اس سچے وجود کے لئے بھی ضروری ہے جس سے انسان کامل بنتا ہے۔ یعنی اُس ذاتِ پاک کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے۔ جو ازلی اور ابدی ہے۔

یہ ضرورت کسی شخص کی خواہش کے لئے ہو سکتی ہے، یا کسی اور شخص کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ رُوح اگر کسی دُنیا دار انسان کی ہے، تو پھر ہو سکتا ہے کہ اس کی داخلی ضروریات مناسب طور سے پوری نہ ہوں۔ اس کے اللہ کی اطاعت میں کمزوری ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی عبادات کمزور ہوں، یا اس کے ذکر اللہ کی تعداد کم ہو۔

کیا ہوگا اگر انسان کا مادی جسم اس کی مادی ضرورتوں کو پورا نہ کرے؟ اس میں بہت جلد محرومیت کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر اُسے مناسب غذا نہ ملے تو وہ کمزور بھی پڑ سکتا ہے۔ اگر موسم کے مطابق اس کا لباس ناکافی ہو، تو وہ بیمار بھی پڑ سکتا ہے۔ اگر اس کے پاس رہنے کو جگہ نہیں، تو وہ مصیبت زدہ ہو کر خطرات کا شکار ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

بالکل اسی طرح اگر اس کی روحانی ضرورتیں مناسب طور سے پوری نہیں کی جاسکتیں، تو اس کا اثر براہِ راست اس کی روح پر ہوگا۔ اس کی رُوح کمزور ہونا شروع ہوگی۔ اگر اس کا ایمان کمزور ہے اور وہ اللہ کے احکام کی بجاآوری میں ناکام ہو جائے، یا وہ اپنی فرض اور دوسری عبادتوں کو ادا کرنا بھول جائے، تو اُسے تو یہ بھی پتہ نہیں چلے گا کہ اس کا نفس بڑی تیزی سے اس کی روح پر حاوی ہو رہا ہے، اور رفتہ رفتہ وہ شیطان مردود کا آسان شکار بن جائے گا۔

کوئی اگر اس کی روحانی ضرورتوں کو نظر انداز کرے گا، تو وہ اپنے لئے روحانیت کی تمنّا کس طرح کرے گا؟ وہ اپنے خالق کے قرب کی تمنا کس طرح کرے گا؟

ایک انسان اپنے خالق کو بھُول سکتا ہے لیکن خالق اپنی کسی بھی تخلیق کو فراموش نہیں کرسکتا۔ حتیٰ کہ اس کالی چیونٹی کو بھی جو کالی رات میں، کالے پتھر پر رینگ رہی ہو۔ وہ اس کالی چیونٹی کو بھی فراموش یا نظر انداز نہیں کرتا۔

Marfat.com

مگر اللہ یہ دیکھ رہا ہے کہ اس کی تخلیقات میں سے کتنی اُسے یاد کرتے ہیں، اُسے تلاش کرتے ہیں اور اس سے سچّی محبت کرتے ہیں۔ وہ یہ سب دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔ وہ ہر آدمی کے دل کی کیفیت کو جانتا ہے، وہ یہ جانتا ہے کہ کتنے اُس کے ہیں اور کتنوں کا تعلق تاریکی سے ہے۔

اللہ کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ تمام احتیاجات سے بالا ہے۔ یہ تو صرف انسان ہی ہے جو فراموش کرتا ہے، جو ناشکرا ہے اور جو تکبّر اور غرور کی رسیّوں میں جکڑا ہوا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا یہی روّیہ اُسے دائمی خسارے اور دردِ مسلسل میں ڈالے گا۔

آدمی کی بہادری، شجاعت اور اس کی قوت کا دارومدار اس مضبوط جسمانی ساخت یا شمشیر زنی میں اس کی مہارت پر نہیں ہے۔ اس کی اصل ہمت اور قوت اس میں مضمر ہے کہ وہ اپنے نفس اور اپنی جسمانی خواہشات کو کس طرح قابو میں رکھتا ہے۔

اُس کی قوت اس سے بھی جھلکتی ہے کہ وہ اپنی

Marfat.com

روحانی ضروریات کو کس طرح پوری کرتا ہے۔ جب کوئی شخص اس قوت کو حاصل کر لیتا ہے تو تب ہی وہ اعلیٰ روحانی درجے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ نفس آپ کی اُن دُنیاوی ضروریات کا نام ہے، جو آپ کو آپ کی زندگی میں گمراہ کر سکتی ہیں۔ یہ بات آپ کو قرآنِ کریم میں صاف صاف بتلائی گئی ہے کہ:

"اور یہ کہ اے مسلمان! اللہ کے اتارے پر حکم کر اور ان کی خواہشات پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے تغزیر نہ دے دیں۔" (مائدہ ۴۹)

اسی طرح سورہ "صٓ" میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

"لوگوں پر سچّا حکم کر اور نفسانی خواہش کی پیروی مت کر کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکائے گا۔" (سورہ صٓ ۲۶)

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ہر گناہ کا سبب خواہش نفس ہے، اور یہی خواہشِ نفس آپ کو دوزخ کی جانب لے جاتی ہے۔"

اس سلسلہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ ”ان نفسوں کو روکو، کیوں کہ یہ وہ ہراول دستہ ہے جو تمہیں بُرائی کی انتہا کی طرف لے جائے گا۔ بے شک حق بھاری اور کڑوا ہے اور باطل آسان ہے۔ توبہ قبول کروانے سے گناہ کا ترک کر دینا زیادہ آسان ہے، کئی شہوانی نظریں اور لمحہ بھر کی حسرتیں طویل غم و رنج میں دے دیتی ہیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اُمت کو یہ تعلیم دی کہ شیطان ہی انسان کا اصل دشمن ہے اور بہترین جہاد نفس کے خلاف جہاد ہے۔“

حتیٰ کہ صحابہ کرام بھی کفار کے خلاف جہاد سے واپسی پر فرمایا کرتے تھے کہ ”ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے ہیں۔“ جس کا مطلب تھا کہ خواہشِ نفس کے خلاف جہاد، جہادِ اکبر ہے۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے نفس کے فریب کے بارے میں متنبہ کرتے ہوئے یہ بھی خبردار کیا تھا کہ جو خود اپنے نفس کا غلام بنتا ہے، وہ دراصل اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

”میدانِ جنگ کا گھوڑا بھاگ گیا، وہ کفار کے ہاتھ آگیا۔ اور جس کا ایمان بھاگ گیا، وہ جبّار کے غضب

Marfat.com

میں آگیا۔ (ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں شیطان کی)۔ جو کافروں کے قبضے میں آجائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہوتا ہے۔ نہ ان کے ہاتھوں کو گردنوں سے باندھا جاتا ہے، نہ پاؤں میں بیڑیاں ڈالی جاتی ہیں، نہ پیٹ بھوکا رہتا ہے اور نہ بدن ننگا ہوتا ہے۔ لیکن جو جبّار کے غضب میں پھنس جاتا ہے، اُس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے ہاتھوں کو زنجیروں سے گردن پر باندھ دیا جاتا ہے۔ پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ڈالی جاتی ہیں، اور اس کا کھانا پینا اور لباس آگ کا ہوتا ہے۔"

نفس اور دنیاوی خواہشات محض فریب ہیں، جو انسان کو اصلی آسائش دیتی ہیں نہ ہی خوشی۔ حتیٰ کہ آج کل کے لوگ بھی اس بات سے آگاہ ہیں اور انہوں نے اس بارے میں اپنے نظریئے پیش کئے ہیں۔

محدود استعمال (Marginal Utility) پر ایک بڑا دلچسپ نظریہ ہے۔ یعنی معاشیات میں معدومیت کا قانون (Law of Dimishing) کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حاجت کے لئے کسی شے کا استعمال بڑھا دیتا ہے، تو محدود استعمال (Marginal Utility) یا اس

Marfat.com

سے حاصل ہونے والے اطمینان میں کمی آجاتی ہے اور کمی کا یہ رجحان اس شئے کے ہر اضافی مقدار کے ساتھ بڑھتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی شخص چاکلیٹ کو ایک بار کھاتا ہے تو اُسے بہت زیادہ مزہ آئے گا، مگر اسی چاکلیٹ کو دوسری بار کھالے تو اُسے وہ لطف و مزہ نہیں آئے گا جو پہلی بار کھانے سے آیا تھا، فرض کیجئے کہ وہ ایک تیسری بار بھی کھالیتا ہے، تو اُس میں نہ اُسے مزہ آئے گا اور نہ اُسے اطمینان نصیب ہوگا۔ کیوں کہ اس کا مزہ اس کے ہر ٹکڑا کھانے کے ساتھ کم ہوتا ہے۔

یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا کی حاجتیں آپ کو تو بس اطمینان اور مزہ کا ایک جھوٹا احساس دیتی ہیں، اس سے چاہے آپ کو کچھ مل بھی جائے، تو تب بھی وہ عارضی اور تھوڑے وقت کے لئے ہوتا ہے۔ جب صورتِ حال یہ ہو، تو پھر آخر آپ کیوں زندگی بھر ایسی بے معنی لذتوں اور حاجتوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ جو ہر استعمال کے بعد آپ کو دائمی لذت کبھی نہیں دے سکتیں۔

کتنا عاقبت نا اندیش اور احمق ہے ایسا شخص جو اپنا دن رات ایسی جھوٹی لذتوں کے حصول کے لئے ضائع کرتا ہے۔ جو دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔

Marfat.com

جو جھوٹ بولتا ہے، لوٹتا اور فریب دیتا ہے، جو حسد کرتا ہے اور دوسروں پر جلتا ہے۔

وہ یہ سب کچھ محض اپنی دنیاوی خواہشات میں لذت کی خاطر کرتا ہے اور اپنی پوری زندگی ان خواہشات کی تکمیل میں گزارتا ہے۔ جب اُسے اچھی طرح علم ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ جھوٹ ہے اور اُن سب کا حصول اس لئے ممکن نہیں، لیکن اس کے باوجود بھی وہ اسی راہ پر چلتا ہی رہے گا، جب تک کہ قبر اس کی آنکھیں بند نہ کر دے۔

کیا آپ نے بچّوں کا وہ کھیل دیکھا ہے جس میں ایک بچّے کی آنکھوں پر پٹّی باندھی جاتی ہے اور باقی بچّے اس کے گرد ایک دائرے میں بھاگتے ہیں تاکہ وہ انہیں پکڑے۔ وہ دراصل اپنی بند آنکھوں کے ساتھ اُن کی آوازوں کا پیچھا کرتا ہے۔ وہ اس کوشش میں گر بھی سکتا ہے، ٹکرا بھی سکتا ہے مگر وہ رُکتا نہیں ہے، اگرچہ یہ اُس کے لئے مشکل ہی سے ممکن ہے کہ وہ ان میں سے ہر ایک کو پکڑ لے۔

یہی وہ کھیل ہے جو آج کل کے لوگ کھیل رہے

Marfat.com

ہیں۔ اُن کی آنکھوں پر طمع کی پٹی چڑھی ہوئی ہے۔ وہ نہیں دیکھ سکتے۔ دنیا کی حاجات اور خواہشات انہیں اپنی طرف بُلاتی ہیں۔ یہ خواہشات انہیں چمک دمک اور جھوٹے رنگ دکھاتی ہیں، اور اُن لوگوں کو ترغیب و تحریص دیتی ہیں کہ وہ انہیں پکڑیں۔

اپنی اس اندھی دوڑ میں بدنصیب مرد اور عورتیں اپنی تمام قدروں کو بُھلا دیتے ہیں، اور بے سبب اپنے ایمان گنوا تے ہیں۔ اُن چیزوں کی خاطر جن کا اصل میں کوئی وجود نہیں، جو مشکل سے انہیں دائمی لذّت اور اطمینان دے سکیں۔ آج کے ان انسانوں پر حیف ہے، افسوس ہے۔

جس وقت ہم دائروں اور محدود و لامحدود کے باہم وصل کی گفتگو کر رہے تھے، تو سوال یہ تھا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ اس دنیا میں اپنی بقا کے لئے اپنی تمام حاجات صرف اپنے اللہ سے طلب کریں گے۔ جب دنیاوی ضرورتیں آپ کو اندھا نہ کریں گی، جب آپ اپنی رُوحانی ضروریات سے بخوبی آگاہ ہیں اور انہیں پوری کر رہے ہیں، تو صرف تب

Marfat.com

ہی آپ کی روحانی طلب ابھرے گی۔ چونکہ تمام عاشقین یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک عاشق کی واحد طلب اس کا معشوق ہے۔

یہ طلب اتنی شدید ہونی چاہیئے کہ طلب نہ صرف زبان پر آنی چاہیئے بلکہ یہ آنکھوں سے بھی چھلکتی رہے۔ یہ دل سے ہر پر ہو کر آپ کے جسم کے ایک ایک خلیئے تک پہنچے، اور آپ کی رُوح کے ہر ایک منبعٔ نوُر تک بھی پہنچے۔

اور جب طلب اتنی گہری ہو جائے گی، تو صرف اس وقت ہی حجابات اُٹھنے شروع ہو جائیں گے آپ کے دل کے اندر فوت ہونے والی ہر دنیا سے ایک حجاب اُٹھایا جائے گا۔ دھیرے دھیرے آپ کا وجود شرابِ وحدت میں تر بہ تر ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور پھر جلد ہی آپ کی آنکھیں اُس کی آنکھیں بن جائیں گی، آپ کی زبان اُس کی زبان بن جائے گی اور وہ آپ کو اپنے رنگ میں رنگنا شروع کر دے گا۔

اس کو وحدت کہتے ہیں، اور یہ وہ وحدت ہے جس میں صرف قائم، قائم ہے اور باقی سب لاوجود۔

Marfat.com

اس وحدت کا مزہ یا اطمینان، محدود استعمال میں تخفیف کے قانون یعنی (Law of Diminishing Marginal Utility) کا مخالف ہے۔ اس وحدت کے ہر بار مزہ لینے سے اس کی لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور طلب شدید سے شدید تر ہو جاتی ہے۔ آپ اس کی زیادہ سے زیادہ طلب کریں گے، اور اس طلب کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ اس مزہ اور جذب و مستی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

اسی لئے ہی تو کہتے ہیں کہ اپنی ''میں'' اپنی انا، اپنی ذات سے جان چھڑائیے۔ اور دائرہ کو بنائیے، تاکہ ملاپ کا عمل شروع ہو جائے، محدود اور لا محدود کا وصل، اس سمے تک جب صرف لامحدود رہ جائے، مولانا رومی علیہ الرحمت فرماتے ہیں:

یقیناً ایک دل اور دوسرے دل کے درمیان ایک کھڑکی ہے۔

وہ الگ نہیں اور نہ ہی ایک دوسرے سے دُور

اگرچہ مٹی کے دو دیئے آپس میں جُڑے ہوئے نہیں۔

لیکن ان کی روشنی آپس میں مل جاتی ہے۔

کوئی بھی عاشق معشوق کی رضا بنا اس سے وصل

Marfat.com

نہیں کرتا۔
لیکن عاشقوں کی محبت جسم کو کمان کی ڈور کی طرح باریک کر دیتی ہے۔
جب کہ پیار کرنے والوں کی محبت کا برق اس دل پر گرے، تو جان جائیے کہ اس دل میں محبت ہے۔
جب اللہ کی محبت آپ کے دل میں دگنی ہو جائے تو پھر اس میں شک نہیں کہ خُدا آپ سے محبت کرتا ہے۔
ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی۔
پیاسا کراہ رہا ہے، اے مزیدار پانی۔ !!
ہماری روحوں کی یہ پیاس پانی کی کشش ہے۔
ہم اس کے ہیں، وہ ہمارا۔
میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رحمتیں، ہمیشہ آپ پر سایہ فگن رہیں۔

آمین !

Marfat.com

۱۹ فروری ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۱)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو جہانوں کا پرورد گار ہے۔ جس نے دن کو پیدا کیا۔ اور پھر اس دن میں سے رات کو۔ جس نے رات کو پیدا کیا اور پھر اس رات میں سے دن کو۔ جو روزِ جزا میں میزان اور پُل صراط کا مالک ہے۔

دُرود و سلام ہوں انسانِ کامل پر، جو تمام عالمین کے لئے رحمت اور عطا کی برسات ہیں۔ جن کا وجودِ پاک جن و انس اور تمام مخلوقات کے لئے رحمت ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن تمام خوبصورت دلوں کے لئے، جو اللہ کی فرماں برداری اور اپنے رسُولِ محترم کی غلامی میں دھڑکتے ہیں۔

وحدت کے کیا معنی ہیں؟ محدود کا لامحدود سے

Marfat.com

ملاپ یا وصل لیکن یہ اس دنیا میں کیسے ممکن ہے، جب کہ آپ کے اپنے روزگار ہیں، آپ کی ذمہ داریاں ہیں، جو ہر طرف سے آپ کو اپنی جانب کھینچ رہی ہیں۔ جب کہ آپ کا آدھا ذہن اس میں لگا ہے کہ گزارہ کس طرح ہو، اور ذہن کا دوسرا حصہ اس فکر میں ہے کہ بچوں کی تربیت کس طرح ہو۔

کیا وحدت ہر ایک کے لئے ہے؟ یا یہ روحانی عمل اللہ کے اولیاء کے لئے ہے؛ اس طرح کہ سوالات ہر اس شخص کے ذہن میں اُبھر سکتے ہیں جس کا تعلق آج کی دنیا سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل کے زمانہ کا ایک اوسط آدمی ایک ایسی دنیا میں پروان چڑھتا ہے' جو مادی خواہشات و حاجات سے پُر ہے۔

وہ میڈیا کا اس عمر میں سامنا کر رہا ہے جب وہ ابھی مشکل سے بول سکتا ہے۔ والدین کا کردار ٹی وی نے اپنا لیا ہے۔ جو دن رات اس کے ذہن پر ایسی چیزوں کی بمباری کر رہی ہیں جو (دکھانے والوں کے بقول) اس کے پاس ہونی چاہئیں۔ جیسے کہ نئے طرز کے لباس، نئی چمکیلی کاریں، اسٹیریوز، ٹی وی، موبائل، کمپیوٹر وغیرہ۔ آپ

Marfat.com

نام لیں اور اس کی تصویر حاضر۔

میڈیا ان ضروریات کی عکاسی اس انداز سے کرتا ہے کہ یہ آپ کی اشد ضرورتیں بن کر آپ کو لبھاتی ہیں، اور اگر انہیں پورا نہیں کیا جاتا تو آج کی دنیا والوں کے لئے احساسِ کمتری کا باعث بنتی ہیں۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُن لوگوں کی زندگیاں دو خانوں میں بٹی ہوئی ہیں: ایک دنیا کے لئے اور دوسرا ان کے دین یعنی اللہ کے لئے۔ اگر اُن کی دُنیا آسان وکامیاب ہے۔ تو وہ دوسرے خانے کے بارے میں زیادہ فکرمند نہیں ہوتے، جو ان کے دین اور اللہ کے لئے ہے۔

لیکن اگر اتفاق سے ان کی زندگیوں میں کوئی بڑی مصیبت آجائے، تو پھر وہ یہ خانہ استعمال کرتے ہیں اور رات دن نمازیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا جو خانہ اللہ کے لئے مخصوص ہے، اُسے صرف اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی بلا کو دفع کرنا ہو۔ یا جب اپنے رب کے حضور اپنی خواہشات کی لمبی فہرست پیش کرنی مطلوب ہو۔ یعنی جب آپ کسی مصیبت میں گرفتار ہوں، یا آپ کو زندگی کے لئے کسی چیز کی طلب ہو۔

Marfat.com

بلاشبہ ایسے حالات میں آپ کو صرف اللہ سے رجوع کرنا چاہیئے، لیکن کیا آپ کے خیال میں ایک انسان اور اس کے خالق کے درمیان اس کے علاوہ بھی کوئی دوسرا رشتہ نہیں ہونا چاہیئے؟ اگر اس رشتے کو سمجھا گیا، تو آپ کو آپ کے سوالات کے جوابات آسانی سے مل جائیں گے۔

اللہ نے انسان کو خود اپنی کسی حاجت یا ضرورت کے لئے پیدا نہیں کیا۔ اللہ نے انسان کو اس لئے پیدا فرمایا کہ وہ اپنے اللہ کو پہچانے۔ فرمایا: "میں نے انسان اور جنّ کو پیدا کیا اپنی عبادت کے لئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تفسیر اس حدیثِ قدسی میں اس طرح فرماتے ہیں کہ: "اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد، میں نے تجھے اپنے کسی فائدے کے لئے پیدا نہیں کیا، بلکہ اس لئے پیدا کیا تاکہ تم صرف مجھ سے اپنے خدا کی حیثیت سے فائدہ اٹھاؤ، کیونکہ میں ہی تمہارا نجات دہندہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اسی کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ: "اے لوگو، اللہ نے بنی نوع

Marfat.com

انسان کو نہیں پیدا فرمایا مگر اس لئے کہ وہ اسے پہچانے، کیوں کہ جب وہ اسے پہچانے گا، تو پھر وہ اس کی عبادت کریں گے۔ اگر اُس کی عبادت کریں گے تو وہ اُس کے کرم سے فائدہ اٹھائیں گے۔"

یہی تھا انسان کو پیدا کرنے کا مقصد۔ اللہ ایک خزانہ ہے۔ اس خزانے کو دریافت کیا جانا چاہیئے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس کی آسان وجہ یہ ہے کہ اللہ محبت ہے، اور اس محبت سے آشنائی کے بعد ہی آپ اپنے اللہ کو پہچانیں گے۔ اُس کی محبت تو ہر ایک پر اُس کے کرم اور اُس کی رحمت کی صورت میں برستی رہتی ہے۔ جو اُس کو جانتے ہیں، اُن کو اُس کا یہ کرم اور خزانہ براہِ راست ملتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انسان سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے اللہ کو جانے اور پہچانے، تاکہ وہ بلندیوں کو چھوئے جہاں عرفانِ الٰہی کے راز اس پر منکشف ہونا شروع ہو جائیں۔

ایک بار کسی نے پوچھا کہ ہم اللہ سے کس طرح مستفید ہو سکتے ہیں؟ اُسے جو جواب ملا، وہ یہ تھا کہ تمام مخلوقات تو پہلے ہی مستفید ہو رہی ہیں۔ انسان کا اپنا وجود بجائے خود

Marfat.com

ایک فائدہ ہے۔ پیدا کیا جانا ہی انسانیت کے لئے اللہ کی رحمت کی ایک مثال ہے۔

انسان کا یہ فرض ہے کہ اُسے اپنے اللہ سے، اپنے خالق کے ساتھ ایک ایسے رشتے کو پروان چڑھانا چاہیئے جو اُسے عرفان تک پہنچائے، یعنی اپنے اللہ کے علم تک اُس کی رسائی ہو۔ اپنے خالق کو جاننے کی خاطر آپ کے لئے اس کی تخلیقات کو جاننا ضروری ہے آپ کو کچھ وقت نکالنا چاہیئے اور اپنے اطراف پھیلی ہوئی چیزوں کو دیکھ کر ان سے لطف اندوز ہونا چاہیئے۔

کیا آپ کبھی تاروں بھری رات میں باہر نکلے ہیں اور نرم زمین پر لیٹ کر آسمان کی طرف دیکھا ہے؟ کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ اللہ نے یہ حُسن کیوں پیدا کیا ہے؟ یہ ٹمٹماتے ستارے، یہ نرم ولطیف ہوا اور یہ چمکتا ہوا چاند کس لئے پیدا فرمائے گئے ہیں؟

کیا کبھی آپ نے یہ سوچا ہے کہ خود وہ خالق کتنا خوبصورت ہوگا جس نے یہ حسُن پیدا کیا ہے؛ خود وہ خالق کتنی شان وشوکت والا ہوگا جس نے یہ عظیم الشان پہاڑ تخلیق کیئے ہیں؛ خود وہ خالق کتنا کرم والا ہوگا جس نے

Marfat.com

زندگی کو جنم دیا اور پھر ان تمام چیزوں کو جنم دیا جو اس زندگی کو برقرار رہنے میں مدد کر دیتی ہیں۔

خود وہ خالق کتنا شاندار ہوگا، جس نے چمکتی ندیوں، ناچتے جھرنوں، خاموش سمندروں اور پُراسرار مہاساگروں کو پیدا فرمایا؛ بس اپنے اِردگرد نظر دوڑائیں، زمین کا چپّہ چپّہ اور آسمان کا ایک ایک انچ آپ کو آپ کے رب کی عظمت و شان کے جلوے دکھائے گا۔ آپ کو بس اُن آنکھوں کو کھولنے کی ضرورت ہے جس کا ایک ایک حصّہ رب کے ذکر میں معمور ہے۔

اگر آپ نے یہ رشتہ قائم کر لیا، تو سمجھ لیجئے کہ آپ نے اپنے اللہ کی جانب اپنا پہلا قدم اٹھا لیا ہے۔ اس کا دوسرا قدم اللہ سے رابطہ کرنا اور اس سے ہر وقت بات کرنا ہے۔ اسُ کی حمد و ثناء کرنا ہے۔ اس کے اسماء الحسنیٰ کا ذکر و افکار کرنا ہے۔ اور مشکل کے وقت اُسے اسُ کے بارے میں بتلانا اور اسُ کی طرف سے ملنے والی کسی نعمت سے آپ کو خوشی ملے تو اسُ سے اس طرح بات کریں جیسے کسی دوست سے کر رہے ہوں۔

اپنی زندگی اسُ کے ساتھ بسر کریں۔ اللہ ہر چیز

Marfat.com

کو محسوس کرتا ہے، ہر چیز کو سنتا اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اُس خیال کو جانتا ہے جو ابھی آپ کے ذہن میں آیا بھی نہ ہو۔ وہ اُن اشکوں تک کو جانتا ہے جو ابھی آپ کی آنکھوں سے ٹپکے بھی نہ ہوں۔ وہ سب کچھ جانتا ہے، وہ السمیع، البصیر اور العلیم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ: "اللہ سے اس طرح ڈرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو، اگر تم اُس کو نہ دیکھنے کا گمان کرتے ہو، تو جان لو کہ وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔" جب آپ اپنے رب سے بات کرتے ہیں، تو سمجھ لیجئے کہ آپ دراصل ہر وقت اُس کے ساتھ ہیں۔

اب اگرچہ آپ کے بچے آپ کو پریشان کر رہے ہوں یا آپ کا باس آپ پر سختی کر رہا ہو، یا آپ کو کسی اعزاز کے ملنے کی خوشی ہو، تو آپ کو معلوم ہے کہ آپکو سب سے پہلے کس کے پاس جانا ہے۔ اپنے بہترین دوست کے پاس، جو ہر وقت آپ کی بات سُننے کا منتظر ہے اور جو ہر وقت آپ کے پاس رہنا چاہتا ہے۔

اس طرح آپ اللہ کو اپنے دین کے محدود دائرے

Marfat.com

سے نکال کر اپنی پوری حیات پر محیط کرتے ہیں ۔جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ آپ میں سے ہر ایک کے لئے ہے ۔ اب اس بات کا انحصار اس پر ہے کہ اُس کے لئے آپ کی چاہت کتنی پُرخلوص اور گہری ہے ۔کتنا زیادہ آپ اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں اور کتنا ابھی تک اس کے بارے میں جانتے ہیں ۔

جب آپ اس حد تک اُسے جان جائیں گے، تو پھر آپ تیسرے زینے پر پہنچیں گے، یعنی اللہ کی الوہی صفات کو سمجھنا شروع کریں گے ۔ جب آپ ایک چھوٹے سے پرندے کو اپنے آشیانہ سے خالی پیٹ اُڑتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور پھر اسی کو پیٹ بھرا واپس آتے دیکھتے ہیں، تو آپ سمجھ جاتے ہیں کہ اس کا رازق کون ہے ۔

جب آپ قحط زدہ خُشک زمین کو دیکھتے ہیں، لیکن نمازِ استسقاء کے بعد پھر اسی زمین پر بارانِ رحمت برستے دیکھتے ہیں، تو آپ اپنے رب الرحیم کو سمجھ جاتے ہیں ۔جب آپ کسی ماں کی آنکھوں میں اس وقت چمک دیکھتے ہیں جب اس کا بچہ کھلکھلاتا اور ہنستا ہے، تو آپ اس کو اللہ کی صفت الوُدود سے مشابہ کرتے ہیں ۔

Marfat.com

جب آپ سب کے لئے چلنے والی مُفت ہوا اور پیاس بُجھانے والے پانی کو دریاؤں اور چشموں میں بہتے ہوئے دیکھتے ہیں، تو آپ کو الوہی صفت الغنی کے معنی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ ذرا اپنے اِردگرد نظریں دوڑائیے، تو آپ کو ہر طرف اس کے خزانوں کے مظاہر اور نشانیاں دکھائی دیں گی۔

اللہ کے ہر ایک الوہی مظہر کا مومن کی زندگی میں ایک عملی اہمیت ہوتی ہے۔ اس سے اللہ کے ساتھ اس کا رشتہ مضبوط تر ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی یکتائی اور عظمت کو دیکھتا ہے جس سے اس مومن کا عقیدہ اور تقویٰ مضبوط ہو جاتا ہے۔ دل میں پیدا ہونے والا یہ تقویٰ امن و چین اور مسلسل خوشی کا ایک احساس ہوتا ہے۔ کیوں کہ ایسے لوگ جب اپنے اللہ کے پاس لوٹتے ہیں، تو وہ فرمائے گا:

> "اے اطمینان والی جان، اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اُس سے راضی، وہ تجھ سے راضی" (۲۸۔۲۷)

یہ خزانہ اس شخص کی اس بات پر حوصلہ افزائی

Marfat.com

کرے گا کہ وہ ان صفات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔
یعنی اُن الوہی صفات کو جو انسانی حیات کے لئے لازمی ہیں۔ پھر جیسے جیسے یہ صفات زندگی کا حصہ بنتی جاتی ہیں، وہ شخص خود کو زیادہ رحمدل، زیادہ فیاض اور زیادہ محبت کرنے والا پائے گا۔ وغیرہ۔

اس طرح ایک لحاظ سے اس کا اپنا وجود لامحدود سے جا ملے گا۔ یعنی اس ذات سے جو سب سے زیادہ مہربان اور سب سے عظیم تر ہے۔ اگر آپ ان الوہی صفات کو اپنی زندگی میں پنپنے نہیں دیتے، تو پھر آپ کا رشتہ اللہ سے مکمل نہیں ہوتا۔

پانی پر تیرتی ہوئی کسی بھی ٹھوس چیز کی مثال لیجئے۔ یہ ٹھوس چیز پانی میں اُس وقت تک حل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنی ہیئت (یعنی صورت) نہیں بدلتی۔ یعنی ٹھوس سے محلول میں تبدیل نہیں ہوتی۔ بالکل اسی طرح دل جب تک الوہی صفات کو جذب نہیں کرتا اس وقت تک محدود اور لامحدود کا ملاپ نہیں ہوسکتا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو یہ چیز اپنی حیاتِ مُبارکہ کو مثال بنا کر دکھائی تھی۔ اور نیز اپنے

Marfat.com

خانوادے اور اہلِ بیت کے ذریعے بھی۔ آپ اگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے ایک ایک فرد پر نگاہ ڈالیں تو ان سب میں عشق کا رنگ صاف دکھائی دے گا۔ یعنی ان رنگوں کا ایک حسین امتزاج وانجذاب نظر آئے گا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُورِ نظر امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اس وقت نہایت کم عُمر تھے کہ جب اُن کے نانا جان سب کو عشق کا درس دے رہے تھے۔ لیکن اس کم سنی کے باوجود بھی انہوں نے نُورِ نبوت کو مکمل طور سے اس طرح جذب کر لیا تھا کہ اُن کی ساری زندگی اس نُور کا عکس بن کر رہ گئی۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے نواسے یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ تو انہیں فوراً ہی اپنے نانا جان کی محبت مل گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی پرورش اور تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ اس لئے ان کی زندگی کا ہر ایک لمحہ اُن کے نانا جان کے مشن کے لئے وقف ہوگیا۔

انہوں نے اپنے نانا جان کی طرح نہ صرف الفاظ

Marfat.com

کے ذریعے بلکہ اپنے عمل کے ذریعے بھی دکھایا کہ اس دُنیا میں رہنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ ہے اسلامی طریقہ۔ کیونکہ حق صرف یہی ہے جو ہمیشہ رہے گا، اور باقی سب چیزیں ختم ہوجائیں گی۔ وہ لفظ" تسلیم" کے معنی سمجھتے تھے اور زندگی بھر انہوں نے یہی کیا۔

جس وقت جنگ ناگزیر دکھائی دی، اور جب آپ مخالفین کی طرح طاقت ور بھی تھے، لیکن معصوم مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کی خاطر آپ نے جنگ چھیڑنے سے انکار کیا، اور امیر معاویہ سے معاہدہ کر لیا۔ یہ اللہ کے حضور سر تسلیم خم کرنا تھا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی اس رضا کو پہلے سے جانتے تھے۔ جب آپ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ:" میرا یہ بیٹا سیّد ہے۔ یہ وہی بیٹا ہے جو آئندہ مومنین کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائیں گے۔"

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی اللہ کے دربار میں بے انتہا عجز و انکساری کی ایک واضح علامت بھی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس بار پیدل حج کی سعادت حاصل کی۔ اُن کے پاس ہر قسم کی سواریاں

Marfat.com

تھیں، لیکن اُن کے عجز نے کہا کہ مجھے اس بات پہ شرم آتی ہے کہ میں اپنے اللہ کی بارگاہ میں سواری پر بیٹھ کر جاؤں۔

حضرت زین العابدین نے فرمایا کہ میرے چچا جان نے نا صرف پچیس بار پیدل حج کئے، بلکہ زیادہ تر ننگے پاؤں کئے، جس کے باعث اُن کے پاؤں سُوج جایا کرتے تھے۔ ان کی نماز بھی ان کی دل کی کیفیت کو عیاں کرتی تھی۔ جونہی وہ نماز میں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو جاتے، تو اُن کا چہرہ زرد ہو جاتا، اور اُن کا پورا بدن خوف کے مارے تھر تھر کانپنے لگ جاتا۔

اسی طرح قرآن شریف کی تلاوت کے دوران جب کبھی آپ کسی ایسی آیت پر آتے جس میں کہا گیا ہو کہ "یایھا الذین امنوا" تو آپ ہمیشہ "لبّیك اللھم لبّیك" کہہ کر جواب دیتے۔

اللہ کی صفات "الغنی" اور "المُعطی" حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دل کی گہرائی میں پیوستہ تھیں۔ آپ کی فیاضی اتنی عظیم تھی کہ آپ کے در سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ آپ سخی کیسے نہ ہوتے جب کہ آپ

Marfat.com

کی والدہ محترمہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور والدِ گرامی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، اور آپ کے نانا حضور، کالی کملی والے رحمتہ اللعالمین ہوں۔

ایک بار کسی اعرابی نے آکر یہ کہا کہ "میں ضرورتمند ہوں"، تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اُن کے خزانے میں جو کچھ بھی ہو، وہ اس سوالی کو دے دیا جائے۔ اس وقت دس ہزار درہم موجود تھے، جو فوراً ہی اس شخص کے حوالے کر دیئے گئے۔ اس پر اعرابی نے حیرت زدہ ہو کر کہا "اے سیّد آپ نے تو مجھے ایک لفظ بھی کہنے کا موقعہ نہیں دیا" یہ سُن کر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا "ہمارے نفوس تو سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کرنے کے عادی ہیں، تاکہ سوالی کی پیشانی شرم سے پسینہ پسینہ نہ ہو۔"

قربان میں ان کی بخشش پر مقصد بھی زباں پر آیا نہیں
بِن مانگے دیا اور اتنا دیا کہ دامن میں ہمارے سمایا نہیں
آواز کرم دیتا ہی رہا، تھک کر کے گئے لینے والے
منگتوں کی ہمیشہ لج رکھ لی، محروم کبھی لوٹایا نہیں

محمد الجزری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت

Marfat.com

امام حسن رضی اللہ عنہ نے تین بار اپنے مال کا آدھا حصہ اللہ کی راہ میں دے دیا۔ اور مال کی تقسیم اس طرح فرماتے کہ اپنے جوتے کے جوڑے میں سے بھی ایک دے دیا، اور ایک رکھ لیا۔ دو بار تو آپ نے اپنا پورا مال اسباب اللہ کی راہ میں دے دیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ عفو و شانِ بردباری کے مکمل عکس تھے۔ ایک بار آپ اپنے احباب کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے کہ آپ نے اپنے غلام سے کچھ سالن لانے کو کہا۔ جب وہ سالن لے آیا تو سالن کا برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر گر گیا۔ غلام بے چارہ بہت پریشان ہوا اور اس نے فوراً ہی یہ آیت پڑھی:

"غصّہ کو پی جانے والے ...."

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے غصّہ کو پی لیا"

پھر غلام نے آیت کا اگلا حصہ پڑھا:

"اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ..."

اور پھر غلام نے فوراً ہی آیت کا تیسرا حصّہ بھی

Marfat.com

پڑھ لیا۔

"احسان والوں سے اللہ محبت فرماتا ہے"

اس پر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جا تم کو آزاد کر دیا"

یہ عفو اللہ، عفو صفت "العفو" ایک اور مظہر تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، باب العلم کے صاحبزادے تھے، یعنی وہ جو شہرِ علم کے دروازے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ قرآنی آیات سے اس قدر واقف تھے کہ وہ ہر وقت اُن کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ اُن کی بصیرت اور اُن کے منصفانہ مزاج سے ان کے والدِ گرامی بھی آگاہ تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص کو کسی ویران جگہ سے گرفتار کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ گرفتاری کے وقت وہ ایک لاش کے پاس کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی۔ جب لوگوں نے اُسے پکڑا تھا تو اس نے قتل کرنے کا اعتراف کیا تھا۔ لیکن عجیب بات تھی کہ عین اسی وقت ایک اور آدمی جو قریب ہی چھپا تھا، نے سامنے آکر کہا اصلی قاتل وہ ہے۔

Marfat.com

اُن دونوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے پیش کیا گیا۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے آدمی سے پوچھ گچھ کی تو آپ کو بتایا گیا کہ پہلی کہانی دُرست تھی۔ ملزم نے بتایا کہ وہ ایک قصائی ہے۔ وہ ایک بکرا کاٹ رہا تھا کہ کسی وجہ سے وہ دوسری جانب گیا، تو اُسے مقتول کی لاش نظر آئی۔ اس وقت لوگوں نے اس کے ہاتھ میں خُون آلود چھری دیکھی تھی۔ اُس نے بتایا کہ صُورتِ حال ایسی تھی کہ کوئی آدمی بھی سچّی بات کو تسلیم نہ کرتا۔ اس لئے اس نے قتل کے بارے میں جھوٹ بولا تھا۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسرے آدمی سے پوچھا، تو اس نے فوراً اعتراف کیا کہ وہ اصل قاتل ہے۔ اس نے بتایا کہ قتل کرنے کے بعد وہ جھاڑیوں کے پیچھے چھُپ گیا تھا، لیکن جب اُس نے دیکھا کہ لوگوں نے ایک بے گناہ کو پکڑ لیا ہے، تو وہ آگے بڑھا اور اقرارِ جُرم کیا۔

دونوں کے بیانات سُننے کے بعد حضرت علی

Marfat.com

کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے؟ بیٹے نے جواب میں عرض کیا کہ " اگر دوسرے شخص نے ایک آدمی کو مارا ہے تو دوسرے کی جان بھی بچائی ہے ۔ قرآنِ پاک میں لکھا ہے کہ جس نے ایک شخص کی جان بچائی تو اس نے گویا سب کی جان بچائی ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادے کے فیصلے کو پسند فرمایا اور دونوں کو رہا کر دیا ۔

اے اُمّتِ محمدیؐ ! آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اہلِ بیت کی زندگیاں لامحدود سے وصل کی کتنی اچھی مثالیں تھیں ۔ ان کا ایک ایک پل اللہ کی اطاعت میں گزرتا تھا ۔ اور اللہ کے اُن عاشقین میں اللہ کی صفات کا رنگ نہایت شدید اور گہرا تھا ۔ اُن کی زندگیاں اُمّت کے لئے خوبصورت اسباق ہیں جنہیں بار بار پڑھنا چاہیئے ۔

اے اُمّتِ محمدیؐ ! اپنے آپ کو ان رنگوں میں رنگ لیں ، یعنی صفاتِ الٰہی کے رنگوں میں ۔ فقط یہی وہ صورت ہے کہ جس سے آپ دونوں جہانوں کی سچائی کو پالیں گے ۔

Marfat.com

اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کا کرم آپ سب پر سایہ فگن رہیں۔

آمین!

Marfat.com

۲۶ فروری ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۲)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو خالق العالمین ہے، رحمٰن الرحیم ہے، رب السمٰوٰت والارض ہے۔ اور جو اپنے تمام عاشقین کا معشوق ہے۔

درود و سلام ہوں عاشقِ سُبحان پر جو اپنے معشوق کے دل کے رکھوالے ہیں اور اپنی اُمّت کے بھی رکھوالے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو تمام اہلِ نُور کے لئے جو اب محبت کے ایک چین میں پروئے ہوئے ہیں۔ اور بے شک انہیں یہ ہار اُس ذاتِ پاک نے بخشا ہے جس نے محبت کو پیدا کیا ہے۔

کام کرنے کا کلیدی اصول اس میں جُٹے رہنا اور عزم و حوصلہ میں مضمر ہے۔ کہتے ہیں کہ لمحوں کا خیال رکھیں

Marfat.com

اور گھنٹے خود اپنا خیال رکھیں گے ۔ اور یہ ایک حقیقت بھی ہے ۔ بس منصوبہ بنائیں اور اپنا کام شروع کریں ۔ باقی سب اللہ پر چھوڑ دیں ۔ بلاشبہ آپ کا اللہ بہترین رہنما اور مددگار ہے ۔

وقت کسی کے لئے کبھی نہیں رُکتا ۔ گھڑی کی ٹِک ٹِک کبھی بند نہیں ہوتی ۔ سُورج تو ہمیشہ طلوع ہوتا رہے گا، اور چاند کو رات کے وقت ظاہر ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا ۔ وقت کی یہ دو ترجیحات ہوتی ہیں ۔ یعنی ۔

ا ۔ اس میں اضافہ ایک سے ہوتا ہے ۔ مثلاً ایک ثانیہ، ایک لمحہ، ایک گھڑی ۔ یہ اضافہ متواتر ہے ۔ وقت کی دوسری ترجیح یہ ہے کہ یہ اضافہ کبھی نہیں رُکتا ۔ یہ اس وقت تک جاری وساری رہے گا جب تک کہ اللہ اسُے رُکنے کا حکم نہ دے ۔

وقت کا آغاز دُنیا کی پیدائش سے ہوا اور اس کا خاتمہ بھی دنیا کے خاتمہ سے ہوگا ۔ اس دنیا کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ پہلا دور جو اس دُنیا نے دیکھا تھا وہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنے سے پہلے کا دور ہے ۔ یہ شدید تبدیلیوں کا وقت تھا ۔ مثلاً موسم بہت سخت تھے ۔

Marfat.com

زمین پر تبدیلیاں جاری تھیں۔ اور مہاساگر اور سمندر سخت طوفانوں کی کیفیت سے دوچار تھے۔ مخلوقات بہت بڑی اور خوف ناک تھیں۔

مختصراً آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ جگہ انسانوں کے رہنے کے لائق نہیں تھی اگر انسان اُس وقت بھیج دیا جاتا تو وہ اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا۔ لیکن آپ کا اللہ بڑا کرم والا اور رحم والا ہے۔ اُس نے زمین کی سختی کو معتدل ماحول میں تبدیل کیا تھا۔ زمین کی حرکت کو کم کر دیا گیا سمندر اور مہاساگر پُرسکون ہو گئے تھے۔ وہ تمام مخلوقات جو انسان کے لئے جان لیوا ہو سکتی تھیں، اُن کو صفحۂ ہستی سے مِٹا دیا گیا۔

دُنیا کا دوسرا دور اُس وقت شروع ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ یہ وہ وقت تھا جب دنیا میں موجود تمام مخلوقات نہایت خوش تھیں۔ وہ سب حضرت آدم علیہ السلام سے محبت کرتی تھیں۔ سارے جانور، پرندے، کیڑے مکوڑے، درخت اور پودے، جھاڑیاں سب انہیں اپنا بادشاہ مانتے تھے۔ وہ ان سے بڑی محبت اور نرمی سے پیش آتے تھے۔

Marfat.com

لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے ابتدائی سال اُن کے لئے بہت تکلیف دِہ تھے۔ انہیں اُن کی بیوی سے علیحدہ کیا گیا تھا اور وہ اپنی لغزش سے رنجیدہ تھے۔ لیکن اللہ نے اُن کو معاف کر دیا اور وہ ان پر مہربان ہو گیا۔ یہ دور زمین پر انسانیت کے آغاز کا دور تھا۔ پھر بھی یہ ایک غیر معمولی دور تھا، جو طوفانِ نوح تک جاری رہا۔

تیسرا دور طوفانِ نوح کے بعد سے شروع ہوا، جب زمین نے سیلاب سے آزادی پائی، اور حضرت نُوح علیہ السلام نے دنیا کو ایک بار پھر یکجا کیا۔ یہ دور تمام مخلوقات کے دوبارہ جنم لینے جیسا تھا، چاہے وہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔

یہ وہ وقت تھا کہ جب زندگی کا دوبارہ آغاز ہوا تھا اور ہر دل میں اللہ کا نام تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب تہذیبوں نے جنم لینا شروع کیا، مگر وہ ابھی ابتدائی صورت میں تھیں۔ لوگ اکٹھا رہتے تھے۔ مگر چھوٹی برادریاں موجود تھیں اور اُن کی زندگیاں چھوٹی ضروریات تک محدود تھیں۔

لیکن یہ وہ بھی دور تھا کہ کسبِ معاش کے نئے

Marfat.com

ذرائع بھی پائے جاتے تھے۔ کھیتی باڑی اور بنیادی کام کے علاوہ پیشے بھی سیکھے جانے لگے تھے۔ جیسے جیسے زندگی کے طور طریقوں میں اضافہ ہونے لگا، شیطان کے حملوں میں بھی تیزی آگئی۔ اُس وقت بُت پرستی عام ہو چکی تھی، اور آذر جیسے لوگوں کی آمدن کا ذریعہ جھوٹے خداؤں کے بُت بنانا تھا۔

اُس عہد تک دُنیا اپنے چوتھے دور میں داخل ہو گئی۔ جب اللہ کے خلیل، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ یہ دور تہذیبوں کی تیز رفتار ترقی (نمو) اور کئی پیغمبروں کی آمد کا دور تھا، جو مختلف اوقات میں مختلف قوموں پر بھیجے گئے تھے۔ لوگ کئی اقسام کی بدیوں میں ملوث تھے۔ کچھ بُت پرست تھے، کچھ ناپ تول میں گڑبڑ کرنے والے تھے۔ کچھ وہ ظالمین تھے جنہوں نے خُدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا، اور کچھ غیر اخلاقی کاموں میں لگے ہوئے تھے۔

قصّہ مختصر، شیطان اس دور میں بھی مصروف رہا۔ لیکن اللہ کے فضل سے اس کے پیغمبروں نے اپنے اُمّتیوں کو اللہ کی راہ کی طرف رہنمائی کی۔ اس دور کا خاتمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کچھ ہی عرصہ پہلے ہوا۔

Marfat.com

دنیا اپنے پانچویں دور میں داخل ہو چکی تھی۔ جو اس وقت ختم ہوگا جب دنیا کے کانوں میں صُورِ اسرافیل کی آواز گونجے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام زمان یعنی وقت کے خاتمہ تک کے لئے ہے۔ یہ دور بے شمار تضادات اور خود فریبیوں کا دور ہوگا۔ دورِ جہالیت وہ وقت تھا، جس میں انسانیت کم ترین درجے تک گر چکی تھی۔ جب شیطان کی حکمرانی نے جھوٹ اور سچ کے فرق کو ختم کر دیا تھا۔ اس دورِ جہالت کی تاریکی کو اللہ کے اس نور نے یکسر مٹا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے دنیا کو حقیقی اسلامی دور سے آشنا کر دیا۔ ان تعلیمات نے دُنیا کو ایک سماجی ڈھانچہ عطا کیا جس میں فقط حق کامیاب اور باطل ناکام رہتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو یہ دکھایا کہ اللہ کے ایک سچے نمائندے اور اس کے نائب کی ذمہ داری کیا ہے۔ اور کس طرح وہ نہ صرف انسانوں کی بھلائی چاہتا ہے بلکہ اللہ کی تمام مخلوقات کی بھلائی کا بھی خیال

Marfat.com

رکھتا ہے۔ اس دور میں طرزِ حیات میں ایک تیز رفتار بہتری آئی، نئی ایجادات ہوئیں اور کئی انقلابات نے انسانی زندگیوں کے طور طریقوں کو بدل کے رکھ دیا۔

لیکن ان دُنیاوی کامیابیوں اور ترقیوں نے انسان کو بہت مصروف بنا دیا اور وقت گزرنے کے ساتھ ایک سچے نائب ہونے کے بجائے جو اس کا منصب اور فرض تھا، وہ ایک مشین بن کے رہ گیا، یہ دور خود فریبی کا دور تھا۔ کیوں کہ ایک طرف اچھی اور آرام دہ زندگی کی دُنیاوی خواہش ہے، جو آنکھوں پر اس طرح ایک غلاف چڑھاتے ہیں کہ ان دنیا دار لوگوں کو فقط اپنی بھلائی نظر آتی ہے۔ اور انہیں اپنے اطراف کے لوگوں کا احساس تک نہیں رہتا۔

لیکن دوسری جانب وہ لوگ بھی موجود ہیں جن کی نسبت صحیح طور پر اللہ سے ہے اور جو صرف اللہ کی رضا کے لئے جیتے ہیں۔ ایک طرف فکر و پریشانیاں ہیں، مگر دوسری طرف مشکلات ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ صحیح اور غلط کا درمیانی فاصلہ بہت بڑھ گیا ہے، اور خود فریبیاں زیادہ واضح ہوگئی ہیں۔

Marfat.com

وقت کا حساب تو ہمیشہ سے ہی یہی رہا ہے۔ ایک منٹ میں ہمیشہ 60 سیکنڈ ہوتے ہیں اور ہر ایک گھنٹے میں 60 منٹ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آج کے لوگ کہتے ہیں کہ وقت اتنی تیزی سے بھاگ رہا ہے کہ کچھ بھی کرنے کے لئے ہمارے پاس وقت ہی نہیں ہے ہمارے پاس اپنے پیاروں سے ملنے کے لئے، یا اپنے بچّوں کے لئے وقت نہیں ہے، یا حتیٰ کہ خود اپنے لئے بھی وقت نہیں ہے۔

آج کل کے لوگ آخر کیوں اس طرح محسوس کرتے ہیں ؛ اوّل یہ کہ انہوں نے وقت کی قدر کرنی چھوڑ دی ہے۔ دوئم یہ کہ وقت پر سے اللہ کی برکت ہٹا دی گئی ہے۔ آج کل کے لوگ وقت کو ایک قیمتی شے یا اللہ کی نعمت نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بغیر کسی خوف کے وقت کو ضائع کرتے ہیں۔

اگر آپ اپنے پیسے کو ضائع کرتے ہیں تو پھر بھی یہ امکان ہے کہ وہ واپس آجائے۔ لیکن وقت ایک بار ضائع ہو گیا تو وہ کبھی واپس نہیں آسکتا۔ یہ دن، یہ لمحات جب آپ اس محفل میں بیٹھے ہیں پھر کبھی لوٹ کر نہیں

Marfat.com

آئیں گے، چاہے اس کے لئے کتنی ہی دُعائیں مانگیں۔
لیکن افسوس کہ آج کسی کو اس کا احساس ہی نہیں۔

لوگوں نے خود کو بے معنی مشغلوں میں اس قدر الجھائے رکھا ہے اور انہوں نے خود کو کام میں اتنا مصروف کر رکھا ہے کہ ان کے پاس حقیقتاً کوئی وقت باقی نہیں رہتا۔ بد قسمتی سے یہ زیادہ تر دُنیاوی کام ہوتے ہیں جن سے انہیں مالی فائدہ یا خوشی تو مل سکتی ہے لیکن اس سے ان کو دیرپا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

کیا آپ اس زمین پر گزارے ہوئے وقت اور وہ وقت جو آپ دوسری دنیا میں گزاریں گے، اس کا فیصد تناسب نکال سکتے ہیں؟ جی نہیں، کوئی بھی اس کا فیصد بھی نہیں نکال سکتا، کیوں کہ آپ محدود اور لامحدود کا موازنہ کس طرح کریں گے؟ آپ ایک خاتمے کا مقابلہ کسی ایسی چیز سے کس طرح کر سکتے ہیں جس کا کوئی خاتمہ ہی نہیں؟

آپ اس دُنیا میں اپنا وقت کس طرح بسر کریں گے، اس کا دارومدار مکمل طور سے اس پر ہے کہ آپ نے اس زمین پر اپنا وقت کس طرح گزارا ہے، اگر آپ

Marfat.com

نے یہاں اپنا وقت سمجھداری اور کامیابی سے گزارا ہے، تو ظاہر ہے کہ آپ کے لئے آخرت کے انعامات بہت زیادہ ہوں گے۔ لیکن اگر اس وقت آپ نے وقت کا غلط استعمال کیا، تو یہ دوسری دنیا میں آپ کے لئے افسوس اور پریشانی کا باعث ہوگا۔ یہ کبھی نہ بھولنا کہ یہ دُنیا کچھ وقت کے لئے ہے۔ اس کی ایک ابتداء ہوئی تھی اور اس کی ایک انتہا بھی ہے۔

پانی پہ نقش آب ہیں ایسے جیسے ناپائیدار ہیں ہم !
اوروں کے گو ہیں سُرمۂ چشم اپنے دل کے غبار ہیں ہم

کیا آپ گھڑی کے سیکنڈ والے کانٹے کو دیکھ سکتے ہیں کہ وہ کس طرح حرکت میں ہے، اور اس کی رفتار کتنی تیز ہے؟ اللہ کی اُس گھڑی کو کوئی روک نہیں سکتا، جو اُس نے اس دُنیا کے لئے بنائی ہے۔ مگر اب یہ گھڑی پُرانی ہو چکی ہے۔ اب یہ اپنی زندگی کے آخری مرحلہ میں ہے۔

یہ وہی گھڑی ہے جو صُورِ اسرافیل کی آواز سے پھٹ جائے گی۔ اس زمین پر یہ وقت کا خاتمہ ہو گا جب پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، آسمانوں کے سینے چاک ہو جائیں

Marfat.com

گے، ستارے نیچے گرنا شروع ہوں گے اور سورج اور چاند اس طرح بجھائے جائیں گے جیسے کسی شمع کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ وقت کو روک دیا جائے گا۔

آپ کو کبھی یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اُس ایک دن میں کتنا وقت گزرا۔ یہ ایک دن کے برابر ہو سکتا ہے، ایک سال کے برابر ہو سکتا ہے، دس سال یا ایک صدی کے برابر ہو سکتا ہے۔ یا ہو سکتا ہے کہ ہزارہا سال کے برابر بھی ہو۔ درحقیقت اس یومِ حساب کا مکمل علم اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں۔

اُس دن کے بارے میں صحیح طور پر کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی یہ کہ وہ کتنا طویل ہوگا۔ البتہ ایک چیز جس پر سب کو یقین ہونا چاہیئے، وہ یہ ہے کہ یہ دن یقیناً آئے گا۔

ایک انسان کی قیامتِ صُغریٰ تو اُس وقت شروع ہوتی ہے جب عزرائیل علیہ السلام اس کی آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب اصل قیامت میں جو کچھ اس کے ساتھ ہونے والا ہے، یعنی جب وہ میزان اور عدل کی آزمائش سے گزرے گا، اس کا صرف

Marfat.com

ایک قطرہ اُسے چکھایا جائے گا۔

اصل وقت وہی ہوگا جب حشر والے دن ہر انسان کا حقیقی چہرہ دکھایا جائے گا۔ وہ وقت جب اُس کا وہ سر جو اس دنیا میں غرور و تکبّر سے اُوپر اُٹھا ہوتا تھا، بڑی عاجزی سے زمین بوس ہو جائے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب وہ زبانیں جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف بے باک ہوا کرتی تھیں، انہیں پلٹا کر ان کے حلقوں سے چپکا دیا جائے گا۔ یہ سب خوف و شرم کے باعث ہوگا۔

یہ ہوگا وہ اصل وقت جب دنیا یہ تماشہ دیکھے گی۔ کیا آپ یہ گمان کر سکتے ہیں کہ اس زمین کے باقی رہنے میں کتنا وقت ہے؟ لوگ جب آخرت یا قیامت کی بات کرتے ہیں، تو اس طرح کرتے ہیں کہ جیسے وہ ابھی ہزاروں برس دُور ہے، جیسے وہ اس کی ہلاکتوں اور خوفناکیوں کا حصہ دار نہیں بنیں گے، جیسے کہ قیامت دوسروں کے لئے ہے اُن کے لئے نہیں۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور، یوم آخر کی پہلی علامت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے

Marfat.com

بارے میں بہت ساری پیش گوئیاں کی تھیں، اُن میں سے کچھ نشانیاں تو اُس زمانہ کے مستقبل قریب کے لئے تھیں۔

ان پیش گوئیوں کو اب چودہ سو سال گزر گئے اور وقت کے اس دورانیہ میں ان پیش گوئیوں میں سے کچھ درست ثابت ہوئی ہیں۔ اس طویل عرصے کے دوران رونما ہونے والی یہ تبدیلیاں دھیمی رفتار سے ہوئی ہیں لیکن کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اب چیزوں میں کتنی تیزی سے تبدیلی آرہی ہے۔ اب دنیا کتنی چھوٹی ہوگئی ہے۔

بس ان گزشتہ چند سالوں کے دوران فاصلے سمٹ گئے اور رابطے بڑھ گئے۔ محض ایک بٹن کے دبانے سے آپ بڑی آسانی سے یہ دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا میں کسی بھی جگہ میں کیا ہورہا ہے۔ یعنی زندگی اب آسان تر ہو گئی ہے۔ معیارِ زندگی بڑھ گیا ہے، بچّہ اور زچہ کی اموات کی شرح کم ہوگئی ہے۔

اب زیادہ تر بیماریوں کے لئے دوائیاں اور علاج کی سہولیات موجود ہیں۔ صحت کے بارے میں آگاہی ہر جگہ موجود ہے۔ تعلیم کی سہولیات بھی ہر جگہ ہیں۔ اسی طرح تفریح کے سامان بھی ہر جگہ ہیں۔ کچھ لوگوں کے لئے یہ دُنیا

Marfat.com

رہنے اور لطف لینے کے لئے ایک مثالی جگہ ہے مگر چند لوگوں کے لئے یہ تو قید خانہ سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

وہ لوگ جو اس دُنیا کو تفریح اور کھیل کود کی جگہ سمجھتے ہیں، دراصل یہی وہ لوگ ہیں جن کی اپنی ڈیڑھ اینچ کی مسجد ہے۔ وہ اس میں بیٹھ کر اپنی ہی ذات کی تسبیح پھیرتے رہتے ہیں۔ وہ اس قدر تنگ نظر ہیں کہ اُن کو اپنی ناک سے آگے کچھ نظر نہیں آتا۔

لیکن اگر آپ دیانت داری سے اپنی نظریں اِدھر اُدھر دوڑائیں تو آپ کو یہ دنیا ایک نہایت قابلِ رحم جگہ دکھائی دے گی۔ اس جدید ترقی یافتہ اور ٹیکنالوجی کے دور کے لوگوں کے اِردگرد بڑے مصائب پھیلے ہوئے ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کے خلاف دست وگریبان ہیں۔ قومیں ایک دوسرے کے ساتھ مسلسل برسرِپیکار ہیں۔ جنگ چاہے معاشی ہو یا فوجی، ہر دوسرا آدمی اپنی بغل میں چھری چھپائے ہوئے ہے، جیسے وہ ہر اُس شخص کو گھونپنے کے لئے تیار ہے، جو اس کے اور اس کی دولت کے آڑے آئے۔

ہر طرف گمراہ کن اطلاعات ہیں۔ کالے کے خلاف

Marfat.com

گورے کا امتیاز ہے۔ عورت اور مرد کے درمیان امتیازی رویہ ہے۔ اللہ والوں اور دنیا داروں کے درمیان امتیاز ہے‘ غریب اور امیر کا امتیاز ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انسانی تاریخ کے ہر دور میں جنگیں لڑی گئی ہیں۔ لیکن ماضی کا عام آدمی مطمئن تھا۔ اس کے پاس اس کی اپنی ویلیوز تھیں۔ سکون تھا، اس کے دل میں اس کا اللہ تھا۔

اگرچہ ماضی کے لوگ اتنے خوش نصیب نہ تھے، کہ ان کی زندگیوں میں تیز رفتاری، موبائیل، نیٹ اور خلائی سفر جیسی چیزیں موجود نہ تھیں، لیکن اس کے باوجود وہ خوش تھے، آج کے انسان سے زیادہ خوش۔ آج جو کچھ بھی ہو رہا ہے، وہ دجّال کی آمد کی سچی نشانیاں ہیں۔ اس کا طریقہ کار بنایا گیا ہے، وہ تقریباً مکمل ہے۔

دجّال کے نظام کو بنانے میں سال، دہائیاں اور صدیاں لگی ہیں۔ منصوبے بڑی احتیاط سے بنائے گئے ہیں، اور ان منصوبوں پر سخت ترین احتیاط سے عمل درآمد کیا گیا ہے۔ اور اب یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد لوگوں میں فتح یابی کا ایک احساس پیدا ہو گیا ہے۔

یہ صرف وہ لوگ ہیں جو خوش اور مطمئن ہیں اور

Marfat.com

سمجھ رہے ہیں کہ یہ ان کی آخری جنگ ہے، یعنی آرماگیڈون کی جنگ۔ دنیا اُن کی ہے اور فتح بھی اُن کی ہے۔ انہیں لطف اندوز اور خوش ہونے دیں۔ انہیں احمقوں کی جنت میں رہنے دیں۔ انہیں وہی خیال کر لینے دیں جو وہ چاہتے ہیں۔

اللہ کو منصوبہ بنانے کے لئے سال، دہائیاں اور صدیاں درکار نہیں۔ وہ تو بس ''کُن'' کہتا ہے اور ہو جاتا ہے۔ اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتے وقت ''کُن'' کہا تھا۔ یہ ''کُن'' اس زمین کے آخری دور کے آخری حصے کی ابتداء کے لئے تھی۔ اب میدانِ جنگ تیار ہے۔ '' عَلَمَ الفتح '' لہرا دیا جا چکا ہے، اور ہر شخص صف بستہ کھڑا ہے۔ بس اللہ کی طرف سے آخری ''کُن'' کہنے کا منتظر ہے۔

اعلانِ جنگ کرنے والے بگل اب بجانے والے کے مُنہ تک لے جایا جا چکا ہے۔ اب تو کسی وقت بھی یہ آخری ''کُن'' اس زمین پر رہنے والوں کو اور آسمانوں پر موجود تمام مخلوقات کو بھی سُنائی جائے گی۔

اے اُمتِ محمدی کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہر چیز

Marfat.com

اتنی خاموشی کیوں ہے ؟ ہوسکتا ہے کہ یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی ہو۔ جن لوگوں نے اپنی آنکھیں کھلی رکھی ہیں، اُن کو یہ طوفان بہا کر نہیں لے جائے گا۔ لیکن جو لوگ سو رہے ہیں، یہی لوگ ہیں جو بھنور کے درمیان ہوں گے۔ یہ طوفان بہت جلد پوری دنیا پر چھا جائے گا۔

اے اُمتِ محمدی! جاگ جائیے، اور اللہ کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامئیے۔ کیوں کہ یہ اللہ ہی ہے جو آپ کو اس تمام تباہی سے بچائے گا، جو چند ہی سالوں میں اس دنیا پر آنے والی ہے۔ یعنی دنیا کی اپنی زندگی کے ان آخری سالوں میں۔

اللہ سے بے پناہ محبت کیجئے! کیوں کہ وہ آپ سب سے محبت کرتا ہے۔

آمین!

Marfat.com

۲۷ فروری ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۳)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے سات آسمانوں کو اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے، اُن کو پیدا کیا ہے جس نے وہ سب کچھ پیدا کیا ہے جو عالمین میں موجود ہیں جو عرش اور قلم کا مالک ہے اور جو اُن سب کا لکھنے والا ہے، جو لوحِ محفوظ میں موجود ہے۔

درود و سلام، رحمتہ اللعالمین، نُورِ کائنات، اور تفسیر القرآن پر، درود و سلام انہی پر جو سلطان الجنت اور نُور الہدایت کے مشعل ہیں، وہی جن کے بارے میں ہر ایک کہتا ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ہ

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے اپنے اور آپ کے گھرانوں کے لئے سلامتی ہو اُن غلامانِ مصطفٰے کے لئے جو ہر ہفتے ان نُوری محفلوں میں شریک ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین میں سے ہیں۔

آپ سے اگر پوچھا جائے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ بلاشبہ شیشہ بہت نازک ہے۔ اسی طرح پھول کی کلی، اس قدر نرم و نازک ہے کہ اس کی پتیاں آسانی سے جھڑ سکتی ہیں۔ پھر برف بھی نازک ہے جو کسی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ اسی طرح کسی عاشق کے لبوں کی مسکراہٹ ہے جو نازک اور شرمیلی ہے۔

اور ایک عاشق کا دل ہے۔ یہ دل نا صرف نہایت نازک ہے، بلکہ بے انتہا حساس بھی ہے، احساس اور جذبات سے بھرپور بھی۔ عاشق کا دل بس ایسا ہی ہے، یہ اس لئے ہے کہ اس میں سب سے بہترین جذبوں میں سے ایک کا قیام ہے، یعنی جذبۂ محبت کا۔

ویسے تو کئی دوسرے جذبات بھی ہیں جو کسی بھی دل میں موجود ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ان جذبوں کو اہم کہا جا سکتا ہے مگر یہ نازک نہیں اور نہ ہی یہ دل کو نازک بنا سکتے ہیں۔ لیکن جذبۂ محبت کی کہانی یکسر مختلف ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ محبت تمام مثبت جذبوں کی بنیاد ہے۔

Marfat.com

اگر کسی دل نے محبت کو چکھا ہی نہ ہو، تو وہ رحم کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ وہ سخی ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ شاید وفادار بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ کو اپنے دل میں مثبت کھیتی کے لئے محبت کے بار آور جذبوں کو بونا چاہیئے۔

اس محبت کا حصول مشکل نہیں ہے۔ دراصل اگر آپ اپنے ارد گرد نظر ڈالیں، تو آپ دیکھیں گے کہ اس چھوٹے سے لفظ کا اثر کتنا شدید ہے۔ کیا آپ نے کبھی ایک ماں کی آنکھوں کی وہ چمک دیکھی ہے جو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے ننھے بچے کے چہرے پر مسکان دیکھتی ہے۔ یہ چمک محبت کی چمک ہے۔ جب ایک باپ فخر سے اپنے بیٹے کو سکھاتا ہے کہ سائیکل کو کس طرح پیڈل کیا جائے، تو یہ فخر دراصل اس کی محبت کا مظہر ہے۔

جب ایک چھوٹا سا پرندہ دل بھر غذا کی تلاش کرتا ہے تاکہ اپنے چوزوں کو کھلا سکے، اور اس مشقت میں وہ تھک جاتا ہے، تو یہ تھکاوٹ بھی اس کی محبت کا نتیجہ ہے۔ جب ایک بہادر سپاہی اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر لڑتا ہے، تو یہ بہادری بھی محبت کی پیداوار ہے۔ جب ایک بیٹا پانی کا گلاس ہاتھ میں لئے اس لئے اپنی

Marfat.com

ماں کے بستر کے قریب کھڑا رہتا ہے، تاکہ جاگنے پر اس کی ماں پیاسی نہ رہے، تو اس تابعداری میں بھی محبت کی خوشبو ہے۔

تو آپ دیکھئے کہ محبت کے پاس اپنے اظہار کے کئی طریقے اور کئی صورتیں ہیں۔ اگر کائنات میں یہ جذبہ موجود نہ ہوتا تو ساری فضا بوجھل اور بے کیف ہوتی۔ یہ اس تصویر کی طرح ہوتی جس کا اسکیچ تو مصور نے تیار کیا ہو، لیکن اس میں خوبصورت رنگ بھرنا بھول گیا ہو۔

اس طرح تو دنیا ایک نامکمل اور ناقابلِ رہائش جگہ ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے اوّلین شے جو پیدا کی گئی، وہ کامل محبت تھی۔ خالق نے اپنے دل سے محبت کو نکال کر اس سے اپنی پہلی تخلیق بنائی۔ یہ تخلیق نُور تھا، اور اس کا ایک دل تھا۔

یہ نُور اس قدر تیز اور روشن تھا کہ اس نے اس تخلیق کے پورے وجود کو جگمگا دیا۔ لیکن دل نازک اور حساس تھا۔ دل اس لئے نازک اور حساس تھا کہ وہ خالق کا مسکن تھا۔ اور ایسی جگہ میں کوئی غلط چیز ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ یہ نازک اور حساس اس لئے بھی تھا کہ اسے

Marfat.com

دوسروں کے لئے بھی احساسات کو جگہ دینا تھا۔

خالق نے اس دل کو بہت مضبوط بھی بنایا، کیونکہ اس کو کئی دوسروں کا بوجھ بھی اُٹھانا تھا۔ اس دل کو برداشت اور درگزر کے لئے بھی بنایا گیا۔ اس دل کی بہت سی شکلیں تھیں، جن میں سے ہر ایک خوبصورت اور عالیشان تھی۔ خالق اپنی تخلیق پر ذرا مسکرایا اور پھر نرمی سے اس میں اپنا مقدس سانس پھونک دیا۔

اور پھر خالق نے بڑی نرمی سے سرگوشی کی: "اے "محمدؐ!" اور نُور یعنی نُورِ محمدی نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور یہی ہے وہ داستانِ عشق جو ازل سے شروع ہوئی اور جو ابد تک جاری رہے گی۔ یہ ایک سچّی داستان ہے، جس کی ابتدا عشق میں ملفوف تھی۔ اور اس کا ہر باب عشق کے اسباق سے سجے ہوئے ہیں۔ وہ عشق جسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوام حاصل ہے۔ ؎

پھر روز تیرا ذکر ہے، ہر شب ہے تیری یاد
یہ جانِ تمنا ہے، وہ جانانِ تمنا

نُورِ محمدی کو ہر دوسری تخلیق سے پہلے خلق کیا گیا تھا۔

پھر اس نُور کو تمام عالمین، عرش، تمام آسمانوں اور زمین

Marfat.com

اور دیگر مخلوقات کے لئے استعمال کیا گیا۔ نُورِ محمدی، صفاتِ الٰہی کا سب سے پہلا براہِ راست وصول کنندہ ہے، اور اس نُور کے وسیلے باقی سب مخلوقات کو یہ صفاتِ الٰہی عطا ہوئیں۔ یعنی وہ سب مخلوقات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیدا کی گئی تھیں، یعنی رب کے عاشقِ اعظم کے لئے۔

ملائک، لوح و قلم، عرش اور باقی سب مخلوقات نُورِ محمدی سے آشنا تھیں اور ان سے والہانہ محبت اور ان کا احترام کرتی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ اس نُور کے ذرّہ ذرّہ میں عشق موجود ہے، اور یہ عشق ہی ہے جو نُورِ محمدی ہر سُو پھیلا رہا ہے۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ جب آپ کو کوئی شے دی جاتی ہے، تو آپ کو بھی کوئی ایسی ہی شے برابری کی بنیاد پر دے دینی چاہیئے۔ محبت سب کو عطا کی گئی تھی۔ اور سب نے وہ محبت اسی جذبہ سے لوٹا دی تھی، سوائے ایک کے، جو مغرور اور ریاکار تھا۔ یہ وہ تھا جو حسد کی آگ میں جل گیا۔ جب اس نے عشق کو دیکھا۔ وہ عشق جو حق اور نُور کے درمیان تھا۔ وہ عشق جو خالق اور اس کی پہلی تخلیق کے درمیان تھا۔ اس مغرور اور ظالم نے دن رات یہ سوچنا شروع کیا

Marfat.com

کہ وہ کس طرح اپنے رب کو یہ دکھلائے کہ وہ نُورِ محمدی سے افضل ہے۔ اس لئے رب صرف اُسی سے محبت کرے اور کسی دوسرے سے نہ کرے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابلیس کے شدید حسد کی ابتدا تھی اور ان کبھی نہ ختم ہونے والے حربوں کی بھی کہ کس طرح اس مہک اور خوشبو کو زائل کیا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرف پھیلا رکھی تھی۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابلیسِ لعین کا حسد ہی تھا، جس کے باعث اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور آپ کے نُور، آپ کے رب کی حقانیت اور اس سے وفاداری کی شروعات تھی۔ جب کہ ابلیس مردُود کا حسد اس ساری صورتِ حال کی شروعات تھی، جو بدی اور تاریکی پر منتج ہوئی۔

نسلِ انسانی کی تباہی اس کالے دل والی مخلوق کا مشن تھا اور اس کا یہ بھی مقصد تھا کہ اس عشق کو بھی تباہ کرے جو اس بدبخت کے اطراف پھیلا ہوا تھا۔ لیکن اس عشق کو کائنات سے کس طرح الگ کیا جا سکتا تھا جب کہ اس عشق کی نسبت دراصل آپ کے رب اور اس کے

Marfat.com

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے؟

شیطان اس محبت کو کیسے روک سکتا تھا جو ہمہ وقت ان لوگوں کے گرد موجود تھی اور ہے۔ جنہوں نے جب اس حسین عاشقِ رب کو دیکھتے ہی فوراً اس کے سحر میں گرفتار ہو گئے تھے۔ کیا لوہے کی مینجیں مقناطیس کی کشش کی مدافعت کر سکتی ہیں؟ کیا خوشبو کی مہک دوسروں سے چھپ سکتی ہے؟ کیا سورج دنیا سے اپنی روشنی کو چھپا سکتا ہے

کائے کو دل اے عشق تیرے غم سے بچے گا
اب ہم نہ بچیں گے، نہ یہ ہم سے بچے گا
لے گی دل ان کے رُخِ روشن کی تجلی
بالفرض جو اس گیسوئے پُرخم سے بچے گا

ابلیس کا یہ خیال تھا کہ وہ اس زمین پر فساد پھیلا کر بھائیوں کو آپس میں لڑوا کر، اس دنیا میں جھوٹ فریب اور حسد کے بیج بو کر، وہ آسانی سے عشق کے اسباق سے سب کو فراموش کر دے گا۔ لیکن یہ تو بس اس کی جھوٹی امیدیں تھیں۔ اس دُنیا میں مبعوث ہونے والے ہر نبی نے اپنے اُمت کو نورِ محمدی عشق، محبت اور اللہ کے پیغامات کے سبق پڑھائے ہیں۔

Marfat.com

یہ تو انسان اور شیطان کے درمیان ایک مسلسل جنگ ہے۔ ایک وقت شیطان کا یہ خیال تھا کہ اس کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے، اور اب کوئی بھی شے اس تباہی کو بدل نہیں سکتی جو اس کے ہاتھوں اس دنیا کو پہنچی ہے۔ یہ دورِ جہالیت کا وقت تھا، جب انسانوں نے بڑی بے حیائی سے اللہ کے قوانین کو توڑا، محض اس لئے کہ شیطان نے ان میں سے اکثریت کے دلوں کو اپنے قبضے میں لے رکھا تھا۔

یہ وہ وقت تھا کہ رشتوں کا تقدس ختم ہو چکا تھا۔ عورتوں سے چوپایوں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ انہیں بیچا یا تبدیل کیا جاتا تھا۔ ہر طرف جھوٹ اور منافقت تھی اور انسانی خون بہت ارزاں تھا۔ دنیا والے سچائی کے تمام سبق بھول چکے تھے اور تاریکی میں بھٹک رہے تھے۔

یہ تاریکی ابلیس کے لئے باعثِ خوشی تھی۔ لیکن جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، انسان سچائی کو بھول چکا ہے۔ وہ روشنی اور محبت کو بھلا سکتا ہے، لیکن اس کا خالق اُسے فراموش نہیں کر سکتا۔ جب یہ پوری دنیا نورِ محمدی سے بنی ہے، تو اسے کون چھپا سکتا ہے؟ یہ نور ہر وقت اُن لوگوں

Marfat.com

کو دکھائی دیتا ہے، جن کے دل اُن کے اللہ کے لئے وقف ہیں اور جو اس سے باوفا ہیں۔

یہ ۱۲ ربیع الاوّل کا دن تھا جب دنیا نے تجلیٔ یزداں کو دیکھا تھا، جس نے دُنیا و آسمانوں کو منور کر دیا تھا۔ جنّت کو دُلہن کی طرح سجایا گیا تھا اور ساتوں آسمانوں پر جشن کا سماں تھا۔ سارے حوُر و غلماں درود شریف پڑھتے ہوئے آسمانوں پر صف بستہ تھے، اور اسی طرح ملائک بھی جنت کی برگزیدہ خواتین، یعنی حضرت بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت بی بی مریم رضی اللہ عنہا، بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ موجود تھیں۔ جنہیں پہلے سے ہی یہ علم تھا کہ اللہ کی رحمت اُن کے گھرانے میں داخل ہو رہی ہے۔

چند ماہ پہلے ہی انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ جس میں انہوں نے نوُر کا لہوا اپنے وجود سے نکلتے دیکھا تھا۔ جس سے ہر ایک چیز جگمگا رہی تھی۔ حتیٰ کہ شام کے محلات بھی اُس سے روشن ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے اُس خواب کی تعبیر اُس وقت پائی جب اللہ کے محبوب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ جب اس نوُر نے پوری فضا کو منور کر دیا تھا۔ اور انہوں نے اپنی آنکھوں کے

Marfat.com

سامنے شاہانِ شام کے محلات کو روشن ہوتے دیکھا۔ اُسی رات ایوانِ کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر پڑے تھے۔

آتش پرستوں کا آتش کدہ سرد ہوگیا تھا اور سوادربا خشک ہوگیا تھا۔ نُورِ کعبہ کو اپنے ہالے (احاطے) میں لے لیا اور ستارے زمین کے اتنے قریب آگئے کہ ایسے لگتا تھا کہ وہ کسی بھی لمحہ زمین پر گر پڑیں گے۔

اُن کی پیدائش سے ساری خوبیاں ظاہر ہوئیں
پاک اُن کی ابتدا اور پاک اُن کا مختتم
اہلِ فارس کو ولادت کی خبر جب مل گئی !
ہوگئے دہشت زدہ اور چھا گیا رنج والم
قیصر وکسریٰ گر پڑے اور پارہ پارہ ہوگئے
اور پراگندہ ہوئے کسریٰ کے ساتھی ایک دم
بعد ازاں یوں ٹوٹتے تاروں کو دیکھا چراغ نے
اور مُنہ کے بل گرے سب سرنگوں ہوکر تمام

یہ وہ وقت تھا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، اُن کی عظمت اور جلوے نے تمام جہاں کو خوبصورت بنادیا تھا۔ یہ اس ہستی کی آمد کا وقت تھا جو سید المرسلین خاتم النبیین، رحمتہ اللعالمین، سلطان الکونین، سید الاوّلین،

Marfat.com

و آخرین، سیدنا احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ:

وہ جو نہ تھے، تو کچھ نہ تھے!
وہ جو نہ ہوں، تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی
جان ہے تو جہان ہے!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیروں کی ظلمت مٹانے آئے تھے۔ حق کو باطل سے الگ کرنے آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی رسّی تمام مردوں اور عورتوں کو تھمانے آئے تھے، تاکہ وہ صراطِ مستقیم پر چلنے کے قابل ہوں۔

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرنا مشکل ہے، اس کے لئے الفاظ عاجز ہیں، ایسی کوئی زبان نہیں جو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اوصاف کو بیان کر سکے۔ جس دن بھی دنیا والوں نے اُن کا جلوہ دیکھا، انہیں مکمل طور پر اُن سے محبت ہوگئی۔

ایک دن رات کے وقت جب چودھویں کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا، تو حضرت جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ لباس زیب تن کئے باہر تشریف لا رہے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال سے اس قدر حیرت زدہ ہوگئے تھے کہ وہ کبھی چاند کو اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے۔ اور بلا شبہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاند سے زیادہ حسین پایا: ع

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود

اور ان خوبصورت کالی آنکھوں کا بیان کون کرسکتا ہے جن کی سفیدی میں لال ڈورے تھے۔ یہ وہ آنکھیں تھیں جن کے بارے میں کہا گیا تھا:

آنکھیں حضور کی ہیں کہ رحمت کے میکدے
ہر ہر نظر ہے نشۂ ایماں لئے ہوئے

وہ آنکھیں جو اک نگاہ میں آسمان کو چیرتی ہوئی عرشِ اعلیٰ کو دیکھ سکتی تھیں اور دوسرے لمحہ وہ زمین کی تہہ تک داخل ہوسکتی تھیں، وہ آنکھیں جو چمک سکتی تھیں اور تاریکی میں بھی دیکھ سکتی تھیں اور سر کے پچھلے حصّے سے بھی دیکھ سکتی تھیں کہ اُن کی پُشت پر کیا ہو رہا ہے، یعنی پیچھے مُڑ کر

Marfat.com

دیکھے بغیر۔ یہ آنکھیں ہمیشہ شرم و حیا سے بوجھل رہتی تھیں، جس پر کہا گیا کہ ؎

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پہ درود
اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

کیا ہم اُن زُلفوں کے بارے میں بات کر سکتے ہیں یعنی اُن خمدار سیاہ گیسوؤں کے بارے میں جو سراپا رحمت و برکت تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مُبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ کے صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ وہاں یہ دیکھتے تھے کہ آپ کا جو بال بھی گرے تو وہ کبھی کسی نہ کسی طرح اُن میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ لگے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ : خوش قسمتی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال میرے پاس تھے۔ میں نے اُن کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف ہی رکھا تھا۔ اُن بالوں کی برکت تھی کہ عُمر بھر ہر جہاد میں فلاح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔ ؎

Marfat.com

سوکھے دامن پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے آنسو
ہم سیاہ کاروں کے یارب تپشِ محشر میں
سایہ فگن ہوں تیرے پیاروں کے پیارے گیسو

ہم نے کہا تھا کہ دل ایک بے انتہا نازک شے ہے جو نہ صرف حساس ہے، بلکہ بہت ہی نازک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طریقت سے بخوبی آگاہ تھے اور دلوں کی خوبصورت ترین پاسداری کرنے والے بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے کسی نے کبھی بُرے الفاظ نکلتے نہیں دیکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نرم تھے، آپ کا لہجہ نرم اور آپ کا دلِ اطہر بھی نرم تھا۔ آپ کے چہرۂ مبارک پر پھیلی ہوئی ہلکی سی مسکراہٹ دوسروں کو بتاتی تھی کہ دل میں کیا ہے۔

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ تھی شیریں کلامی آپ کی ادا اور آپ کی تقریر فصیح و بلیغ تھی۔ کلام

Marfat.com

کرتے وقت ایسے لگتا تھا کہ جیسے موتی جھڑ رہے ہوں اور آپ کا دل وہ مقام تھا جہاں آپ کا اللہ رہتا تھا۔ اُمت کے لئے آپ کی محبت، آپ کی آنکھوں کی چمک سے جھلکتی تھی اور آپ کے اخلاق سے بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے قرآن تھے۔ جو نہ فقط اُس زمانہ میں موجود تھے، بلکہ اب بھی موجود ہیں اور زمان کے خاتمہ تک سچے راہنما کی حیثیت سے باقی رہیں گے۔ وہ جو اپنے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باوفا اور سچے رہے ہیں، اُن کو انعام کے طور پر جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت عطا ہو گی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں، جس سے اہلِ جنت راضی ہو جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سب سے دل کی گہرائیوں سے پیار کرتے ہیں۔ اور سچے دل سے پیار کرتے ہیں۔ کیا آپ کو یہ نہیں چاہیئے کہ آپ بھی اُن سے اپنے دل کی اسی گہرائی سے اور اُسی خلوص سے محبت کریں۔

جب آپ یہ کہتے ہیں کہ "میں اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتا ہوں"، تو آپ کی

Marfat.com

زبان آپ کے دل کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیئے۔ پھر جو کچھ آپ نے کہا، وہ آپ کے عمل سے بھی ظاہر ہونا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کو اپنائیں اور اُسے اپنا طرزِ حیات بنائیں۔

اگر آپ اپنی باتوں میں سچے ہیں، تو یقین کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سب کے لئے موجود ہیں اور آپ سب کے لئے رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً وہی ہیں جن کے لئے یہ کہنا حق ہے کہ:

تیرے آگے خاک پہ جھکتا ہے متھا نور کا
نور نے پایا تیرے سجدے سے سایہ نور کا
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتی مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہم سب کو عطا فرمائے اور اس کی حفاظت کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ ابد تک

آمین!

Marfat.com

۵ مارچ ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۴)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو معبودِ کلی اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، وہ اعلیٰ ہے، حقیقی بادشاہ ہے، جو سلامتی دیتا ہے، امان دیتا ہے۔ وہی سبحان اور وہی خالق ہے۔ اُس کے اچھے اچھے نام ہیں، سب اُس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

درود و سلام نبیٔ مکرم پر، جو پاک اور باوفا ہیں۔ جو ستارۃ العرب اور اللہ کے نورالعین ہیں، جن کا ہر لمحہ ذکر و حمد میں گزرتا ہے۔

سلامتی، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی ہو اُن تمام باادب اور باوفا لوگوں کے لئے جو یہاں ہر ہفتہ اپنے ادب کے اسباق کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

Marfat.com

سوال یہ ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس دُنیا میں کتنے رنگ ہیں؟ اور کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ کیا یہی رنگ آسمانوں میں بھی ہیں، یا وہاں ان دنیاوی رنگوں سے مختلف رنگ ہیں؟ ایک عاشق ہمیشہ حساس دل کا مالک ہوتا ہے۔ عام طور سے ایک عاشق کا دل اس درجہ جلا ہوا ہوتا ہے کہ اُسے تمام رنگ دنیا کے رنگوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ وہ تمام رنگوں کا رشتہ محبت کے ساتھ جوڑتا ہے۔

دنیادار لوگ بھلے کہتے ہوں کہ کالا رنگ غمزدہ اور اداس رنگ ہیں، لیکن ایک عاشق کہے گا کہ کالا تو کعبہ ہے جو تمام رنگوں سے زیادہ پُر جلال ہے۔ لوگ چاہے کہتے ہوں کہ سفید ایک خاص رنگ ہے، لیکن عاشق کہے گا کہ سفید رنگ کو پسند کرنے کی واحد وجہ یہ ہے کہ:

"میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ پہننا پسند فرماتے تھے۔ اگر دنیا والے کہتے ہیں کہ ہرا یا سبز رنگ تازگی ہے، تو عاشق کہے گا کہ ہرا رنگ تو گنبدِ خضریٰ کا ہے۔ جب دنیا کہے گی کہ نارنجی رنگ آگ ہے تو عاشق کہے گا کہ نارنجی تو آتشِ عشق ہے، یعنی وہ آگ جو اس دُنیا

Marfat.com

میں رہنے کا واحد سبب ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دنیا کا رنگ بہت خوبصورت ہے۔ ذرا سوچیں تو کہ کتنی گھمبیر صورت ہوتی اگر دنیا میں رنگ نہ ہوتے۔ اللہ کے عاشقوں کے دل رنگوں کا امتزاج ہوتے ہیں کبھی تو وہ نیلے سمندر کی طرح خاموش اور پُرسکون ہوتے ہیں، کبھی وہ بھورے اور خاکی ہوتے ہیں۔ جب اس میں عاجزی اور بے لوثی کا احساس ہوتا ہے کبھی وہ نقرئی (چاندی جیسا) سفید ہوتا ہے۔ جب اللہ کا نُور ان دِلوں کو جذب کرتا ہے۔

سب سے دلفریب ترین رنگوں میں ایک وہ بھی ہے جسے کوئی بھی دل اپنا سکتا ہے۔ وہ ہے سُرخی مائل نارنجی رنگ، جلتے ہوئے ایک دل کا رنگ۔ وہ رنگ جو عام طور سے ایک ہلکے زردی مائل شعلے سے شروع ہوتا ہے اور پھر خاموشی سے جلنا شروع ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی عاشق اس شعلے کو نہ اپنائے۔

اگرچہ اس کی شدّت مختلف عاشقوں میں مختلف ہوتی ہے۔ ان میں کچھ ایسے ہیں جو ہلکی آنچ والے شعلے سے مطمئن ہیں۔ جب کہ کچھ کے لئے شعلہ چاہے کتنا ہی

Marfat.com

بلند ہو اُن کے لئے کبھی کافی نہیں ہوتا۔ کچھ جلتے وقت کراہ اُٹھتے ہیں اور کچھ بڑی خاموشی سے جلتے ہوئے، درد اور آہوں کو اپنے اندر اس طرح روکے رہتے ہیں کہ جیسے کوئی دوسرا اسُن ہی نہیں پاتا۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو نہ صرف خود کو جلاتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس سے جلاتے ہیں۔

ایسے لوگ اللہ کے منتخب شدہ ہیں، جنہیں فقط اسی مقصد کے لئے بنایا جاتا ہے۔ جام کو وہ پہلے خود چکھتے ہیں پھر وہ دوسروں کے لئے بھرتے ہیں۔ یہ خاص عاشق ہمیشہ دوسروں سے مختلف زندگی جیتے ہیں۔ ان میں تھوڑا سا گریزاں رہنے کا رَویہ ہے، جو انہیں دوسروں سے دُور رکھتا ہے۔ ان کا بچپن عام بچّوں کی طرح نہیں ہوتا۔ وہ اپنی عمر سے زیادہ بُردبار اور پُختہ ذہن کے مالک ہوتے ہیں۔

اُن کا ابتدائی رجحان ہمیشہ علم وحق کی طرف ہوتا ہے۔ وہ اپنی ذات کے اندر موجود خلا کو کم عمری میں ہی محسوس کر لیتے ہیں۔ اس خلا کو وہ اپنے دل کے اندر بھی محسوس کرتے ہیں۔ بظاہر تو وہ لوگوں کے ساتھ دکھائی

Marfat.com

دیتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ وہاں نہیں ہوتے ۔ وہ چاہے کوئی کام کر رہے ہوں لیکن اُن کی موجودگی کسی دوسری جگہ ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہوں، لیکن حقیقتاً وہ کسی اور کو دیکھ رہے ہوں گے۔

وہ خلا جسے وہ اپنے ابتدائی سالوں میں محسوس کرتے ہیں، اصل میں آتشِ عشق کی جگہ ہے جہاں شعلہ آخر کار آگ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب یہ کس وقت ہوتا ہے اس کا دارومدار اللہ پر ہے۔ یہ اللہ کی مرضی ہے کہ اس عاشق کی تقدیر میں کیا لکھا ہے مولانا رومیؒ کا ارشاد ہے:

"کوئی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں، کوئی
بھی مجھے پا نہیں سکتا، کوئی بھی مجھے تکلیف
دے نہیں سکتا، کوئی مجھے تباہ نہیں کر سکتا
اے محبوب! تُو نے مجھ کو مجھ سے اُچک
کر اوپر اٹھا لیا، تقدیر کے تیر
سے بھی اک گڑیا پر برس رہے ہیں۔"

اللہ کے عاشقوں کا سب سے قیمتی انعام محبت

Marfat.com

کی یہ آگ ہے، جسے وہ زندگی بھر محفوظ رکھتے ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہیں یہ آگ جلائے رکھنا ہے، تو انہیں اس کے لئے مسلسل ایندھن فراہم کرنا پڑے گا۔ استعمال ہونے والا ایندھن وہ خوبصورت عشق ہے جو اُن آنکھوں سے مسلسل بہتے ہیں۔ جو ہمہ وقت اپنے محبوب کی تلاش میں رہتے ہیں۔

اس آتش کے لئے آہیں اور سسکیاں بھی ایندھن ہیں، اس کے علاوہ سرگوشی میں معشوق کا وِرد، اُس کو آواز دینے والی نرم صدائیں، خاص طور سے تاریک راتوں میں معشوق کے دربار میں پیش کئے جانے والے طویل سجدے اور لمبے قیام، یہ سب آتشِ عشق کے لئے ایندھن ہیں۔

معشوق، ہر ایک عاشق کے دل سے بخوبی آشنا ہیں، آہیں اور آنسو اس سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ آگ کے اس شعلہ سے باخبر ہیں۔ اگر اس عاشق کی لگن سچی ہے، اگر اس کی وفا سچی ہے اور اس کا عشق سچا ہے، تو تب ہی معشوق کی آنکھیں عاشق کی آنکھوں میں نرمی سے جھانکیں گی۔ فقط یہ اک جھلک، جی ہاں یہی اِک

Marfat.com

نگاہ اس چھوٹے سے شعلہ کو اس بھڑکتی ہوئی آگ میں تبدیل کر دیتی ہے، جو نہ صرف پورے دل کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، بلکہ یہ (آتش) جلتی رہتی ہے، پھر تھم جاتی ہے اور پھر سے جل اٹھتی ہے، یہاں تک کہ سوائے آگ کے کچھ نہیں بچتا۔ محبت کے نارنجی نما سرخ شعلے کے۔

پھونک دی ہے عشق کی تپ نے ہمارے تن
میں آگ۔
دہکے ہے جوں شعلۂ فانوس
پیراہن میں آگ
رنگِ گلُ کچھ بے طرح
دہکے ہے اے ابرِ بہار
آشیاں تیرا بھڑک لگتی ہے
گلشن میں آگ
لالۂ خود رو نہیں ہے
خون نے فریاد کے
جوشش میں آ کر لگا دی
کوہ کے دامن میں آگ
رنگ یاقوتوں کے دہکے اب

Marfat.com

انگارے کی طرح
حسرت لب سے تیری از بس
لگی معدن میں آگ
گو بہار آئی کسے سودا
بھلا لگتا ہے باغ
یوں چمن میں گُل نظر
آتے ہیں جوں گلشن میں آگ" (سودا)

یہ آگ انمول اور یکتا ہے اور یہ آسانی سے پھیلنے والی ہے۔ جب کبھی کبھی ایسا عاشق اپنے لوگوں میں بیٹھتا ہے، تو اس کی آہیں اس کی آنکھوں کی اُداسی اور اس کے عشقیہ الفاظ سب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر جلد ہی بس ایسے شخص کی صحبت میں آنے سے اس شعلے کی چنگاریاں دوسروں میں منتقل ہوتی ہیں اور وہ بے خبری میں اس آگ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حضور صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹ ربیع الاوّل ۵۹۲ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ والد گرامی کی طرف سے آپ کا تعلق حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان

Marfat.com

سے تھا۔ اور والدہ محترمہ کی طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھا۔

آپ کی والدہ محترمہ، بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ گرامی بہت بڑی بزرگ تھیں، جو اکثر اوقات جذب و مستی کی کیفیت میں رہتی تھیں اور جب اس کیفیت سے نکلتیں، تو آپ اپنا وقت درس و تدریس اور اشاعتِ اسلام میں گزارتیں۔

آپ کی بیعت مختلف مرشدین کے توسط سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے جا ملتی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "کشف الغیوب" میں فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے عجیب اسرارِ الٰہی دیکھے کہ میں "عالم الملکوت" سے "عالم الجبروت" میں داخل ہوا۔ پھر میں نے اک خوبصورت باغ دیکھا جس میں ملائک اِک صف میں کھڑے تھے، اور تمام نبیوں کی پاک ارواح وہاں موجود تھیں، اور اس کے علاوہ اُن تمام اولیاء کی ارواح بھی موجود تھیں، جو دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔

اور اُن کی ارواح بھی جنھوں نے ابھی دُنیا میں

Marfat.com

تشریف لائی تھیں۔ پھر مجھے ایک خوبصورت خیمہ میں لے جایا گیا جس میں سرورِ عالم، رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہلِ بیت اور صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔

جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تین دن میں دنیا کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے ہیں۔ پھر امام کو بتایا گیا کہ جو کچھ بھی وہ عالمِ جبروت میں دیکھیں گے انہیں ریکارڈ کرنا ہوگا اور اُسے عالمِ ناسوت میں بیان کرنا ہوگا۔

اُسی وقت دو رُوحیں نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آرہی تھیں، اُن میں سے ایک نُوری اور دوسری یاقوتی سُرخ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکوتی زبان میں کچھ فرمایا اور پہلی والی روح کو اپنی داہنے طرف اور دوسری والی رُوح کو بائیں طرف بٹھا دیا۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

جس وقت میں نے آپ کی شہادت کے لئے اپنی مہرِ رضامندی لگائی تھی، مجھے اپنی اُمّت کی فکر تھی۔ اُسی سمے حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، اور یہ خوشخبری دی کہ اُمّت کو دو ارواح عطا کی جائیں گی۔ جن کے ذریعے قیامت تک اسلام مضبوط ہوگا۔ ان میں سے ایک شانِ جمال والی ہوگی اور دوسری شانِ جلال والی ہوگی۔

یہ ہوں گی وہ دو ارواح۔ داہنے طرف والی رُوح صاحبِ مقام فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ غوث پاک اور قطب العالم ہوں گے۔ بائیں طرف والی رُوح غوث پاک کے بعد دُنیا میں آئے گی۔ جن کا نام ہوگا مخدوم علی احمد صابر، اور اُن کا مرتبہ ولایتِ آتم، جو کہ ولایتِ قہر کی شان ہے۔

یہ منکرین اور حاسدین کی سرکوبی کریں گے۔ اس پر دربار ختم ہوا اور حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ خواب سے جاگ پڑے۔ جس وقت حضرت صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو اسی وقت سے آپ کی کرامتیں دُنیا پر ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔ آپ کی ولادت

Marfat.com

سے (۹) نو دن پہلے آپ کی والدہ گرامی بی بی حاجرہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیٹ میں بچّے کا ذکرِ جہر سُنا، جب اُنہوں نے بچّے کو جنم دیا اور دایہ نے چاہا کہ بچّے کو نہلانے کے لئے اُٹھائے۔

جیسے ہی اس نے بچّے کو ہاتھ لگایا تو اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس کے پورے بدن میں جلن اور کھُجلی شروع ہوگئی۔ جب والدہ نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے نرمی سے دایہ کو بتایا کہ اس بچّے کو بغیر وضو کے کبھی ہاتھ نہ لگانا، کیونکہ یہ بچّہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہے۔

جب بچّے کو نہلایا گیا اور دایہ بچّے کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، تو اچانک مکان کی چھت شق ہو کر کھُل گئی۔ اور اس سے پہلے کہ لوگ گھر سے نکل آئے انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔

کثیر تعداد میں رنگین بادل نما شکلیں آسمان سے نیچے اُتر آئیں۔ نوزائیدہ بچّے کی زیارت کی اور پھر سے اُوپر چلی گئیں۔ ان تجلیات کے دوران پورا مکان قُدسی خوشبو سے مہکتا رہا۔

Marfat.com

حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ تو پیدائش کے وقت سے ہی صابر تھے۔ انہوں نے چار (۴) دن تک اپنی ماں کا دُودھ نہیں پیا۔ جب تک کہ ان کے والدِ گرامی نے چار رکعت نمازِ شکرانہ نہیں پڑھا۔

اور اکیس (۲۱) بار "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیٔ لِلّٰہ المدد باذن اللہ" پڑھ کر بچے کے قلب پر نہیں پھونکا۔ اس پر بچے نے دُودھ پیا لیکن ایک سال تک آپ ایک دن دُودھ پیتے اور دوسرے دن روزہ رکھتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ایک دن دودھ اور دو دن روزہ اور پھر دو سال کے بعد آپ نے دُودھ پینا ہی بند کر دیا۔

جب آپ کی عمر دو سال کی تھی، تو ایک دن نمازِ فجر کے دوران آپ کے والدِ گرامی نے ایک بڑے سانپ کے گرنے کی آواز سُنی جو رینگ رہا تھا۔ جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو انہوں نے دیکھا کہ سانپ کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں اور حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ ان ٹکڑوں کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔

آپ کی والدہ جو اس وقت جاگ پڑیں، کہنے

Marfat.com

لگیں کہ میں نے ابھی ابھی خواب دیکھا کہ علی احمد کہہ رہے ہیں کہ :

"آج کے بعد کوئی سانپ میرے خاندان یا میرے سلسلے والوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا، کیوں کہ میں نے ابھی ابھی سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے"۔

جب حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی عمر چار (۴) سال کی ہوئی تو آپ نے اک نہایت فصیح زبان میں بولنا شروع کیا، جو آپ کی ولایت کی اک نشانی تھی۔

حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نہایت کم سنی سے ہی روزانہ چھ (۶) مرتبہ سجدہ کرتے تھے۔ اک صبح کے وقت، دوسرا دوپہر کے وقت، تیسرا سہ پہر کو، چوتھا عصر کے وقت، پانچواں مغرب کے وقت اور چھٹا سجدہ عشاء کے وقت کرتے تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ "لاحول ولا قوۃ" کا ورد کیا کرتے تھے، اور رات کا بیشتر حصہ جاگ کر گزارتے اور کبھی کبھی نیند سے ہڑبڑا کر اٹھتے۔ اور لفظ "اللہ" آپ کے منہ سے نکل آتا۔

Marfat.com

ایسے موقعوں پر آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوجاتا اور لال سُرخ ہوجاتا۔ حتیٰ کہ دن کے وقت بھی آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوجاتا اور آپ کے دہن مُبارک (مُنہ) سے خوف کی آوازیں نکلتیں۔ ایسے وقت آپ پر غفلت کی کیفیت طاری ہوجاتی، اور جو بھی آپ کو ہاتھ لگاتا، وہ آگ کو جسم میں داخل ہوتا محسوس کرتا۔ اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہوش میں آتے تو ہمیشہ فرماتے "الحمد للہ!"

پانچ (۵) سال کی عمر میں حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی کا انتقال ہوا، اور پورا سال آپ اپنے مُنہ سے ایک لفظ بھی نہیں بولے۔ اس دوران صاحبِ باطن آتے اور آپ کی پیشانی کو بوسہ دیتے۔ اور انہیں دولتِ استغفار سے نوازتے۔

جب آپ کی عمر شریف سات (۷) سال کی ہوئی تو آپ کی زندگی کٹھن ہوگئی۔ کیوں کہ آپ کی بیوہ والدہ کا کوئی باقاعدہ ذریعہ معاش نہیں تھا۔ وہ حیا اور غیرت کے باعث اپنا حال کسی پہ ظاہر نہیں کرتی تھیں اور چھوٹا صابر متواتر روزے رکھتے، اور وہ بھی

Marfat.com

ایک دو گھونٹ پانی سے۔ آپ بغیر لبتر بچھے فرش پر سوتے تھے، اور کئی بار لوگوں نے آہستگی سے اُن کے کمرے میں باتیں کرنے کی آواز سُنی۔

ایک مرتبہ دو تین دن تک کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی والدہ محترمہ سے کچھ کھانا مانگا۔ والدہ نے ایک ڈھکی ہوئی پتیلی آگ پر رکھ دی، جس میں صرف پانی تھا۔ تاکہ بیٹے کو کچھ تسلی ہو جائے۔ جب بھی حضور صابر رحمتہ اللہ علیہ والدہ سے پوچھتے کہ کیا کھانا تیار ہو گیا ہے؟ تو والدہ فرماتیں کہ ابھی تیار نہیں ہوا ہے۔

جب آپ کی والدہ مغرب کی نماز سے فارغ ہوئیں تو کم سن نے کہا۔ "میں انتظار نہیں کر سکتا، میں اسے کچا کھاؤں گا۔"

یہ کہتے ہوئے آپ نے برتن کا ڈھکنا اُٹھا لیا، اور فرمایا کہ "چاول تو پک چکے ہیں۔" والدہ کو بہت حیرانی ہوئی کیوں کہ انہوں نے برتن میں تو صرف پانی رکھا تھا جو اب تک اُبل رہا تھا۔ ماں بیٹے نے وہ چاول کھائے اور اس میں سے کچھ مولانا عبد القاسم

Marfat.com

گرگانی کو دیئے۔

جنھوں نے چھوٹے بچّے کے کشف کو دیکھتے ہوئے والدہ سے کہا کہ وہ بچّے کو اُن کے ماموں بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے جائیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ماموں سے ظاہری علوم حاصل کئے اور اس کی تعمیل پر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کو اپنی بیعت سے نوازا، جس کے ساتھ ہی حضور صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو باطنی فیض کے خزانے اور علوم بھی حاصل ہوئے۔

جب حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے واپس ہرات جانے کا قصد کیا تو انہوں نے اپنے بھائی سے درخواست کی کہ حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھیں۔ کیوں کہ وہ شرم کے باعث خود کوئی چیز بھی طلب نہیں کرتے۔

اس پر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لنگر کا پورا انتظام آپ کے حوالے کیا۔ حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے یہ اپنا معمول بنالیا کہ وہ دن میں دو بار اپنے حجرے سے باہر آتے اور لنگر تقسیم کرتے، لیکن کسی نے

Marfat.com

بھی انہیں خود لنگر میں سے کچھ کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

وہ لنگر تقسیم کر کے لوٹتے وقت صرف دُعائے نُور پڑھتے تھے۔ روایت ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سات سال تک کھانے کا ایک نوالہ بھی نہیں کھایا تھا۔ اور دُعائے نُور سے ہی زندہ رہے۔

حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ شانِ جلالی اور شانِ قہاری میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ ایک تلوار کی طرح تھے۔ جو بھی اُن کی موجودگی میں بے ادبی کی جراُت کرتا، اُن کے جلال سے جل کر راکھ ہو جاتا۔

حتیٰ کہ باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دو بیٹے بھی حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کے جلال کی تاب نہ لاتے ہوئے دُنیا سے پردہ فرما گئے۔ اس کے علاوہ باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اپنی شہزادی، جو آپ کی زوجہ تھیں، اپنے خاوند کے جلال کی وجہ سے فوت ہوئیں۔

وقت کے ساتھ ساتھ حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کا جذب و جلال بڑھ رہا تھا۔ سال ۶۵۰ ہجری کے دوران ایک بات حضرت باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تمام چشتی بزرگوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے دائیں شانے کو بوسہ دیا اور فرمایا "ھٰذا ولی اللہ"۔

یہ مہرِ ولایت تھی۔ جس کی تائید حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے دوسرے ہی دن کر دی۔ جب آپ نے حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کے شانے پر عین اُسی طرح بوسہ دیتے ہوئے فرمایا "ھٰذا ولی اللہ"۔

حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کو کلیر کے لئے سندِ خلافت عطا کی گئی۔ اور آپ کو قُطبِ عالم، اغیاثِ نزولِ اجلال، شاہ مخدوم علی صابر، کا خطاب ملا۔

کلیر کا شہر ہندؤوں کا مضبوط گڑھ تھا۔ اور وہاں ہر طرف کفر پھیلا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ وہاں کے مسلمانوں کے طور طریقے بھی صحیح نہیں تھے۔

جس وقت حضور صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کلیر کی مرکزی جامع مسجد میں داخل ہوئے، تو وہاں ہزاروں لوگ موجود تھے۔ مگر بدقسمتی سے یہ لوگ شہر

Marfat.com

کے قاضی کے دباؤ میں تھے، جو اپنا اثر کھونا نہیں چاہتا تھا۔ تو جب حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے لوگوں سے بیعت کرنے اور اصلاحِ دین میں اُن کا ساتھ دینے کے لئے کہا، تو انہوں نے انکار کیا۔

حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے ایک خط کے ذریعے اپنے مرشد بابا فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ کو اِن ساری باتوں کے بارے میں آگاہ کیا۔ جس کے جواب میں باباصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کاغذ بھیجا: جس میں حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت کی تصدیق کی گئی تھی۔ لیکن قاضی نے اس کاغذ کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا۔

قصّہ مختصر! کلیئر اس بے ادبی کی وجہ سے حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کے جلال کی زد میں آگیا۔ پہلے تو شہر زلزلے سے لرز اُٹھا، اور پھر جامع مسجد رکوع میں چلی گئی، یعنی زمین بوس ہوئی۔ جس کے نیچے تمام بے ادب لوگ دب گئے۔ اور پھر شہر کو آتشِ جلال نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جو کافی عرصے تک اندر ہی اندر بھڑکتی رہی۔

Marfat.com

حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کو اللہ تعالیٰ کی شانِ جلال اور شانِ قہار دکھادی۔ حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ وہ واحد شخص تھے جن کو آپ عالمِ جذب سے نکال تے وقت تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ اور اُن تعلیمات کو دنیا تک پہنچانے کا کام حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے سرانجام دیا۔

اے اُمتِ محمدی! اس میں کوئی شک نہیں کہ دُنیا میں خوبصورت رنگ ہیں۔ آپ بس اللہ کے ولیوں میں سے ہر ایک کی طرف دیکھئے۔ آپ ہر طرف پھیلے ہوئے عشق کے خوبصورت رنگ کے سحر میں گرفتار ہو جائیں گے۔ کبھی یہ اللہ کا جمال ہوتے ہیں اور کبھی اللہ کا جلال، لیکن بہرحال یہ سب اللہ کے رنگ ہیں۔

بس آگے بڑھئے اور اللہ کے کسی بھی ولی کا ہاتھ تھامیئے اور اسی رنگ میں رنگ جائیے۔ آئیے! اپنے دلوں کی گہرائی سے اللہ کے ولیوں سے پیار کریں۔

آمین!

Marfat.com

۱۲ر مارچ ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۵)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے علم عطا کیا، جس نے قلم کو پیدا کیا، اور جس نے جہاں پر چاہا اور جس میں چاہا علم کو پھیلا دیا۔

درود و سلام ہوں علم کے شہر پر، اُن پر جن کی آنکھیں ساتوں زمین اور ساتوں آسمان کے پار دیکھ سکتی ہیں۔ اور جن کے پاس اس دنیا کے اکثر اسرار کی چابیاں ہیں اور بیشک یہ چابیاں انہیں اُن کے اللہ نے سپرد کی ہیں۔

سلام، رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ سب کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو حقیقی علم کے سالک ہیں اور جو اس علم کی پیاس بجھانے کے لئے اِن محفلوں میں آتے ہیں۔

آئیے ! آج ہم ان تبرکات کے بارے میں گفتگو

Marfat.com

کرتے ہیں، جو آپ کو ایک مرشد سے یا مزاروں سے حاصل ہوتی ہیں۔ اپنے مقدس مقامات اور اللہ کے ولیوں کی خدمات میں حاضر ہونے کے کیا آداب ہیں؛ آج کل لوگ ایسی رسومات میں ملوث ہیں، جو انہیں گمراہ کرسکتی ہیں۔ اور شیطان کے حملوں کا شکار بنا سکتی ہیں۔

اُن کا غلط رویہ دوسروں کو یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ مزارات اور خود طریقت کے بارے میں نازیبا باتیں کریں، جس سے معصوم لوگ اس شک میں مبتلا ہو جائیں کہ آیا ایسے مقامات پر جانا درست، یا اسلامی ہے یا نہیں؟

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے ولی، وہ خوبصورت دل ہوتے ہیں جنہیں صرف ان کے اللہ کے لئے تخلیق کیا گیا ہے۔

جب ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں، یا پروان چڑھ رہے ہوتے ہیں، تو وہ بہت ساری خوبیوں سے آگاہ ہوتے ہیں، جو دوسروں سے مختلف ہوتی ہیں۔ ان کا بچپن بالکل غیر معمولی ہوتا ہے، وہ نہایت حساس ہوتے

Marfat.com

ہیں، اور کم عمری سے ہی درد کو محسوس کرتے ہیں۔
انہیں اپنے والدین اور خاندان سے شدید محبت ہوتی ہے اور فطری طور سے وہ دوسروں کا ادب کرنا سیکھ لیتے ہیں۔ ان کا اللہ اُن کو شروع سے ہی تربیت دیتا ہے، تاکہ وہ اس کردار کو آسانی سے نبھانے کے لئے تیار ہو سکیں، جو انہیں ان کی زندگیوں میں سونپا جانے والا ہوتا ہے۔
انہیں علم بھی عطا کیا جاتا ہے، جو اُن کے دل اور ذہنوں کو کھول دیتا ہے۔ علمِ الٰہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک صورت قلم اور کاغذ کے ذریعے ہے' جسے وہ حروف اور کتابوں کا علم کہتے ہیں۔
یہ علم وہ مدرسے میں کسی اُستاد سے حاصل کرتے ہیں، جو اُسے علمِ ظاہری اور علمِ باطنی بھی سکھاتا ہے۔
علم کی دوسری صورت صحبت سے حاصل ہوتی ہے فقط کسی عالم کی صحبت میں بیٹھنے سے ہی آدمی دین کی باریکیوں کو سیکھ لیتا ہے۔
علم کی تیسری صورت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ ولیوں کے قلب پر براہِ راست القا کرتا ہے۔ یہ علم دلوں

Marfat.com

میں نُور کی صورت میں داخل ہوتا ہے، جو اُن کے سینوں اور قلبوں کو کشادہ کرتا ہے۔ یہ نُور یا تو براہِ راست عطا کیا جاتا ہے، یا پھر کسی ولیٔ کامل کی نگاہِ فیض کے ذریعے۔ جو اس نُور کو کسی پر نظر ڈالتے ہی منتقل کر دیتے ہیں۔

یہ کارروائی عام طور سے بڑی خاموشی سے انجام پاتی ہے۔ اور کئی مرتبہ تو اس کو حاصل کرنے والا خود بھی اس سے آگاہ نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ علم کی ایک اور صورت بھی اللہ کے عاشقوں میں عام ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ خود ہی کسی ولی کی تربیت فرماتا ہے۔ اُس ولی کو ایسے حالات اور تجربات سے گزارا کرتا ہے، جو غیر معمولی ہوتے ہیں۔ یہ تجربات دل میں ایمانِ کامل اور یقینِ پیہم پیدا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ صبر، فراست، ذہانت تسلیم، عجز و انکساری وغیرہ جیسی خوبیاں بھی پیدا کرتے ہیں۔

اگر ولی مذکورہ بالا تمام ذریعوں سے علم حاصل کرتے ہیں اور حصولِ علم کا یہ سلسلہ اُن کی آخری سانس

Marfat.com

تک جاری رہتا ہے، تو اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک ولی کا دل اللہ کے نور کا منبع ہے۔

یہ ہی وہ جگہ ہے جہاں ظاہری اور باطنی علوم کی جڑیں وابستہ ہیں۔ یہ جڑیں اُن کے وجود میں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ ان کے ہر عمل سے علمِ الٰہی جھلکتا ہے اور وہ عمر بھر اللہ کے پیغام کے امین ہوتے ہیں۔ اُن کا ہر دن قرآن و شریعت کے لبادے میں ہوتا ہے۔ ولی وہ حسین لوگ ہوتے جن کی نسبت اُن کے اللہ سے ہے۔ نورِ محمدیؐ اُن کے خمیر میں رچا بسا ہے۔ اس سے اُن کے چہروں پر عکسِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جھلکتا ہے۔

اُن کو ولایت براہِ راست اللہ سے ملتی ہے اور وہ یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ نگرانی ہوتے ہیں یا شاہِ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی، یا پھر کسی اور ولی کامل کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ ایک ولی ہر وقت کسی نہ کسی بزرگ کے رابطے یا روحانی رابطے میں رہتا ہے۔ جو اس کا مرشد ہوتا ہے۔

یہ بزرگ ہستی اس دنیا میں موجود ہستیوں میں سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور ان میں سے بھی ہو سکتی ہے جو

Marfat.com

اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ لیکن جو اس سے رابطے میں ہوتے ہیں، جو اُن کی زیرِ نگرانی ہیں، یا یہ اہلِ بیت کا بھی کوئی شخص ہو سکتا ہے، یا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ہو سکتے ہیں، جو روحانی طور سے رابطے میں ہوتے ہیں، یا پھر حالتِ بیداری میں۔

یہ روحانی رابطہ القاء کے ذریعے سے ہوتا ہے، یعنی ایک روحانی پیغام کے ذریعے کسی کے دل میں داخل ہوتا ہے اور بہت ہی واضح ہوتا ہے۔ تاکہ اُسے اُس آدمی کا اپنا خیال نہ سمجھا جائے۔

یہ القاء براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔ البتہ اس القا کی شدت میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ کبھی کبھار انسان کے ذہن میں کوئی خیال یا سوال آتا ہے، جس کا جواب اسے خود بخود مل جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت خاموش القاء ہوتا ہے۔ کیوں کہ وصل کرنے والے کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ وہ ہدایت حقیقت میں اللہ سے آرہی ہے۔ اور اس کا جواب اس کا اپنا نہیں ہے۔

اس قسم کے جوابات ملائکہ کے ذریعے سے بھیجے جاتے ہیں اور لوگوں میں یہ عام ہیں۔ القاء اس قدر خاموش

Marfat.com

ہیں کہ حاصل کرنے والا اس میں فرق نہیں کرسکتا۔

دوسری قسم کا القاء ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جن کا تعلق روحانیت کی راہ سے ہوتا ہے۔ اُن کے لئے بھی طریقہ کار وہی ہے۔ یعنی اُن کے ذہن میں آنے والے سوال یا خیال کا جواب اُن کے دل میں از خود پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن اس وقت ان کو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ جواب اللہ کی طرف سے آیا ہے، اور اُن پر اللہ کی مہربانی ہے۔

القاء کا تیسرا انحصر بہت ہی نایاب ہے۔ یہ اللہ اور اس کے ولی کے درمیان ایک دوطرفہ رابطہ ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے آپ بات کر رہے ہوں اور دوسرا سامنے بیٹھا سُن رہا ہو۔ یہ سب سے زیادہ نمایاں القاء ہے۔ کبھی تو یہ فرشتہ کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی براہِ راست اللہ کی طرف سے۔

یہ القاء خالص رہنمائی اور رہبری کے لئے ہوتا ہے۔ اے اُمّتِ محمدیؐ! اب آپ کو احساس ہوا ہوگا کہ اللہ کے ولی معمولی انسان نہیں ہوتے۔ یہ یہاں اللہ کے پیغام

Marfat.com

محبت کے پھیلانے پر مامور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اس طرح بنایا گیا ہے۔

جب یہ ولی زندہ ہیں اور دنیا کے لوگوں میں موجود ہیں، تو اُن کا نُور اور اُن کی محبت اُن سب کے لئے مشعلِ راہ ہے جو اُن کے اِردگرد ہوتے ہیں اور جب وہ اس دنیا سے رُخصت ہو جاتے ہیں، تو اُن کی باتیں، اُن کی فراست، اور اُن کا مزار شریف بھی مرکزِ فیضِ تجلیات بن جاتا ہے۔

ایسے ولی سے ملنے والے تبرکات ہمیشہ بڑے فیض کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن اس کا انحصار اس پر ہے کہ آپ اُن (تبرکات) کا کتنا احترام کرتے ہیں۔ اللہ آپ کے دلوں کی کیفیت اور آپ کی نیّتوں کو دیکھتا ہے۔ اور یہ اس کی رضا پر بھی منحصر ہے کہ وہ کس کو کتنا عطا کرے۔ آپ اس تبرک کو سچّے دل سے نوش کریں اس دُعا کے ساتھ کہ :

"اے اللہ میں اس تبرک کو کھا رہا ہوں جو تُو نے مجھے اس ولی کے ذریعے عطا کیا ہے۔ یہ جو کچھ

Marfat.com

میں کھا رہا ہوں، اس میں اپنی رحمت اور برکت ڈال دے اور مجھے اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اس ولی کی محبت سے نواز دے، میرے علم میں اضافہ کر اور میرے دل کو اپنے نُور کے لئے کشادہ کر"۔

اسی طرح جب آپ کسی ولی اللہ کے مزار پر حاضری دیں، تو آپ مانگیں صرف اللہ سے، لیکن آپ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، پنجتن پاک کا، صحابہ کرام کا، اللہ کے تمام عاشقوں اور ولیوں کا اور صاحبِ مزار کا واسطہ دے سکتے ہیں۔ آپ کو کہنا چاہیئے کہ:

"اے اللہ! اپنا کرم اور اپنی رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، اُن کے اہلِ بیت پر اُن کے صحابہ کرام اجمعین، تابعین، تبع تابعین تمام اولیاء کرام اور تمام عاشقین پر نازل فرما آج میں ایک ایسے مقام پر کھڑا ہوں جہاں تمہارا عاشق، تمہارا دوست آسودہ خاک ہے۔ اپنے اس ولی کے درجات میں اضافہ فرما اور اس جگہ کو جنّت کے باغوں

Marfat.com

میں سے ایک بنا۔ اے اللہ! میرے دل
کو اس ولی کے دل جیسا حسین بنا، اور
میرے اعمال بھی اُن کے اعمال جیسے خوب
صورت بنا، اور مجھ سے بھی اسی طرح راضی
ہو جا جس طرح تُو اس ولی سے راضی ہے۔
میں تمہارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے
عاشق کے قریب کھڑا ہوں، اس محبت کی
خاطر جو تمہیں ہمارے اپنے محبوب صلی اللہ
علیہ وسلم سے، اُن کے اہلِ بیت سے، اُن
کے صحابہ سے، اولیاء سے، تمہارے عاشقین
سے اور صاحبِ مزار سے ہیں، مجھے میری
مشکلات سے نجات دلا اور اس
آخرت کو میرے لئے آسان فرما۔"

آپ صاحبِ مزار سے بھی عرض کر سکتے ہیں کہ وہ آپ کے حق میں دُعا کرے، کیوں کہ وہ اللہ کے عاشق ہیں اور بلاشبہ اللہ اپنے عاشقوں کی سُنتا ہے۔ جب ہم اللہ کے عاشقین کی بات کرتے ہیں، تو آپ

Marfat.com

میں سے ہر ایک کو اُن سے ایسی محبت کرنی چاہیئے جو اُن کا حق ہے، اور اُن کا احترام کرے اور اُن سے سیکھے۔

ہم اس محفل میں اس لئے اُن کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، تاکہ اُن کا فیض آپ سب پر برستا رہے۔ آپ چاہے اُن کو یاد کر رہے ہوں یا اُن کا ذکر کر رہے ہوں، یہ فیض دراصل اللہ کی رحمت ہے۔ جو آپ کو ابلیس کے شر سے بچاتی ہے، اور آپ کے قلب کو نُورِ الٰہی کے لئے کشادہ کرتی ہے۔

آج ہم ایک ایسے قطب کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جو اللہ کا عقاب تھا، جو چشتیہ سلسلے کے سُتونوں میں سے ایک تھا۔ ایک ایسی ہستی جس کی آنکھیں چیر دینے والی اور دل سونے کا تھا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ، بادشاہ التمش کے زمانے میں دہلی میں رہائش پذیر تھے۔

آپ کے والدِ محترم خواجہ کمال الدین احمد اوشی تھے، جو اوش میں رہتے تھے۔ جہاں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تھی۔ جب آپ ڈیڑھ

Marfat.com

سال کے ہوئے تو آپ کے والدِ گرامی اللہ کو پیارے ہو گئے اور جیساکہ اکثر ولیوں کے ساتھ ہوتا ہے، آپ کی والدہ محترمہ آپ کی اُستاد تھیں۔

جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ نے اپنے ایک پڑوسی بزرگ سے درخواست کی کہ وہ اُن کے بیٹے کو کسی ایسے شخص کے پاس لے جائے جہاں وہ دین کا علم حاصل کر سکے۔

پڑوسی بزرگ اور بچّہ ابھی آدھا راستہ طے کر چکے تھے کہ انہیں ایک اور بزرگ مل گئے، جنہوں نے اُن سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ اُن کا ارادہ جاننے کے بعد اس بزرگ نے کہا کہ بچّہ اُن کے حوالے کیا جائے۔ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اسے کہاں لے جایا جائے۔

اسی طرح وہ دونوں حضرت ابنِ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے جو اوش کے ایک معروف معلم تھے۔ یہاں دوسرے بزرگ نے اُن سے کہا کہ "یہ اولیاء اللہ ہیں، ان سے مہربانی سے پیش آئے اور انہیں بہترین تربیت فراہم کرے۔"

جب دونوں بزرگ وہاں سے چلے گئے، تو

Marfat.com

حضرت ابنِ حافظ رحمتہ اللہ علیہ نے بچّے سے پوچھا "کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ "دو" (۲) دوسرے بزرگ کون تھے"؟ بچّے نے جواب دیا کہ "میں نہیں جانتا"۔ پھر ابنِ حافظ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا" وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے، جو آپ کے لئے خاص طور سے بھیجے گئے تھے۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کو کشف کے ذریعے کہا گیا کہ وہ جائیں اور قطب الدین کو تعلیم دیں۔ اس پر آپ حیران ہوئے اور پوچھا کہ قطب الدین کہاں ہیں؟

ندا آئی کہ "اوش میں ہیں"۔ آپ نے اپنی آنکھیں بند کیں اور اوش پہنچ گئے اور اپنے آپ کو حضرت قطب الدین کے آگے کھڑے پایا۔

آپ نے ایک تختی اٹھائی اور پوچھا کہ" میں اس پر کیا لکھوں"؟ حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا" سُبحَانَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ"..... اور آپ نے پوری آیت کی تلاوت فرمائی۔

قاضی صاحب نے کہا" کیا یہ آیت سولہویں سپارے میں ہے"؟ حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے

Marfat.com

فرمایا" نہیں، جب میں ماں کے پیٹ میں تھا، تو میری والدہ صرف سولہویں سپارے تک جانتی تھیں' وہ کلام پاک صرف پندرھویں سپارے تک پڑھتیں، تو میں نے یہ اس وقت سیکھا تھا۔"

جب قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں تلاوت کے لئے کہا، تو آپ نے بڑی روانی سے تلاوت کی، اور پھر آپ نے پورا قرآن چار دن میں ختم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو مادرزاد ولی کہا جاتا ہے۔

جس وقت آپ کی ولادت ہوئی تھی تو سارا گھر جگمگا اٹھا تھا۔ آپ کی والدہ اس سے گھبرا گئی تھیں۔ لیکن پھر روشنی دھیرے دھیرے کم ہوئی اور غیب سے ایک آواز آئی "۔ وہ روشنی جو آپ نے دیکھی تھی، اُس سے ہم نے آپ کے بیٹے کے دل کو روشن کیا۔"

کچھ عرصہ تک دینی تعلیم کی تحصیل کے بعد آپ بغداد تشریف لے گئے اور امام ابوالعیش سرہندی کی مسجد میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ اس وقت آپ کی صحبت میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ اعجاز الدین

Marfat.com

کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ برہان الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء کرام موجود تھے۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور جب خواجہ حمید الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ولایت پر فائز کیا اور خرقہ عطا فرمایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف سترّہ سال تھی۔ رات دن آپ ڈھائی سو رکعت نماز ادا کرتے اور ہر رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر دو تین ہزار بار درود بھیجتے۔ اور اس قصبہ کے لوگوں کو فیض پہنچاتے تھے۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ قصبہ اوش میں آپ کا ایک مُرید تھا جس کا نام رئیس احمد تھا۔ وہ بہت پرہیزگار شخص تھا۔ اُس نے ایک شب خواب دیکھا کہ ایک محل عالی شان ہے۔ بہت سے لوگوں کا اس کے پاس ہجوم ہے۔ نورانی صورت اور درمیانے قد کے ایک بزرگ محل کے اندر سے آجا رہے ہیں۔ بار بار باہر کھڑے ہوئے لوگوں کا پیغام لے کر جاتے اور اندر سے پیغام لے کر آتے ہیں۔ رئیس احمد

Marfat.com

نے ایک شخص سے دریافت کیا "یہ محل کن صاحب کا ہے؟ اور یہ بزرگ کون ہیں"؟

اس نے بتایا کہ محل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور یہ بزرگ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہ سنتے ہی رئیس احمد نے اُن بزرگ سے عرض کی کہ میری طرف سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیجئے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا مشتاق ہوں، میرے لئے کیا حکم ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اندر جاکر جواب لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، "ابھی تجھ میں ہمارے دیدار کی قابلیت نہیں ہے" تو جاکر ہمارا اسلام قطب الدین کو پہنچا، اور انہیں کہنا وہ ہر شب ہمیں ایک تحفہ بھیجا کرتے تھے، کیا وجہ ہے کہ تین رات سے وہ تحفہ ہمیں نہیں ملا"۔

رئیس احمد جیسے ہی خواب سے بیدار ہوئے، تو حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا۔
بات دراصل یہ تھی کہ آپ کی والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ، اوش سے سفر کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ایک لڑکی تلاش کر کے اس سے آپ کا نکاح کر دیا تھا اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقاضۂ بشریت کی بنا پر تین رات سے اُس خاتون کے ساتھ رہ رہے تھے۔ اس وجہ سے درود شریف کا وِرد نہ کر سکے تھے۔
رئیس احمد کا خواب سُن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ مجھ سے یہ خطا اس بیوی کے سبب سرزد ہوئی ہے، چنانچہ آپ نے فوراً اس کو طلاق دے دی اور خود حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے بغداد روانہ ہو گئے۔
وہاں آپ کی ملاقات شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہوئی جو خراسان سے بغداد آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس روز تک روزانہ روحانی طریقے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ”اے

Marfat.com

معین الدین! قطب الدین خدا کا دوست ہے، اس کو تم اپنا خرقہ دے دو۔"

چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان کے مطابق اپنا خرقہ خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔ اور دہلی کی ولایت پر مامور کیا۔ اور اس کے بعد خود بھی دہلی روانہ ہو گئے۔

حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق دہلی روانہ ہوئے، تو پہلے ملتان پہنچے۔ آپ کے ہمراہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جو بعد میں آپ سے علیحدہ ہو کر دوسری جانب چلے گئے تھے۔ ملتان میں شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو آپؒ کی آمد کی خبر ملی تو استقبال کے لئے آئے آپ کو اپنے گھر لے گئے اور اپنے پاس ٹھہرایا۔

ایک روز یہ تینوں حضرات بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ سردار قباچہ نامی ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ مغلوں کے لشکر ہمیشہ پریشان کرتے رہتے ہیں۔ آپ خدا سے دعا فرمائیے کہ وہ بھاگ جائیں۔

چنانچہ ان بزرگوں نے دُعا کی۔ اس کے بعد خواجہ

Marfat.com

معین الدین! قطب الدین خدا کا دوست ہے، اس کو تم اپنا خرقہ دے دو۔"

چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیشان کے مطابق اپنا خرقہ خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔ اور دہلی کی ولایت پر مامور کیا۔ اور اس کے بعد خود بھی دہلی روانہ ہو گئے۔

حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق دہلی روانہ ہوئے، تو پہلے ملتان پہنچے۔ آپ کے ہمراہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جو بعد میں آپ سے علیحدہ ہو کر دوسری جانب چلے گئے تھے۔ ملتان میں شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو آپؒ کی آمد کی خبر ملی تو استقبال کے لئے آئے آپکو اپنے گھر لے گئے اور اپنے پاس ٹھہرایا۔

ایک روز یہ تینوں حضرات بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ سردار قباچہ نامی ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ مغلوں کے لشکر ہمیشہ پریشان کرتے رہتے ہیں۔ آپ خدا سے دعا فرمائیے کہ وہ بھاگ جائیں۔

چنانچہ ان بزرگوں نے دُعا کی۔ اس کے بعد خواجہ

Marfat.com

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ایک تیر دیا اور فرمایا کہ "تم اس تیر کو مغلوں کے لشکر میں پھینک دو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔"

اس نے ایسے ہی کیا، تیر پھینکنے کے بعد مغل لشکر میں خود بخود بھگدڑ مچ گئی اور ایسا خوف طاری ہوا کہ سب فرار ہو گئے۔

لوگوں کا ہجوم روز بہ روز بڑھتا جاتا تھا۔ بعض اوقات اس قدر آدمی آپ کی زیارت کے لئے آجاتے کہ ملنا مشکل ہو جاتا اور آپ مجبور ہو کر حجرے میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے راتوں کو سونا چھوڑ دیا تھا۔ نیند زیادہ آتی تو اول رات تھوڑا سا سو لیتے لیکن شب کا پچھلا حصہ عبادات میں گزارتے، بعد میں یہ عالم ہو گیا تھا کہ ہر وقت ایک خود فراموشی ، (استغراق) کی حالت میں رہتے۔ کوئی شخص دست بوسی کے لئے حاضر ہوتا تو تھوڑی دیر اسے انتظار کرنا پڑتا۔

جب آپ رحمۃ اللہ دہلی میں رہنے لگے، اور آپ کے حالات لوگوں کو معلوم ہوئے، تو ہزاروں کی تعداد میں معتقدین آپ کے آستانے پر زیارت کے لئے جمع

Marfat.com

ہونے لگے۔

لوگ نذرانے پیش کرتے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کا نذرانہ قبول نہ فرماتے لیکن ایک مسلمان بنیا آپ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ آپؒ اس سے اکثر قرض لے لیا کرتے۔ اور جب کسی سے کوئی ایسا نذرانہ مل جاتا جس کو حلال سمجھ کر آپ قبول کر لیتے تو اس (بنیا) کا قرض ادا کر دیتے۔

ایک دن بیٹھے بیٹھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ قرض کسی سے بھی نہیں لینا چاہیئے اور کوئی بھی نذرانہ قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد آپ نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ کے حکم سے روزانہ آپ کی جاءِ نماز کے کونے کے نیچے سے ایک اتنی بڑی روٹی نکلتی جو پورے خاندان کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہو جاتی۔

کچھ دنوں بعد بنیا نے سوچا کہ شاید خواجہ صاحب مجھ سے ناراض ہو گئے، جو قرض نہیں لیتے۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو آپ کے گھر، حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ تب یہ بات معلوم ہوئی اور اسی روز سے لوگوں نے آپ کو "بختیار کاکی" کہنا شروع کر دیا۔ کیوں کہ "کاک" کے

Marfat.com

معنی ''روغنی روٹی'' کے ہیں۔

جب آپؒ قاضی حمید الدین رحمتہ اللہ علیہ کے مکان میں مقیم تھے تو انہوں نے ایک محفل سماع منعقد کی، جس میں بہت سے لوگ شریک ہوئے اور گھر میں تل دھرنے کو جگہ باقی نہ رہی۔ محفل میں دونوں بزرگوں پر کیف کا عالم طاری ہوا۔

محفل ختم ہونے پر کچھ لوگوں نے قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ ''مجلس میں ہر قسم کے لوگ شریک ہوئے، یہ بات کچھ اچھی معلوم نہیں ہوتی، کہ وہ بغیر کھانا کھائے واپس چلے جائیں۔ قاضی صاحبؒ نے یہ بات حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ سے کی۔ آپ نے فرمایا کہ سب لوگوں سے کہو کہ قطار بنا کر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ لوگ بیٹھ گئے۔

آپ نے کھڑے ہو کر اپنی دونوں آستینوں کو جھاڑا اور ان کے جھاڑتے ہی ہر شخص کے سامنے دو دو روغنی روٹیاں اور گرم حلوہ رکھا نظر آیا۔ قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ کھانے کے بعد پینے کے لئے شربت بھی چاہیئے ہو گا۔ اتفاقاً کوئی شخص حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کے لئے ایک سیر شکر لایا تھا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس شکر کو سات پیالے پانی میں ڈال کر ایک برتن میں گھولا اور کہا کہ "سب کو پلادو۔" اس شربت میں ایسی برکت ہوئی کہ سب نے پیا۔ پھر بھی بچ گیا۔ اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے۔ پھر محفلِ سماع کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔

اُن ہی دنوں حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد کے ساتھ دہلی سے اجمیر کے لئے روانہ ہو گئے۔ اسی لئے دہلی شہر کے عوام بہت پریشان ہوئے اور گھر گھر رنج وغم کی ایک لہر دوڑ گئی۔ لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر آپ کے ساتھ ہو لئے۔

سڑک پر ایک ہجوم تھا، جہاں سے آپ گزرتے اور جہاں پر آپ کے پیر پڑتے لوگ وہاں کی خاک اٹھا اٹھا کر آنکھوں سے لگاتے اور روتے دھوتے ساتھ چلتے رہتے۔

یہ حال دیکھ کر خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "قطب الدین! تم دہلی ہی میں رہو۔ یہاں کے لوگ تم کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔" یہ حکم سُن کر آپ واپس

Marfat.com

دہلی چلے گئے اور پھر وہاں مقیم ہو گئے۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ دو قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ کلامِ پاک انہیں حفظ تھا۔ مال و زر کی خواہش بالکل نہیں رکھتے تھے۔

بعد میں آپ نے شادی بھی کی اور اُن کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام شیخ احمد، دوسرے کا نام شیخ محمد رکھا تھا۔ شیخ محمد نے سات سال کی عمر میں انتقال کیا۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: "سلطان شمس الدین التمش کے دل میں یہ شوق تھا کہ دہلی کے قریب ایک ایسا حوض بنا دے جس سے دہلی کے لوگ، جو پانی کی قلت سے پریشان ہیں، انہیں آرام سے پانی ملنے لگے۔

سلطان نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ گھوڑے پر سوار کھڑے ہیں، اور فرماتے ہیں "شمس الدین! اگر تو حوض بنانا چاہتا ہے تو اس جگہ حوض بنا جہاں میں کھڑا ہوں۔

Marfat.com

شمس الدین التمش بہت خوش ہوئے جب وہ بیدار ہوئے تو آپ نے اس جگہ کو خوب ذہن نشین کر لیا، تاکہ بھول نہ جائے۔ پھر خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیغام بھیجا ” کہ میں نے خواب دیکھا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بشارت دی ہے کہ... خواجہ صاحبؒ کو کشف کے ذریعے اس جگہ کا پہلے ہی علم ہو گیا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہہ دیا کہ” وہ جگہ جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تالاب کے لئے بتائی ہیں وہ مجھے پہلے ہی معلوم ہے، میں اُسی جگہ جا رہا ہوں۔ آپ بھی فوراً وہاں آجائیے۔

بادشاہ نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سُنا تو گھوڑے پر بیٹھ کر اسی جگہ کی طرف روانہ ہوگئے وہاں جاکر آپ نے دیکھا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؒ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سلطان نے آگے بڑھ کر ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اُس مقام کی زیارت کی۔

اُس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کے قدم کا ایک نشان بنا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر میں اس نشان

Marfat.com

سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ سلطان نے اس مقام پر ایک گنبد تعمیر کرا دیا، اور ایک حوض بھی بنا دیا۔ وہ چشمہ اب بھی جاری ہے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے بائیس خلیفہ تھے، جو سب ہی بڑے اولیاء اللہ گزرے ہیں۔ جن میں سے بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ برہان الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ بہت مشہور ہوئے۔

ایک دن عید کے روز آپ رحمتہ اللہ علیہ عید گاہ میں نماز ادا کر کے اس جگہ سے گزرے جہاں اب آپؒ کا مزار ہے۔ وہاں آپ نے اپنی سواری کو روک لیا۔ اور خاموش ہو گئے۔

لوگوں نے پوچھا "کیا بات ہے"؟ آپ نے فرمایا "اس زمین سے محبت کی بو آتی ہے، اس کے مالک کو بلاؤ"۔ جب مالک آیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے زمین کی قیمت طے کر کے ادا کی اور اس مکان میں خود کو دفن کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ایک دن محفلِ سماع میں تشریف فرما تھے، کہ قوالوں نے یہ شعر گایا:

Marfat.com

"عاشق رویت کجا کند باکس
بستہ زلفت کی یا بد خلاص
یعنی : تیری صورت کا عاشق کب کسی کی
طرف دیکھتا ہے۔ تیری زلف کا اسیر کب
گلوخلاصی پاتا ہے"
یہ شعر سن کر آپ نے قوالوں کو اپنے روبرو بٹھایا
اور دوبارہ ادا کرنے کی فرمائش کی اور شعر سن سن کر روتے
رہے۔
اسی وقت صلاح الدین جو بہت خوش گلو تھے، اپنے
دونوں بیٹوں، کریم الدین اور نظام الدین کے ساتھ آکر
بیٹھے اور ایک غزل سنانے کی اجازت چاہی۔ یہ واقعہ
خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں پیش آیا۔
وہ جب اس شعر پر پہنچے۔
"کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است
یعنی : "تیری راہِ رضا کے مقتولوں کا ہر زماں
میں ایک نئی زندگی ملتی ہے"
تو خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر کچھ ایسی کیفیت

Marfat.com

طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ آپ کو اس حالت میں گھر لے آئے اور قوالوں کو بھی ہمراہ لے آئے۔ ان کو حکم دیا کہ غزل کو بار بار گاتے رہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ دس دس فٹ اوپر اچھلتے اور پھر نیچے گرتے۔ بند بند آپؒ کے جسم کا تڑپ رہا تھا۔ تین دن تک یہی کیفیت رہی۔ جسم کے روئیں روئیں سے اللہ کا لفظ سنائی دیتا تھا اور خون کے قطرے جسم سے ٹپکتے تھے، کیوں کہ پورا جسم زخمی ہو گیا تھا۔

خون کی بوند جہاں گرتی وہاں لفظ "اللہ" کا نقش بن جاتا۔ آواز آتی کہ "سبحان اللہ" وقفے وقفے سے بے ہوشی طاری ہو جاتی۔ مگر اس حالت میں بھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ جب قوال کہتے:

"کشتگانِ خنجرِ تسلیم را"

تو معلوم ہوتا کہ جیسے جسم سے جان نکل گئی۔ اور جب قوال دوسرا مصرعہ کہتے:

"ہر زماں از غیب جانِ دیگر است"

تو دوبارہ سانس آجاتی۔

Marfat.com

چودہ (۱۴) ربیع الاوّل ۶۳۴ھ ہجری کو آپ کی حالت زیادہ خراب ہوگئی۔ آپ کا سر قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے زانوں پر تھا۔ اور شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں۔ اس وقت شیخ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا، خلافت کے بارے میں آپ کی وصیت کیا ہے؟

خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "وہ خرقہ جو مجھے خواجہ نظام الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمایا ہے مصلی اور نعلین کو شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا دینا۔

خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ اُن دنوں قصبہ ہانسی میں رہتے تھے۔ جس دن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، اُسی رات کو کشف سے اُن کو معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ خود ہی دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔

وصیت کے بعد حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی۔ پھر کفن دفن کی تیاری شروع ہو گئی۔

حضرت شمس الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فقراء

Marfat.com

اور عوام دہلی میں جمع ہو گئے تو مولانا سعد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی ہے کہ میری جنازہ کی نماز وہ شخص پڑھائے جو عمر بھر زنا سے محفوظ رہا ہو۔ اور اس کی کبھی فرض کی نماز اور پہلی تکبیر نہ چھوٹی ہو۔

اس وقت سلطان شمس الدین التمش بھی آچکے تھے۔ مجمع پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کوئی شخص آگے نہ بڑھا۔ اور نہ کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ تینوں صفتیں مجھ میں موجود ہیں۔ آخر کار سلطان التمش آگے بڑھے اور بلند آواز سے کہا:

”میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی میرے حال سے باخبر ہو لیکن حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت نے میرا راز فاش کر دیا۔ مجھ میں تینوں صفتیں موجود ہیں۔“

پھر سلطان نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کا ایک پایا خود اپنے کندھے پر رکھا اور تین پائے تین اولیاء اللہ نے کاندھوں پر رکھے اور جنازہ لے کر روانہ ہوئے۔ اور مقررہ جگہ دفن کیا۔

شیخ بدر الدین گزنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے کچھ دیر پہلے

Marfat.com

مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی۔ اور خواب میں میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر مسکراتے ہوئے آسمان کی طرف جارہے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ: "برہان الدین! اولیاء اللہ مرتے نہیں۔ بلکہ جہاں چاہتے ہیں وہاں رہتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں۔

جب مجھے نیند سے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحبؒ رحلت فرما چکے تھے۔

اے اُمّتِ محمدی! مزارات وہ جگہ ہیں جو محبت، عشق اور شرابِ وحدانیت سے نہائی ہوئی رہتی ہیں۔ یہ بے خودی اور مستی والے مقامات ہیں، جو رُوح کو راحت دیتے ہیں، جو راحت اور برکتوں کی جھلکیاں دکھائی ہیں۔ جو وہاں اللہ کے محبوبین کے لئے ہر وقت برستی رہتی ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! اللہ کے عاشقین دنیا کے لئے ایک خزانہ ہیں۔ اُن کا احترام کیجئے اور ان سے محبت کیجئے، جو اُن کا حق ہے، احترام و محبت کریں۔ کیوں کہ اللہ کے یہاں بھی ان کی عزت ہے اور وہ ان سے محبت کرتا ہے۔ بے شک جو بھی اللہ کے عاشقوں کا ہاتھ تھام لیتے ہیں،

Marfat.com

وہ درحقیقت اللہ کا ہاتھ تھامتے ہیں۔

اور اگر یہ خزانہ آپ کے ہاتھ آجائے، تو اس سے بڑھ کر آپ کیا چاہیں گے۔ بلاشبہ ایسا شخص دنیا کا مالدار ترین شخص ہوگا۔

اللہ کی محبت آپ سب کے لئے ہے۔ اللہ آپ سب سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرتا ہے۔ آیئے ہم سب بھی اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس سے محبت کریں۔

آمین!

Marfat.com

۱۹ ر مارچ ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۶)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو اُن تمام چیزوں کا پروردگار ہے جو پیدا کی گئی ہیں۔ وہ جو رزق فراہم کرتا ہے، وہ جو زندگی عطا کرتا ہے اور زندگی لے بھی لیتا ہے، جو اکیلا مالک اور واحد اللہ ہے۔

درُود وسلام ہوں اُن پر جو اللہ العظیم کی چاہت ہیں، اس کے محبوب ہیں، جو اس زمین پر اس کے سچّے اور حقیقی نائب ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے۔ اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو اللہ اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے پانے والے ہیں، جو اس کی سچّی راہ پر چلنے والے ہیں۔

اللہ کی راہ ایک خوبصورت راہ ہے، جو سچّائی اور

Marfat.com

حق کی طرف لے جاتی ہے۔ یہ راہ روشن اور نوری ہے۔ جو سب کے لئے واضح دکھائی دینے والی ہے۔ اللہ کے انبیاء اور رسولوں نے یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سب نے ہر ایک سے اسی راہ پر چلنے کی تلقین کی ہے۔ انہوں نے نہ صرف اس کی تلقین کی ہیں بلکہ ہر ایک کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس راہِ حق پر چلنا بھی سکھایا۔

آپ اسے ایک سڑک کی مثال سے سمجھئے، جو بڑی احتیاط سے بنائی گئی ہو۔ اس پر ہر طرف ہدایت کے نشان نصب ہیں، جو آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ کہاں آپ نے مُڑنا ہے اور کس جانب جانا ہے۔ وہاں حد رفتار کے نشان بھی لگے ہوئے ہیں اور آپ کے اپنے تحفظ کے لئے مختلف قواعد وضوابط بھی تحریر شدہ ہیں۔

اس سڑک کو روشنیوں کے قمقموں، یعنی بلبوں سے سجایا گیا ہے، جو ہر ایک شے کو روشن اور واضح کر دیتی ہیں۔ اس سڑک پر رہنما بھی متعین کئے گئے ہیں جو ضرورت کے وقت ہر ایک کی رہنمائی کرتے ہیں۔ وہ سب کے لئے ہیں اور ہر وقت حاضر رہتے ہیں اللہ کی راہ

Marfat.com

اُن سب کے لئے ہے جن کی نسبت اللہ سے ہے۔

ایک دوسرا راستہ بھی ہے جو صریحًا تباہی اور غم و اندوہ سے بھرا ہے۔ یہ شیطان کا راستہ ہے جو بنی آدم کا ازلی دشمن ہے۔ اس نے اپنے اس راستے کو طرح طرح کی خوبصورت روشنیوں سے سجا رکھا ہے۔ اور اس جگہ کو مختلف رنگوں اور سیر و تفریح کے لوازمات سے مزّین کر کے ایک جشن کا سماں پیدا کیا ہوا ہے۔

اس کو اس طرح پیش کیا گیا ہے۔ گویا یہ داخل ہونے کے لئے ایک بہترین جگہ ہو۔ کوئی بھی جو وہاں داخل ہوتا ہے، اس کے لئے کوئی بھی مسئلہ یا مشکل نہیں ہے۔ اس دوسرے راستے کے قواعد و ضوابط نوری راہ کے قواعد و ضوابط سے یکسر مختلف ہیں۔ جس کے پاس زیادہ طاقت اور زیادہ وسائل ہیں، وہ اس میں آگے بڑھ سکتا ہے۔ انہیں دوسرے لوگوں کی حدود میں مداخلت کا حق ہے۔

وہ کمزوروں کو نیچے گرا سکتے ہیں: اور اگر وہ اُن کو مغلوب کر سکتے ہیں، تو وہ اُن کی پشت پر سواری بھی کر سکتے ہیں۔ یہ راستہ کئی خود فریبیاں بھی دکھا سکتا ہے۔

Marfat.com

سرابِ نظر کا وہ فریب ہے جو کسی صحرا یا سڑک پر پانی کی موجودگی کا گمان پیدا کرتا ہے۔

اسی طرح یہ دنیاوی لذتوں کا جھوٹا گمان سب میں پیدا کرتا ہے۔ جس وقت یہ سراب دکھائے جاتے ہیں، تو شیطان لوگوں سے کہتا ہے کہ وہ ان کے پیچھے بھاگیں تاکہ یہ ہاتھ سے نکل نہ جائیں۔ وہ ہر ایک سے کہتا ہے کہ جتنی تیز دوڑ سکتے ہو دوڑو۔ اپنا تمام وقت اور ساری توانائی ان سرابوں کو حاصل کرنے میں خرچ کردو۔ کیوں کہ یہی دنیاوی چیزیں آپ کو خوش کرسکتی ہیں۔

آخر کار جب آپ منزل پر پہنچتے ہیں، تو آپ کو یہ علم نہیں ہوتا کہ وہاں کیا انجام آپ کا منتظر ہے۔ تو پھر کیوں نہ آپ اپنے پورے وسائل اس پر لگائیں۔ تاکہ کم از کم اس دنیاوی زندگی کا لطف تو اُٹھا سکیں، کیونکہ آپ کو یہ زندگی بار بار نہیں ملے گی۔

شیطان کی آواز تواتر سے آپ کے کانوں میں گونجتی رہتی ہے، جو آپ کے سوچنے کی قوت کو سلب کرتی ہے۔ اور آپ کی معقولیت کو ختم کرتی ہے، جو آپ کو ابلیس کے ہاتھوں میں بے بس پُتلیاں بنا دیتی ہیں۔ ابلیس کے راستے

Marfat.com

پر چلنے والے لوگ ایسے ہیں جیسے ہپناٹائزڈ شدہ ہوں۔
وہ اس کے سحر میں مغلوب ہیں اور اپنے مالک کو کسی بھی حالت میں ناراض نہیں کرنا چاہتے۔
شیطان ان کو دولت اکٹھا کرنے کے آسان طریقے بتاتا ہے، جس سے وہ راتوں رات دولت مند بن جاتے ہیں۔ بد دیانتی، جھوٹ، دھوکا اور فریب اس راہ کے طور طریقے ہیں۔ اسی طرح خود غرضانہ مقاصد اور دنیاوی خواہشات ہیں جو ہر ایک کے رویہ کو کنٹرول کرتے ہیں۔
اگرچہ شیطان کا راستہ ہر ایک کو ظاہری طور سے بہت ہی اچھا اور پُر اثر دکھائی دیتا ہے، لیکن بدقسمتی سے یہ راستہ کسی کو بھی بھلائی کی طرف نہیں لے جاتا۔ اس راستے کا اختتام اسی اندھیری کھائی میں جا کر ہوگا جو ابلیس لعین کی ابدی مقام ہے۔ وہ جگہ جو دردناک عذاب اور نہ ختم ہونے والے درد و الم سے بھرپور ہے۔
لیکن سوال یہ ہے کہ آخر جب ہر ایک کو اس جھوٹی راہ کا نتیجہ معلوم ہے اور وہ جانتا بھی ہے کہ وہ اگر اس راہ پر چلتا رہے گا تو اس کی آخرت تباہ ہو جائے گی۔ تو پھر لوگ کیوں اُسے اختیار کرتے ہیں۔ وہ کیوں اس کا انتخاب

Marfat.com

کرتے ہیں ؟ تو پھر یہ سیدھی اور نوری راہ پر کیوں نہیں چلتے، جو اللہ کی راہ ہے ؟

انسان فطری طور سے معصوم ہے اور اکثر اوقات سوچنا نہیں چاہتا ۔ یہ جلد بازھی ہے، جو ہر وقت آسان شارٹ کٹ ڈھونڈتا پھرتا ہے اس سے وہ شیطان کا آسان شکار بن جاتا ہے ۔ شیطان کی بغل میں ہمیشہ ایک ہتھیار موجود رہتا ہے، اور وہ ہتھیار ہے وسوسہ ۔ اُسے وہ خاموشی سے کسی معصوم آدمی کے دل میں ڈال دیتا ہے ۔

شیطان انسانی نسل کا سب سے بڑا دشمن ہے ۔ وہ شر ہے ، وہ فساد ہے اور یہی آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے کا باعث بنا ۔ قابیل کے ہاتھوں معصوم ہابیل کا قتل بھی اسی کی وجہ سے ہوا ۔ وہ اس خون کے دریا کی وجہ ہے جو صدیوں سے اس دنیا پر بہے چلا جارہا ہے ۔

شیطان بڑا مکار ہے ۔ وہ ایک خاموش حملہ آور ہے ، اور اس میں اس کا واحد ہتھیار سرگوشیاں ہیں آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ یہ کام کس طرح کرتا ہے ۔ مثلاً دو اچھے دوست کئی سالوں بعد ملتے ہیں ۔ جب ایک دوست

Marfat.com

دوسرے دوست کو اپنا خوبصورت گھر دکھاتا ہے اور اپنے پیارے بچّوں سے اُسے ملاتا ہے، تو پہلا دوست اس سے خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کی معصوم فطرت ہے کہ وہ اپنے اطراف ہر ایک کے لئے بھلائی چاہتا ہے۔

لیکن بس چند ہی لمحوں میں ابلیس اس موقع سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کے کان میں سرگوشی کرتا ہے کہ ''کتنا خوش نصیب ہے یہ شخص۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کا بھی ایک ایسا ہی گھر ہو''۔ پھر اس کے دل میں محرومی، کم مائیگی اور کمتری کے احساسات ڈال دیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اُن دوستوں کے درمیان ایک رکاوٹ پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

اب اگر یہ شخص دنیادار ہے اور اس بات کو نہیں سمجھتا کہ یہ منفی جذبات شیطانی وسوسے ہیں، تو پھر محرومیت کا احساس حسد میں بدل جاتا ہے اور اس کے دل میں موجود مدافعتی نظام کو کمزور کر دیتا ہے۔ اب اس کے دل میں مزید شیطانی جذبوں کا داخلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جن کی تکمیل کے لئے وہ دن رات مصروفِ عمل ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔

اس کے دل میں وسوسوں کا ایک طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ کبھی تو اسے خود پر رحم آتا ہے اور کبھی وہ غمزدہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی زبان سے اس قسم کے الفاظ نکلتے ہیں کہ: ''مجھے کیوں ہر چیز کا کمترین حصہ ملتا ہے؛ اللہ میری کیوں نہیں سنتا؛ آخر میں ہی کیوں محرومیوں کا شکار بنتا ہوں؟''

پھر اس کے بعد دوسرے منفی خیالات کی یلغار ہونا شروع ہوتی ہے۔ جیسے کہ میرے پاس آخر اتنے پیسے کیوں نہیں آئے جو میں وہ سب کچھ خرید کر سکوں جو میرے دوست کے پاس ہیں؟ ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ میں اپنے اگلے پروجیکٹ کے ٹینڈر کے لئے کچھ اضافی رقم متعلقہ حکام کو پیش کروں؟ کیوں نہ اس ٹینڈر میں سپلائی ہونے والے غیر معیاری مال کا معیاری مال سے زیادہ ریٹ کوٹ کروں؟ اس سے مجھے تیس سے چالیس فیصد فائدہ ہوگا۔

جب اللہ نے ہر ایک کو بہت کچھ دیا ہے، تو اس میں کیا برائی ہے، اگر میں نے تھوڑا سا زیادہ حصہ لیا؟ یہ وسوسے خاموشی سے ہر ایک کے دل میں داخل ہوتے

Marfat.com

ہیں اور پھر وہیں قیام کرتے ہیں۔

ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ شیطان اس دنیا میں رہنے والے ہر انسان کے ساتھ اپنا ایک چیلا مقرر کرتا ہے۔ یہ مقررہ چیلا (شیطان) اس شخص کی پوری زندگی سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے، وہ اس کے دل کی کیفیات کو بھی جانتا ہے۔ اس کی کمزوریوں اور اس کی قوتوں کو بھی جانتا ہے۔ اب اس شیطانی چیلے کا کام اس شخص کے انتہائی قریب رہنے کا ہوتا ہے تاکہ وہ اس تاک میں رہے کہ کس مناسب موقع پر اس کے دل میں وسوسہ ڈالے۔

مثلاً نماز کا وقت آئے اور اس شخص کے کان میں اذان کی آواز آئے تو شیطان اس شخص کے کام کو بڑا دلچسپ کر دیتا ہے۔ جو وہ کر رہا ہوتا ہے اور اس کے دل میں یہ سرگوشی بھی کر سکتا ہے کہ: "چلو اس کام کو پہلے ختم کروں گا، پھر نماز کے لئے جاؤں گا۔" پھر اس کے کچھ عرصہ بعد وہ یہ وسوسہ بھی ڈال سکتا ہے کہ: "کیا وضو کرنے کیلئے بہت سردی نہیں ہے؟"

یا اس شخص کے دل میں ایک اور خیال بھی آسکتا ہے کہ: "میرے پاس صلوٰۃ (نماز) کے لئے بہت وقت ہے۔ مجھے پہلے کام ختم کر لینا چاہیئے۔ اس کے چند لمحوں

Marfat.com

بعد نماز کے لئے جا سکتا ہوں "؛ مگر افسوس! یہ چند لمحات کبھی نہیں آتے، کیوں کہ کام بڑھتا ہی جاتا ہے۔ یا وہ شخص یہ بھول جائے گا کہ اس نے نماز کے لئے جانے کا وعدہ کیا تھا۔

تو اس طرح شیطان مردود کا وار کامیاب ہو جاتا ہے۔ ذرا سوچئے کہ اگر کسی دن ایک آدمی سو کر اٹھتا ہے اور اپنے سر پر ایک خطرناک کتے کو کھڑا پاتا ہے، تو کیا ہوگا؟ ظاہر ہے کہ وہ شخص اس درندے سے اپنی جان چھڑانے کی کوشش کرے گا۔ لیکن جونہی وہ شخص کسی دوسرے کام میں مصروف ہو جاتا ہے، تو کتا دوبارہ آکر اُس پر حملہ کرتا ہے۔

چاہے یہ آدمی کہیں بھی جائے اور کچھ بھی کرے یہ کتا اس کے پیچھے لگا رہے گا۔ جب تک کہ وہ اُسے کسی طاقت ور چیز سے نہیں مارتا۔ وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ لیکن جیسے ہی وہ آدمی اپنے کام میں جُٹ جاتا ہے، یا اپنے اردگرد کے ماحول سے بے خبر ہو جاتا ہے تو یہ کتا دوبارہ حملہ کرتا ہے۔

حتیٰ کہ کتا اس کے خوابوں میں آکر بھی اُسے ڈراتا

Marfat.com

ہے، یعنی ستاتا ہے۔ اور دن کے اوقات میں یا تو غرّاتا ہے یا پھر جہاں ممکن ہو اُسے اپنے تیز دانتوں سے یا پنجوں سے نقصان پہنچاتا ہے۔ ایسے حالات میں آدمی کی زندگی کا اہم مقصد اس درندہ سے نجات پانا ہو جاتا ہے۔

دن رات وہ تحفظ کے طریقے تلاش کرتا ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ اُسے بچاؤ کے طریقے مل جائیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے گرد ایک ایسی دیوار بنالے جو اس درندے کو روک دے۔ یا وہ اپنے پاس ایسے ہتھیار رکھے جس سے وہ اپنی حفاظت کرسکے۔ قصّہ مختصر، وہ ہر وقت اپنے دشمن سے آگاہ رہے گا اور خود کو بچانے کی کوشش کرے گا۔

شیطان اس دنیا میں موجود تمام درندوں سے زیادہ نقصان دِہ ہے۔ یہ نہ صرف بہت جان لیوا ہے بلکہ یہ ایک نہایت ہی چالاک دشمن بھی ہے، آپ کو سمجھنا چاہیئے کہ شیطان سے بڑھ کر کوئی خطرناک دشمن نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ کبھی بھی آپ کی بھلائی نہیں چاہے گا۔ اس کا ہر ایک پل، ہر ایک حرکت آپ

Marfat.com

کے خلاف ایک شر ہوگا۔

اس کے خطرناک ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آپ اُسے دیکھ نہیں سکتے۔ وہ نظر نہیں آتا اور اس کے حملے نہایت خاموشی سے ہوتے ہیں۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ یہ آپ کے دل اور دماغ میں گھس سکتا ہے، اس کے ڈالے ہوئے وسوسے آپ کو اپنے خیالات لگنے لگتے، جو آپ کو اُس کے حملوں سے باخبر رکھتے ہیں۔ آپ کو ایسا گمان ہوگا کہ جیسے یہ خیال خود آپ کے اپنے ذہن سے آرہے ہیں۔

..یہی وجہ ہے کہ آپ اس سے بچاؤ کے طریقے اختیار نہیں کرسکتے۔ ابلیس انسان کے ایمان کا جانی دشمن ہے۔ اور اس کی یہ دشمنی آپ کی آخری سانس تک آپ کے ساتھ رہے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہر وقت شیطان سے چوکنا رہنا چاہیئے۔

اپ کے ذہن میں آنے والے ہر خیال کا آپکو احتیاط سے تجزیہ کرنا چاہیئے کہ آیا یہ خدانخواستہ دشمن کی طرف سے تو نہیں آیا۔ یا یہ شیطان کا کوئی وار تو نہیں۔ جب کوئی وسوسہ دل میں داخل ہوتا ہے، تو فوراً ہی اللہ سے

Marfat.com

پناہ اور رہنمائی طلب کریں۔ ہمیشہ اللہ کے حصار میں رہیں اور خود کو اپنی نماز اور ذکر اللہ کی حفاظت میں رکھیں۔

اللہ کے ولیوں کی صحبت میں رہیں، تاکہ جب کبھی بھی آپ کسی مسئلہ میں اُلجھن کا شکار ہوں، تو وہ آپ کی مدد کے لئے موجود ہوں۔ اللہ کے ولی وہ پاک اور اس کے مقرب بندے ہیں جو ہر وقت اس کے تحفظ اور رہنمائی میں رہتے ہیں۔ اُن کی برکتیں ایسی ہیں کہ اُن کی موجودگی اللہ کی رحمت کا باعث ہوتی ہے۔

جب وہ موجود ہوتے ہیں تو ان سے ظاہری اور باطنی فیض پھیلتے ہیں۔ اُن کی بصیرت آمیز باتیں، اُن کی تعلیمات اور خود ان کی زندگی دوسروں کے لئے مشعلِ راہ ہوتی ہے۔ جب کہ اُن کے دلوں سے نکلنے والا باطنی نُور دوسروں کے دلوں میں خاموشی سے داخل ہوتا ہے۔

یہ نُور شیطان کی کوششوں کے خلاف ایک ڈھال فراہم کرتا ہے اور اس شخص کو راہِ راست سے بھٹکنے نہیں دیتا۔ ولی ہر زمانہ کے لئے ہیں۔ جب وہ اس دنیا میں ہوتے ہیں، تو اُن کے شب و روز اللہ کی

Marfat.com

مخلوق کے لئے ہوتے ہیں۔ اور وہ جب دنیا سے پردہ فرماتے ہیں، تو ان کا عرفان پھر بھی یہیں رہ جاتا ہے۔ تو اس طرح ان کی طرف سے رہنمائی کا عمل بھی رُکتا نہیں ہے۔

آج ہم ایک حسین روحانی بزرگ کی بات کرتے ہیں، یعنی حضرت میاں میر قادری رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں۔ جو محبت اور عشقِ الٰہی کی ایک مثال تھے۔ اور جن کی تعلیمات دوسروں کے لئے مشعلِ راہ تھیں۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کا اصل اسمِ گرامی محمد میر تھا۔ جن کا تعلق سندھ کے ایک علمی اور برگزیدہ خانوادے سے تھا۔ آپ کی ولادت ۹۳۰ھ ہجری میں سیوستان یعنی سیہون شریف میں ہوئی۔ آپ کے خانوادے کو قاضی خاندان کہا جاتا تھا۔ جن کی نسبت اٹھائیس پُشتوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا ملتی تھی۔

جب آپ سات سال کے ہوئے تو آپ کے والدِ گرامی کا انتقال ہوگیا اور آپ کو محبت اور تربیت آپ کی والدہ صاحبہ، بی بی فاطمہ نے دی۔ آپ کے والد اور والدہ دونوں مرتبۂ ولایت پر فائز تھے۔ آپ

Marfat.com

کے والد قاضی سائیں دِتہ سندھ کے ایک مشہور بزرگ تھے، جب کہ آپ کی والدہ اپنے وقت کی رابعہ بصری کہلاتی تھیں۔

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی والدہ صاحبہ سے قادری سلسلہ کی ابتدائی تعلیمات حاصل کرلیں تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے قادریہ سلسلہ کے ایک مشہور صوفی حضرت شیخ خِضر سہوانی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مُبارک پر بیعت کی۔ اس عظیم بزرگ سے کچھ ہی سالوں میں کئی قسم کی ریاضات، مجاہدات اور تعلیمات لینے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے باطنی علوم کی تکمیل کی۔

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد نے فرمایا کہ آپ کا کام ختم ہو چکا ہے اور آپ کہیں بھی جاکر قیام کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے مرشد کی اجازت سے لاہور تشریف لے گئے اور زندگی کے آخری ایام تک وہیں مقیم رہے۔ یہ ۱۵۷۵ء میں بادشاہ اکبر کا دور تھا کہ آپ ۲۵ سال کی عمر شریف میں لاہور تشریف لائے۔

وہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا سعد اللہ لاہوری مولوی نعمت اللہ لاہوری اور مفتی عبدالسلام جیسے بڑے

Marfat.com

جیّد علماء سے فیض حاصل کیا۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا بیشتر حصہ ریاضت اور مجاہدہ میں گزرا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے مُریدین باغوں یا جنگلوں میں جاکر یادِ حق میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ ہر مرید ایک الگ درخت کے نیچے بیٹھتا۔ مگر نماز کی جماعت کے لئے یکجا ہو جاتے تھے۔

دارالشکوہ اپنی کتاب "سکینۃ الکلیہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ لاہور میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت اور ریاضت کے لئے تقریباً تیس مقامات تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرائض، سُنّتِ مؤکدہ، نمازِ تہجد اور رمضان شریف کے روزوں کے سختی سے پابند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے دُور رہا کرتے تھے۔ اور رات رات بھر عبادت کیا کرتے تھے۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ فنافی اللہ تھے، اس لئے جلوت کی بجائے آپ خلوت پسند فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ چالیس سال تک گمنام رہے۔ آپ سفید دستار، سفید کھدّر کا کرتہ زیبِ تن فرمایا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ کا لباس ایسا تھا کہ لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو درویش کی حیثیت سے نہیں پہچانتے تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اخلاق نہایت اچھے تھے اور کوئی جب آپ سے ملتا، تو وہ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت سے ایسا محسوس کرتا کہ جیسے حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ اُسے سب سے زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔

دارالشکوہ کے مطابق "آپ رحمتہ اللہ علیہ اس قدر مجسم اخلاق تھے کہ اخلاق اگر کسی مرد کی صورت میں ہوتا تو وہ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں ہوتا۔"

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ اکبر بادشاہ کے دور میں موجود تھے، جب مسلمان کمزور تھے۔ ہندوؤں کی سازشیں اور بغاوتیں اپنے عروج پر تھیں۔ یہ بھگتی تحریک کا زمانہ تھا جب مسلمانوں کو ہندومت میں داخل کیا جا رہا تھا۔ اکبر ہندوؤں سے متاثر تھا۔ یہاں تک کہ ملک میں امن قائم کی خاطر اس نے ایک ہندو عورت سے شادی کی، اور ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی جسے دینِ الٰہی

Marfat.com

کہا جاتا تھا۔

اُس کے اس اقدامات نے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا۔ اور اس دور کے صوفیاء و مشائخِ کرام اس کی مخالفت میں سینہ سپر ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ وہ اہم ترین صوفی بزرگ تھے جنہوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس کے علاوہ قادریہ سلسلہ کے صوفیانِ کرام، خاص طور سے حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس مقصد کے حصول کے لئے زبردست کردار ادا کیا۔ اور حقیقی اسلام کو پھیلایا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ سے مغل حکمران اور بادشاہ بہت محبت کرتے تھے۔ جیسے کہ جہانگیر، شاہجہاں، شہزادہ دارا الشکوہ، شہزادہ شہریار اور اورنگ زیب عالمگیر، جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی موجودگی کو اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی طرح غیر مسلم بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ سے اسی طرح محبت کرتے تھے اور آپ کی تعظیم کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ جب گرواجن نے دربار صاحب کی تعمیر شروع کی، تو انہوں نے حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

سے اس کا سنگِ بنیاد رکھنے کی درخواست کی۔ حتیٰ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذرانہ بھیجا کرتا تھا۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بہت کم لوگوں کو بیعت فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، کہ طلبِ حق ایک بہت مشکل کام ہے۔ آپ کا دل صرف ایک ہے، اور اس میں صرف ایک ہی شے داخل ہوسکتی ہے۔ جب آپ سب کچھ چھوڑیں گے، تو تب ہی آپ اللہ کو پاسکتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو ریاضتِ شاقہ کی تربیت دی، جس کا مطلب کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا ہے۔ جب آپ کسی کو مرید بناتے، تو فرمایا کرتے کہ: معرفت کے طریقے کی پہلی شرط جانتے ہو کیا ہے؟ دونوں جہانوں کا ترک کرنا اور ریشت پا (پاؤں سے) ٹھکرانا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک بال بھی ناپاک ہو، تو چاہے آپ جسم کے باقی تمام اعضاء کو جتنا بھی دھو ڈالیں، ناپاکی تب بھی باقی رہتی ہے۔ بالکل

Marfat.com

اسی طرح ایک بھی دنیاوی خیال آپ کے دل میں رہتا ہے، تو آپ کا باطن ناپاک ہی رہے گا۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے شادی نہیں کی، اور اپنی مجرد زندگی ہر جگہ اللہ کے نور کو پھیلانے میں صرف کی۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اللہ تعالیٰ سے وصل اٹھاسی سال کی عمر میں ۷۔ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ ہجری کو ہوا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کئی خلیفہ نامزد کئے، جن میں حاجی نعمت اللہ سرہندی، مولانا حمید گجر اور حاجی صالح کشمیری مشہور ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات کی تعداد کثیر ہے، لیکن آپ ان کو ظاہر کرنے میں بہت محتاط تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ان اشعار کو اکثر دہراتے تھے یعنی:

"اسرار و رموز، کرامت و بزرگی، خیالِ نور
اور اسباب کرامت کی باتیں کرنا چھوڑ دے
تیری کرامت حق پرستی میں ہے
اس کے سوا کچھ کبر، ریا، عجب اور مستی ہیں
اگر تمہاری کرامات خود نمائی کے لئے ہیں
تو تو فرعون ہے اور یہ کرامات خدائی کا
دعویٰ ہیں"۔

Marfat.com

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ فرمودات (تعلیمات) درج ذیل ہیں۔

۱۔ جب کسی بازار یا گزرگاہ سے گزرو، تو اکیلے چلو، تاکہ آپ یادِ الٰہی میں مشغول رہیں۔

۲۔ سلوک کے مرتبوں میں پہلا مرتبہ شریعت ہے۔

۳۔ اولیاء اللہ کی موت ان کے نفس کی موت ہے۔ نفس کی موت کے بعد ابدالآباد کی زندگی حاصل ہوتی ہے۔

۴۔ لباس ایسا ہونا چاہیئے کہ کوئی پہچان نہ سکے کہ یہ درویش ہے، صوفی ہے، فقیر ہے، یا کیا ہے۔

۵۔ قلب کی حضوری کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اگر یہ نہیں تو نماز نہیں، بے کار ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! جب آپ اولیاء اللہ کے بارے میں بات شروع کرتے ہیں، یعنی اللہ کے ان حسین لوگوں کے بارے میں، تو وقت رُک جاتا ہے، کاغذ سیاہ ہوتے ہیں، سیاہی ختم ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بھی ان کے بارے میں کہنے کے لئے بہت کچھ باقی رہتا ہے۔ اولیاء اللہ ہم تک اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں۔ آیئے

Marfat.com

ان کو اچھی طرح سُنیں، وہ اللہ کے نوُر ہیں، انہیں اپنے دلوں کو منور کرنے دیں۔

وہ اللہ کی رسّی کی طرح ہیں، انہیں مضبوطی سے تھامے رکھیئے، وہ ان سب کے لئے اللہ کا انعام ہیں۔ جن کی نسبت اللہ سے ہے۔ ان انعامات کی قدر کریں۔ اور انہیں اپنے دلوں میں ایک خوبصورت خزانے کی طرح محفوظ رکھیں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ ہمیں ان سے محبت کرنے، ان کا احترام کرنے اور ان کی نشان کردہ راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین!

Marfat.com

۲۶ ، مارچ ۲۰۱۰ء

باب (۱۰۷)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو" حیُّ القیوم" ہے، جو کبھی نہیں سوتا اور نہ ہی کبھی تھکتا ہے، جو اعلیٰ ترین رب ہے اور جملہ مقامات کا مالک ہے۔

درود و سلام رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر، اللہ کے محبوب اور اس کے کرم اور عطا پر، وہ کرم جو اس نے اپنے تمام محبوبین کو عطا کیا ہے۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے، اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی ہو اُن سب پر جو یہاں ہر جمعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محفل میں جمع ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی بے کراں نعمتوں اور رحمتوں سے مستفیض ہوں۔

یہ بڑے مشکل وقت ہیں، یہ مکمل فتنہ و فساد،

Marfat.com

گمراہی اور جھوٹ کے زمانے ہیں ۔ یہ دراصل وہ وقت ہے جس کی پیش گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی تھی ۔ وہ وقت جب سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ سمجھا جائے گا ۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب آدمی صبح مسلمان کی حیثیت سے اُٹھے گا اور رات کو غیر مُسلم ہو کر سو جائے گا ۔

ایمان وہ قیمتی چیز ہو گی جس پر شیطان دن رات کام کرے گا ۔ یہ وقت ہے جب اللہ سے نسبت رکھنے والے لوگ اس کے تحفظ اور پناہ کے طلبگار ہوں گے اور چوبیس گھنٹے اس کی پناہ میں رہیں گے ۔

یہ زمانہ وقت کے خاتمے کا زمانہ ہے ۔ جب گھڑیوں کی رفتار تیز ہو رہی ہے ۔ اور انسان گھڑیوں پر سبقت لے جانے کی بھی کوشش کر رہا ہے ۔ جب ہر طرف کھلم کھلا لاقانونیت ہے ، جب کوئی کسی کا نہیں ۔ جب انہوں نے دنیا کو پُوجنا شروع کیا اور جب ان کے ذہن سو چکے ہیں اور اسی طرح سے ان کی معقولیت اور اُن کے دل بھی خوابِ غفلت میں ہیں ۔ یہ وہ وقت ہے جب صرف اُن کو تحفظ ملے گا جن کو اللہ دینا چاہے گا

Marfat.com

یہ صرف اللہ ہی ہے جو ہر ایک کے دل کی کیفیت کو جانتا ہے۔ جو یہ جانتا ہے کہ ان دلوں میں کس طرح کی بیماریاں خاموشی سے داخل ہو رہی ہیں۔ اور جو یہ بھی جانتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون تاریکی کے پیروکار ہیں۔

یہ سخت اور مشکل دور ہے۔ یہ زمانہ دین کو مضبوطی سے پکڑنے کا زمانہ ہے۔ یہ وقت قرآن اور سنّت کو سمجھنے اور ان پر ان کی روح کے مطابق عمل کرنے کا وقت ہے اور یہ سب دنیا سے الگ ہو کر کرنا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ جب اللہ کی رہنمائی کے لئے مدد اور حفاظت کے لئے دُعا مانگنی چاہیئے۔ یہ زمانہ (وقت) کے خاتمے کا دور ہے۔ یہ بڑی تبدیلیوں ہلاکت خیز زلزلوں اور عظیم تباہیوں کا دور ہے۔

یہ وہ دور ہے جب روحانیت زیادہ واضح ہوگی۔ زیادہ دکھائی دے گی۔ لیکن صرف ان لوگوں کو جن کا تعلق صرف اللہ سے ہے اور جو اس کی راہ پر چلنے والے ہیں۔ روحانیت ہمیشہ سے اس دنیا میں موجود رہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ پوشیدہ رہی ہے۔

Marfat.com

انسان کے پانچ حواس ہیں۔ دیکھنے کی حس، سُننے کی حس، مَس کرنے کی حس، سُونگھنے اور ذائقہ کی حس۔ انسان ان ہی پانچ حواس کے ذریعے دنیا کو دیکھتا ہے۔ فرض کریں کہ کوئی شخص، اندھا ہو جاتا ہے، اُس کی سماعت ختم ہو جاتی ہے، اس کی مَس کرنے اور ذائقہ کی حس ختم ہو جاتی ہے، تو پھر یہ دنیا اس کے لئے کوئی وجود نہیں رکھتی۔

اس کے لئے کوئی رنگ، کوئی صورت، کوئی آواز یا کوئی شے جو وہ اُسے محسوس کر سکے، سُونگھ سکے۔ یہ سب اس کے لئے بے معنی ہیں۔ یہ آدمی دنیا سے بالکل کٹ کر رہ جاتا ہے۔

مگر اس کے باوجود اس کے پاس ایک ارتعاش ایک احساس ایسا ہے جسے ہم قلب کہتے ہیں۔ اسی قلب کے ذریعے وہ جانتا اور محسوس کرتا ہے۔ تو یہ قلب ہی وہ مقام ہے جو اس دنیا سے ماورا (بالا) ہے۔ جو اُن چیزوں کو بھی محسوس کرتا ہے جو (اس دُنیا کی) فطری قوانین سے بالاتر ہیں۔ یہ وہ ہی قلب ہے جو اللہ کے وجود کو جانتا ہے، جو حقانیت اور سچی راہ کو

Marfat.com

جانتا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ) جب شیطان وار کرتا ہے تو اس کا واحد نشانہ قلب ہوتا ہے، جو انسان کو مادی طور سے بہت کم جانتا ہے۔ اس کا حقیقی اور خاص ہدف قلب ہے، یعنی انسان کا یقین اور ایمان۔ یہ ایسا ہے کہ جیسے اگر آپ کسی پر جسمانی طور سے غلبہ پانا چاہتے ہیں۔ اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ اُسے پتہ نہ لگے کہ اس کے پیچھے کیا ہو رہا ہے، تو آپ کسی طرح اس کی آنکھیں، اس کے کان اور حتیٰ کہ اس کا مُنہ بھی بند کر لیتے ہیں۔

یہ ہی طریقہ شیطان استعمال کرتا ہے، جب وہ کسی کے قلب پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تاکہ قلب کچھ سوچ، یا محسوس نہ کر سکے۔ وہ اس کو وسوسے اور شک کا کفن پہناتا ہے۔ وہ اسے غیر یقینی کا شکار کرتا ہے، اور اس شخص کو دُنیا کے جھمیلوں میں الجھاتا ہے، پہلے وہ اس شخص کا پورا دھیان اس کے حواسِ خمسہ کی طرف کھینچتا ہے، تاکہ وہ اس کے قلب کی آواز کو دبا سکے، اس کا مطلب ہے کہ وہ شخص دنیا کے ہنگاموں، شور شرابے اور اس کی افراتفری میں گم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اُس کی آنکھیں روز روز دنیا کی چمک دمک سے خیرہ ہو جاتی ہیں، اس کے کان جھوٹ اور گمراہی کے سوا کچھ سُنتے ہی نہیں۔ اس کے ذائقے کو ہر وقت بہترین پکے ہوئے کھانوں کی طلب اور خواہش ہوتی ہے۔

اس کے ہاتھ ریشم و کمخواب کی لطافت کو چھُونے کو بے تاب ہوتے ہیں، جو دنیا کی عیاشیاں فراہم کرتی ہیں اور اس کی ناک اُن خوشبوؤں کی تمنا کریں گی، جو دنیا میں آسانی سے اور ناجائز طریقے سے کمائی ہوئی دولت فراہم کرسکتی ہے۔

جب پانچوں حواس پوری طرح دوسری چیزوں میں مصروف ہیں تو دوسرا وار جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، وہ قلب کو خاموش کرنے کا ہوتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اگرچہ آدمی اب مکمل طور سے دنیا میں اپنے پانچوں حواس کے ساتھ گھِرا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ امکان ہے کہ اس نے کسی وقت بھی آوازِ حق سُنا۔ وہ اس کی طرف مائل ہو جائے گا۔

تو اس لئے وہ شک کے بیج اُس شخص کے دل میں بونا شروع کر دیتا ہے۔ وہ اس کے دل میں دین کے

Marfat.com

بارے میں سوالات ڈالتا ہے۔ اور پھر وہ خود ہی ان سوالات کے جواب فراہم کرتا ہے۔ مثلاً قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائی جائے؟

یا یہ کہاں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اپنی اُمت کے حالات سے باخبر ہیں؟ یا یہ کہاں لکھا ہے کہ دین کے لئے آپ کو ایک استاد اور ایک رہنما کی ضرورت ہے، کیا میں ان تمام سوالوں کے جوابات خود نہیں دے سکتا؟

بے شک آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شیطان ان سوالوں کا کیا جواب دے گا۔ دھیرے دھیرے یہ سوالات اور جوابات اس شخص کے ذہن کو زہر آلود کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور پھر شک کے بیج اس کے دل میں پھوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔

اب اگر کوئی شخص اس کو حقیقت کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہے، تو وہ حقیقت اس کے دل میں نہیں اُترتی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس حقیقت کو یہ کہہ کر رد کر دے کہ دین بہت پیچیدہ ہے، میں اس کے بارے میں کچھ سُننا نہیں چاہتا۔ میں اپنی پانچ

Marfat.com

وقت کی نمازیں پڑھتا ہوں، کیا یہ کافی نہیں؟

اگرچہ وہ اپنی پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں لیکن اپنی عبادات کو اپنے مفاد کے لئے بگاڑنا، اللہ کے پیغام کو بگاڑنا، اس کے کلام کو مسخ کرنا، تاکہ وہ دلیل پیش کرسکیں، تو یہ اللہ کے خلاف ایک اعلانِ جنگ کر رہے ہیں۔

جو کچھ اللہ نے فرمایا ہے، وہ اس کا کلام ہے، اور وہ اپنے کلام کی حفاظت کرنا جانتا ہے، یہ ہی وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں، اپنے قلبوں کو صرف چھوٹے چھوٹے دنیاوی فائدوں کی خاطر بیچتے ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی تعریف و تحسین کو حاصل کرے جو انہیں درست سمجھ رہے ہوں۔ لیکن درحقیقت یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی دونوں دنیاؤں کو بیچتے ہیں۔ یہ ذلیل و رسوا ہو جاتے ہیں، جو ظاہر ہے کہ بہت ہی بدقسمت انجام ہے۔

یہ ہے وہ طریقہ جس سے شیطان انسان کے سب سے زیادہ قیمتی اثاثے، یعنی ایمان کو تباہ کرتا ہے۔ یہ نہایت مشکل زمانہ ہے۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے

Marfat.com

سب سے بڑے دشمن یعنی شیطان کے خلاف اپنی آنکھیں کھلی رکھنی چاہئیں۔ جو اب بہت زیادہ کوشاں ہے کہ وہ ان لوگوں کو تباہ کرے جو ابھی تک ہو رہے ہیں۔ یا اس قدر دنیا میں اُلجھے ہوئے ہیں کہ وہ اللہ سے پناہ مانگنا بھی بھول گئے ہیں۔

آپ اپنے روزانہ کے حصار کی طاقت کو کمتر نہ جانیں۔ ہر وقت خود کو اللہ کے حصار میں رکھیں، اور جب کبھی بھی کوئی وسوسہ آپ کے ذہن میں داخل ہو، فوری طور پر اللہ سے حفاظت طلب کریں، اپنا زیادہ تر وقت ذکر اللہ میں گزاریں، قرآن کی تلاوت اور اس کو سمجھنے میں گزاریں۔

اور یہ بھی جانیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تھا اور ان کا طرزِ حیات کیسا تھا قرآن اور سنّت اللہ کی رسّی کی مشترکہ ڈوری ہیں جنھیں مضبوطی سے تھامنا چاہیئے۔

اللہ کے پیارے اولیاء اس رسّی کا اٹوٹ حصہ ہیں، اس لئے کہ جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہ قرآن اور سنّت کی عین عکاسی کرتے ہیں۔ یہ اللہ کے وہ حسین لوگ ہیں، جن

Marfat.com

کے وجود میں خوبصورت دل ہیں ۔ ان کو پیدا فرمانے کا واحد مقصد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو پھیلانا ہے ۔

ایک ولی تصویرِ محمدیؐ ہے ، اُن کا عکس ہیں اُن کا نُور ہیں ۔ یہ اس لئے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ، اور ان کی تعلیمات کا نمائندہ بنایا گیا ہے ۔ یہ ہے آپ کو دینے والی تعلیم ۔ یعنی جب اللہ کسی کو ایک سلسلے کی رہنمائی کے لئے چُنتا ہے ، تو اس کی ذمہ داری سب سے بڑھ جاتی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مُرشد کو ہر طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع (پیروی) کرنی ضروری ہے ۔

کیوں کہ یہ اب ان کا رول یا کردار ہے ۔ یعنی اب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پھیلانا ہے ۔ اب اگر ان کے پاس اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کا اخلاق نہیں ، اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کا انصاف نہیں ، اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کا ایمان نہیں ، تو پھر وہ ان سب کو دوسروں تک کس طرح پہنچائیں گے ۔ یہ ہی وجہ ہے کہ مرشد رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی کاپی کی طرح ہوتے ہیں ۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور نمائندے ہوتے ہیں ۔ اس لئے ان کا احترام بھی اسی طرح ہونا چاہیئے ۔

جس وقت آپ اپنے مرشد کا احترام کرتے ہیں، تو یہ احترام آپ انہیں ان کے کام کے لئے دے رہے ہیں، اس نُور کے لئے دے رہے ہیں جو اُن کے وجود میں ہے ۔ یعنی نُورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جو ایک مُرشد اور اللہ کے تمام عاشقوں میں ہر وقت موجود رہتا ہے ۔ اس نُور کو ان تمام لوگوں میں پھیلانا مرشد کی ذمہ داری ہے جو اُن کے اطراف ہوتے ہیں ۔

تو اس طرح جب اللہ تعالیٰ اس مرشد یا ولی کو اپنی یہ رحمت عطا کرتا ہے، تو یہ نعمت ان سب کے لئے بھی ہوتی ہے جو اُن کے اِردگِرد ہیں، یعنی اُمّتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ۔

ایسے کتنے لوگ ہیں جو یہ تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور حقیقت میں ان پر اپنا سب کچھ نچھاور کرتے ہیں ؛ اپنا مال، اپنی آل اور اپنی جان ؛ لیکن مرشد بہی کرتے ہیں ۔

Marfat.com

وہ اپنے نفس کو مارتے ہیں، اپنی خواہشات کو مارتے ہیں، اپنی دولت کی محبت کو مارتے ہیں، اپنی اولاد کی اور حتیٰ کہ خود اپنے وجود سے ہونے والی محبت کو بھی مارتے ہیں۔

ان کے اور ان کے اللہ کے درمیان کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ ان کے دن رات اسی طرح بسر ہوتے ہیں۔ جس طرح اللہ اُن سے چاہے گا، ان کی نسبت اللہ سے ہے، اور اللہ بلاشبہ اُن سے محبت کرتا ہے۔

کبھی کسی ایسے شخص پہ شک نہ کریں جسے اللہ نے اپنا عاشق قرار دیا ہے۔ کیوں کہ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس نے عاشق کا رتبہ حاصل کیا ہے۔ جو لوگ اللہ کے ولی کا احترام کرتے ہیں اور ان کی اتباع کرتے ہیں، وہ یقیناً وہی لوگ ہیں جو ہر وقت اپنے اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ یہ لوگ بلاشبہ احترام اور بے پناہ محبت پائیں گے اور اللہ کے بھی ہو جائیں گے۔

روحانیت ایک ایسی اسرار اور غیب کی

Marfat.com

دُنیا ہے جو اس دنیا والوں کی اکثریت سے پوشیدہ ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس دنیا کا کوئی وجود نہیں۔ یا کم طاقت ور ہے یا کم منظم ہے۔ اللہ کے ولی بلکہ ان میں سے اکثر اس دنیا کو جانتے ہیں۔ اتنا واقف جتنا کہ اللہ انہیں واقف کرنا چاہتا ہے۔ یہ اولیاء، اللہ کے لوگ ہیں، اور انہیں نہ کبھی خوف ہوگا نہ غم۔ وہ اس دنیا میں ایک مقصد کے لئے رہتے ہیں۔ اور جب اُن کا کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر ان کا ابدی مسکن اللہ کی آغوش ہوتا ہے۔ یہ ہے ان کی وفاداری کا انعام جو انہیں ملے گا۔

آج ہم اللہ کے کوہِ نوُر، جو اس کا انمول جوہر ہیں، وہ جن کا خوبصورت نام محبوبِ سُبحانی، قطبِ ربانی ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ یہ صحیح عکسِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح عکس۔ وہ اپنے اللہ کا جمال، اس کی رحمت کے اور اس کی عطا تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اسلامی دور کے ایسے وقت میں پیدا ہوئے جب عباسیوں کی

Marfat.com

حکومت کا چوتھا دور تھا۔ اور ہر سُو انتشار تھا۔ بغداد جو کبھی علم اور درس و تدریس کے میدان میں عروج پہ تھا، تیزی سے اپنی حیثیت کھو رہا تھا کیوں کہ اقتدار کے نشہ میں چُور حاکموں نے ایسی فضا پیدا کی ہوئی تھی کہ لوگ خوف و ہراس کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

کسی میں بھی اس وقت روا رکھے جانے والے ظلم و تشدد کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہیں تھی۔ اُندلس میں خانہ جنگی جاری تھی، افریقا میں مشکلات تھیں اور کہیں صلیبی جنگ شروع ہو چکی تھی۔

اور ایران مختلف حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ خراسان اور پنجاب پر ایک غزنوی بادشاہ کی حکمرانی تھی۔ حضرت داتا گنج بخش اپنا مشن مکمل کر کے اس دارِ فانی سے پردہ فرما چکے تھے۔

یہ ہی وہ زمانہ تھا جب یہ اٹھارہ سالہ نوجوان، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۸۶ ہجری میں علم کے حصول کے لئے گیلان سے بغداد کی طرف تشریف لے گئے۔ یہ ہی گیلان جسے عرب میں جیلان کہتے تھے، ایران کا ایک پُرانا صوبہ تھا۔ اسی صوبہ

Marfat.com

میں اللہ کے ایک عاشق بہ نام حضرت ابو صالح موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ رہا کرتے تھے، جو اپنے زہد و تقویٰ کے لئے مشہور تھے۔

ایک بار وہ کسی نہر کے کنارے چلے جا رہے تھے، کہ اُن کو اس نہر میں ایک سیب تیرتے ہوئے نظر آیا۔ انہوں نے اُسے پانی سے نکال کر کھا لیا۔ لیکن پھر اچانک اسے احساس ہوا کہ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا، کیونکہ انہوں نے اس سیب کے مالک سے اس کی اجازت تو نہیں لی تھی۔

اس خیال نے اُن کو بہت پریشان کر دیا۔ اور وہ اس سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے۔ جلد ہی انہیں ایک ایسا درخت نظر آیا جس کی شاخیں سیبوں کے بوجھ کے مارے جھکی ہوئی تھیں۔

جب حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھا تو آپ اس باغ کے مالک کے حضور پیش ہوئے، جس کا وہ سیب والا درخت تھا۔ انہوں نے مالک سے بغیر اجازت سیب کھانے کے لئے معافی طلب کی۔ اس باغ کے مالک بھی ایک بزرگ تھے، یعنی حضرت عبداللہ

Marfat.com

سوحائی رحمتہ اللہ علیہ ۔آپ اس نوجوان کی بات سن کر
حیران ہوئے۔
انہوں نے حضرت صالح رحمتہ اللہ علیہ کے حسب
ونسب کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہاکہ
میں آپ کو اس وقت تک معاف نہیں کروں گا جب
تک آپ میری خواہش پوری نہیں کرتے ۔نوجوان فوراً
ہی اس بات پر آمادہ ہو گئے، جو حضرت عبداللہ سوحائی
رحمتہ اللہ علیہ اُن سے خواہش مند تھے ۔
آپ نے نوجوان سے کہاکہ انہیں ان کی صاحبزادی
اُمّ الخیر فاطمہ سے شادی کرنی پڑے گی ۔لیکن انہیں
یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اُن کی بیٹی اندھی، بہری، ہاتھوں
کے بغیر، اور وہ بول بھی نہیں سکتی ہے ۔ اس پر حضرت
صالح رحمتہ اللہ علیہ خاموش ہوئے اور پھر کہا:
"اگر مجھے ایسا کرنے پر معافی مل سکتی ہے، تو میں
آپ کی بیٹی کو قبول کرنے پر تیار ہوں۔" تو اس طرح
شیخ سوحائی نے اپنی خانقاہ میں اس کا اعلان کروایا۔
اور اس کے اگلے دن نکاح ہو گیا۔
جب نوجوان اپنی دُلہن کے پاس پہنچے، تو فوراً ہی

Marfat.com

"استغفراللہ" کہتے ہوئے پلٹے اور سیدھے اپنے سُسر کے پاس پہنچے اور کہا شاید کوئی غلطی ہوگئی ہے، کیوں کہ جس بیٹی کی آپ نے تفصیل بتائی تھی، اُس کے بجائے وہاں کوئی اور ہے، جس میں وہ خامیاں نہیں ہیں، جن کا آپ نے تذکرہ کیا تھا۔

سُسر صاحب نے مسکرا کر فرمایا، یہ ہی اُمّ الخیر فاطمہ، آپ کی بیوی ہیں، جو کچھ میں نے کہا تھا، وہ صحیح تھا۔ میری بیٹی اس لئے اندھی ہے کہ اُس نے کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا، وہ بہری اس لئے ہے کہ اس نے کبھی کوئی غلط بات نہیں سُنی ہے، وہ اس لئے بول نہیں سکتی کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی کسی کی غیبت کی ہے۔ اس کے ہاتھ اس لئے نہیں ہیں کہ اس نے شریعت کے خلاف کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا ہے، اور اس کے پاؤں اس لئے نہیں ہیں کہ اُس کے پاؤں اللہ کی راہ کے سوا کہیں اور گئے نہیں ہیں۔

تو اس طرح اللہ نے دو ایسے حسین انسانوں کو آپس میں ملایا جو دونوں زہد و تقویٰ میں کامل تھے، اور انہیں ایک ایسا پاک متقی بیٹا عطا کیا، جن کا اسمِ گرامی سیّد

Marfat.com

ابو محمد عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ ہے اور جن کی ولادت ۴۷۰ھ ہجری میں ہوئی۔

والد صاحب کی طرف سے آپ کی نسبت حسنیؓ اور والدہ کی طرف سے حسینیؓ ہے۔ جس وقت آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا تو آپ بہت ہی کم عمر تھے۔ اس لئے آپ کی پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ کی والدہ کے کندھوں پر پڑی۔ اور جب آپ اٹھارہ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو حصولِ علم کے لئے ایک دُور افتادہ شہر بغداد بھیج دیا۔

کہتے ہیں کہ روانگی کے وقت آپ کی والدہ نے آپ کے کوٹ کے اندر اسّی (۸۰) سونے کے سکّے سی ڈالے تاکہ بُرے وقتوں میں کام آسکیں۔ جب آپ سفر پر روانہ ہونے لگے، تو آپ کی والدہ نے آپ کو وصیت کی کہ ''بیٹا کبھی بھی جھوٹ نہ بولنا۔ فرمانبردار بیٹے نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس وعدے کو کبھی نہیں بھلائیں گے۔

جس کارروان کے ساتھ آپ سفر کر رہے تھے وہ ابھی ہمدان ہی پہنچا تھا کہ رہزنوں کے ایک ٹولے نے

Marfat.com

اُن پر حملہ کر دیا۔ مسافروں کو لوٹتے وقت ڈاکوؤں نے اس نوجوان پر توجہ نہ دی، کیوں کہ وہ مفلس معلوم ہو رہا تھا۔ بہرحال ایک ڈاکو نے ان سے یونہی پوچھا کہ کیا ان کے پاس کوئی رقم ہے؟

اس پر نوجوان عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اُن کے پاس سونے کے اسّی (۸۰) سکے ہیں۔ جو اُن کے کوٹ کے اندر ہی سیئے گئے ہیں۔"

ڈاکو یہ سُن کر حیرت زدہ ہو گئے اور انہیں یقین نہیں آیا کہ کوئی آدمی اس طرح سے سچّا ہو سکتا ہے۔ جب انہوں نے تلاشی لینے پر وہ سونا برآمد کیا تو وہ انہیں اپنے سردار کے پاس لے گئے تاکہ وہ معلوم کر سکے کہ انہوں نے اپنی رقم کے بارے میں کیوں بتایا تھا۔

دریافت کرنے پر نوجوان ولی نے یہ جواب دیا کہ اوّل تو یہ اُن کی والدہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کی پاسداری کے باعث ہے کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ اللہ کے علم کو حاصل کرنے والے سفر کے پہلے مرحلے میں کس طرح جھوٹ بول سکتے ہیں۔ یہ سُن کر لٹیروں کا سردار پھُوٹ پھُوٹ کر رونے

Marfat.com

لگا، وہ ان کے قدموں میں گر پڑا اور توبہ کی۔ یہ آپؒ کا پہلا مُرید بنا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے درجے کے راست باز اور سخی تھے۔ یہ ہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے حصولِ تعلیم کے دنوں میں بڑی سختیاں برداشت کی تھیں۔ آپ علم کے مختلف موضوعات کے عالم بنے اور اپنے عہد کے عظیم ترین فقیہہ بھی ثابت ہوئے۔ حتیٰ کہ کم عمری میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ مجاہدہ کے شوقین تھے اور اکثر روزے رکھتے تھے۔

اپنی تکمیل کی تعلیم کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود پر زیادہ سختیاں کرنا شروع کیں اور خود پر زندگی کی آرام و آسائش کی پابندیاں لگادیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں بہت زیادہ مصروف رہتے۔ قرآن کی تلاوت کثرت سے کرتے اور آپ کو فجر کی نماز گزشتہ رات کئے ہوئے وضو کے ساتھ پڑھتے دیکھا گیا ہے۔ آپ کلام پاک ایک شب میں ہی ختم فرما دیتے تھے۔

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے تشریف

Marfat.com

لے گئے، جہاں آپ نے گیارہ سال تک دنیا سے خلوت کر کے گزارے۔ آپ کا یہ عرصۂ حیات آپ کی تربیت کے اختتام سے ختم ہوا، روحانیت کے واقعات وقوع پذیر ہوتے رہے۔

ایک بار شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کئی دنوں تک باہر کسی ویرانے میں تھے، بغیر کھانے پینے کے سامان کے۔ اسی دوران ایک بادل کہیں سے نمودار ہوا اور بارش برسانے لگا۔

پھر ایک منور چہرہ ظاہر ہوا جس نے کہا "میں آپ کا اللہ ہوں، میں اب تمام حرام چیزوں کو آپ پر حلال کرتا ہوں۔ اس پر شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں اللہ کی پناہ شیطان مردود سے مانگتا ہوں۔"

اس پر وہ چیز ایک بادل میں تبدیل ہوئی اور اس سے آواز آئی، آپ کے علم اور اللہ کے کرم نے آپ کو ایک فریب سے بچالیا۔ پھر شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے شیطان کو کوسا اور فرمایا کہ" یہ صرف اللہ تھا جس نے مجھے شیطان سے بچالیا۔"

Marfat.com

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ شیطان تھا. ورنہ حرام چیزیں کس طرح حلال کی جا سکتی ہیں؛ جب کہ یہ کام اللہ کے نبیوں کے لئے بھی نہیں ہوا۔ اس زمانہ میں مسلمان غیر معمولی عیاشیوں میں مبتلا تھے۔ اور وہ فقط مذہبی رسومات سے ہی مطمئن تھے۔

۵۱۱ھ ہجری کو جمعہ کے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ آپ بغداد کی ایک گلی سے گزر رہے ہیں کہ آپ کو ایک بیمار شخص نے روک لیا اور آپ سے بیٹھنے میں مدد مانگی۔

پھر وہ شخص انتہائی اونچا ہونے لگا اور کہا "میں آپ کے دادا جان کا دین ہوں، میں سکڑنا شروع ہو گیا تھا، لیکن اللہ نے آپ کے ذریعے مجھ میں نئی جان ڈال دی۔

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ نے مسجد میں خود کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور مستقبل کے ولی کا فیصلہ ہو چکا تھا، اس طرح آپ "محی الدین" یعنی دین کے بچانے والے قرار پائے۔

Marfat.com

اگلے گیارہ سال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ شہر کے ایک کونے میں مقیم رہے اور بڑی جانفشانی سے اپنا فرض نبھاتے رہے۔

سال ۴۲۲ھ ہجری میں آپ نے عوام الناس میں اپنا علم پھیلانا شروع کیا۔ بہت جلد ہی پاک بازی کی تعلیم دینا اور شریعت پر سختی سے عمل کرانا شروع کر دیا۔ آپؒ کی ہدایت کی شہرت دنیا میں دُور دُور تک پہنچ گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم سے لوگوں کو فیض حاصل ہونا شروع ہو گیا۔

اس کی وجہ سے آپ کا چھوٹا سا مدرسہ ناکافی ثابت ہوا۔ آپ نے خطاب کے لئے عید گاہ جانا شروع کیا۔ لیکن وہ بھی اس کے لئے ناکافی ثابت ہوئی۔ اس لئے آپ ایک بڑے عید گاہ میں منتقل ہوئے۔ آپ کے خطابات کو سُننے کے لئے ہر طرح کے لوگ آتے تھے۔ ان میں صوفی، فقرا، مسلم اور غیر مسلم سب ہی شامل ہوتے تھے۔

آپ نے شادی، عمر عزیز میں کافی دیر سے کی۔ آپ کی چار بیویاں تھیں اور آپ کے بچوں کی تعداد

Marfat.com

اپنائی (۱۲۶) تھی۔ آپ نے اپنی پوری زندگی [illegible] کی
میں اوراس عشق کو پھیلانے میں گزار دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۶۱ھ ہجری میں ۹۱ سال کی عمر میں ہوا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دستگیر تھے۔ جو روحانیت میں سب سے اعلیٰ ترین رتبہ جو کسی ولی اللہ کو بخشا جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صحبت کا تاج عطا ہوا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو عطا کرتا ہے اور اس تاج کی شعاعیں ابھی تک دنیا میں ولایت کی روشنی پھیلا رہی ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! آیئے ہم سب محبت کے اس سبق کو سیکھیں۔ کیوں کہ یہ بڑی انمول تعلیمات ہیں، جنھیں کبھی بھی اپنی زندگی میں فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ اپنے دلوں کو اللہ کی محبت کے لئے کشادہ کریں، اور آپ دیکھیں گے کہ آپ کے دل ان نہایت ہی شاندار جواہرات سے بھر جائیں گے۔

آمین!

Marfat.com

صدائے
حسن وجمال
زیرِ سرپرستی:
عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ
حضرت خواجہ شاہ محمد افضل
قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری
المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com